

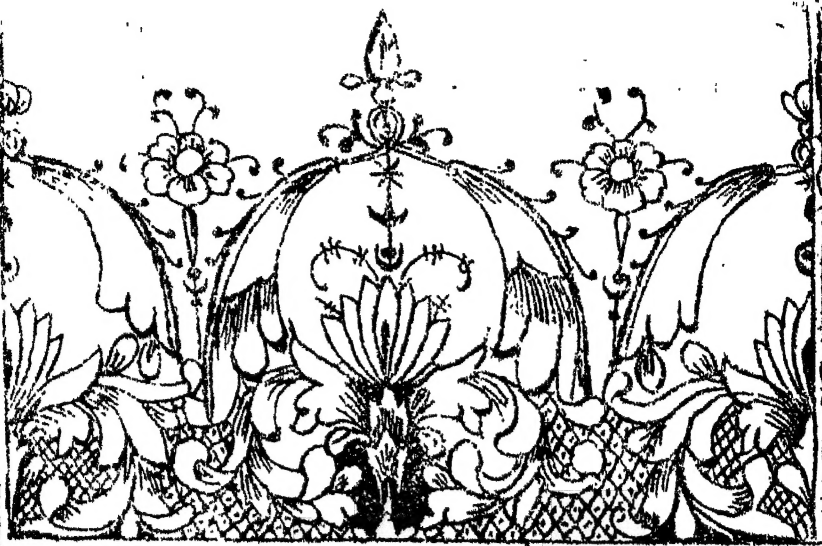
نسخه علی السلاطین و فیض المبین

مجلس کاروان مستند اولی الامر علیه السلام



بمختار ابوالحسن بروی تجارت

در طبع می لای طبع می می طبع می می



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي بعث في الامم رسولا ابوخاتم النبیین وجعل الدين مقفرا على دينه هو دين المسلمين
 فمن يتبع غير الاسلام ديناً فلن يقبل منه ويهوى الاخرة من الجاهلین والعلموة على رسوله محمد سيد المرسلین
 والله واصحابه جميعین اما بعد راجی رحمت باری سید ابداء والعلمی اکبر الہدی کہتا ہے کہ بہت بُرا
 اور ضایت ناوان و آدمی ہو کہ اپنے دین کی اور باتوں کو جو مکروہ طبع ایک قوم غیر ملت کے ہوں پکارتا
 مرضیات خاطر اوس قوم میں جھوٹی تاویلوں سے بیان کرے تاکہ یہ قوم دھوکے میں آکر اس سے رضی ہوں
 بالخصوص اوس محل میں کہ یہ قوم صاحب دانش اور ذی شعور ہوں کہ انکو اسکے اس کام کا پسند آنا شروع کر
 اسلئے کہ اس فعل سے اس قوم کے راضی ہو چکا سبب جو مقصود ہو سو یہ ہے کہ اس ذریعہ سے اسکر
 دین والوں کا اس قوم کے دین میں آجانا آسان ہو سو اول اس قوم کو کچھ پروا کی نہیں ہے کہ کسی دین
 ملت کے لوگ خواہ مخواہ دھوکے دہری سے انکے دین میں آجائیں دوسرے اوس آدمی کی بات
 کوئی اسکے دین والا قبول نہ کرے گا تو اس ذریعہ سے اسکے دین والوں کا اس قوم کے دین میں آنا مقصود ہے
 اسوقت میں مرہٹوں نے فی الاسلام کا تہذیبیہ سہہ اور خلاف داب اہل اسلام ان دیار کے نصاری کے
 ساتھ کمانا اور کھانا طریقہ کر سی اور میزوں پر شیکر چوڑی اور کائے سے کمانا اور کھانا خوب ہے اور شہ
 سادہ عادات نصاری کے انکو محبوب ہو چکا اور سپر ہے کہ مرہٹوں وجود کیلئے اسکے جائز ہونے کیلئے

بنا کہ اہل اسلام کو اس اپنی وضع کا شریک کرنا چاہتے ہیں اور یہاں نفس کے لیے دین کی مصلحت کا کچھ
 خیال نہیں فرماتے ہیں جو کہ ان و نو نہیں جناب سید احمد خان صاحب بہار و ج عدالت خفیہ بنارس
 نے ایک رسالہ نامہ اسباب میں بنام احکام طعام اہل کتاب تصنیف فرمایا ہے اور لہذا اہل اسلام نے اس کتاب
 سنی یہ اہل الاحساب علی المذنبین فی احکام طعام اہل کتاب کو ایک
 جواب میں قلمبند کیا ہے تاکہ سب لوگ عیب و صواب اس رسالہ کا دریافت کر کے اہل احکام سے جو
 اس کے رسالہ میں مذکور ہیں مخالفت نہ کریں اور دوسو سو شیطانی سے خطا کی راہ پر نہ پڑیں ومن اللہ العبد الایہ
 الی الحق والصلوٰۃ علیہ التوکل فی کل باب واضح ہو کہ موکلت ساتھ نصاریٰ کے یعنی اس کے ساتھ
 بیشک کہنا اور جو ناجائز ہے وجہ اول کہ بنابر اس کے اہل اسلام اور سکھ و نصاریٰ کے ساتھ کہنا ہے
 کافر و کفرستان کہتے ہیں یہی کہ بعرف اہل اسلام اس وید کے نصائے کے ساتھ کہنا شعار اور علامت
 کرنا اور یہاں وہ کہتے ہیں والوں کی اور یہ دون ضرورت بنا اجبار والہ یا اختیار وینا علامت کفار اور ان کا شعار
 ظاہر ہونا کسی شخص سے موجب حکم کفر اور یہ سب ظاہر شریعت میں اور چونکہ منشا تکفیر اسمین قرار پانا اور
 علامت کا بابہ الفرق و میان کفر اور اسلام کے ہے خصوصیت یقین علامت کی جانب حاکم اسلام سے
 وقت قیام حکومت اسلامیہ کے یا خصوصیت یقین علامت عرف اہل اسلام سے وقت اسلامی نظام
 میں بالضرورت ملنا ہے نہایت جزی میں مسطور ہے یہاں ان شعار اصحاب الہنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان الفاظ
 کہ اسی علامتہم التی کانوا یعارفون بہا فی الحرب یعنی کہا جاتا ہے کہ شعار یا دون بنی اللہ علیہ وسلم کا یہ غزوہ
 میں رہا یعنی علامت اولیٰ کہ سنی پہچانی آپ میں ساتھ اور سکے لڑائی میں اور مجمع البحار میں مذکور ہے
 شعار المؤمنین علی الصراط رب سلم سلم اسی علامتہم التی یعارفون بہا مقتدا کل امت رسولہ یعنی حدیث میں صحیح آیا
 کہ شعار مسلمانوں کا پہلے حصہ اظہر یہ ہو گا کہ اسے پروردگار میرے سلامت رکھ سلامت رکھ تو مراد بیان شعار
 سے علامت مسلمانوں کی ہے کہ پہچانیں گے آپ میں ساتھ اور سکے اور خیال میں کہ اقتدا کر نیوالی ہوگی
 ہر امت ساتھ اپنے رسول کے اور نہادہ حاشیہ پر ایہ میں مرقوم ہے و ذکر الامام الترمذی غنی فی کل بلد
 من العلامۃ بانعارفہ اہل امتی اور ذکر کیا امام ترمذی کے کہ گفتا کیا جائے ہر شہر میں ساتھ اور اس علامت کے
 جو متعارف ہو اور ان شہر والوں میں اور فتح القدر حاشیہ ہدایہ میں مذکور ہے المقصود العلامۃ ظاہر میں
 بلکہ بل یعتبر فی کل بلد بانعارفہ الہ یعنی مقصود علامت اور پہچان ہے پس یقین نہوگی وہ علامتیں جو ذکر کی ہیں

بلکہ اعتبار کیا گیا بلکہ ہر شہر میں وہ علامت جو متعارف ہو اوس اکثر و کثرت میں سے وہ علامات اسلام کو
للاصغر اتباع الکفار بفعل من افعلہم التي تكون ویا عندہم فانہ یصیر کافر وذلک لانه من نفسه علامت الکفار کلہا

الہو سیتہ او شد الزنا او نحو ذلک فانہ یصیر کافر او ارجل من غیر اعتقاد و غیرہ او من اعتقاد و لو فعل تقیہ او کفر
فانہ لا یصیر کافر او ایسی ہی مسلمان اگر سجدہ کری بت کہ کیا بتا بعت کری کا فرد کی رائے کے اوس فعل میں کہ وہ
ہو اوس کے نزدیک تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے کافر اور ایسے ہی اگر ظاہر ہو آپ مسلمان سے علامت کا فرد کی
مانند بھی جو اس کے ٹوپی یا باندہ زنا یا اسکے مانند اور علامتین تو ہو جاتا ہے کافر یا بر ہے کہ کیا ہو اس کو
بدون اعتقاد کے یا شے سے یا اعتقاد سے اور اگر کیا ہو سکو تقیہ یا زبردستی سے تو نہیں ہو گا کافر اور

شرح مواقف میں ہے فافقیل فشا الزنا و لایس البیار بالاختیار لایکون کافر اذا کان مصداقاً و غیر

باطل اجماعاً فلما جعلنا الشیء الصا و عنہ باختيار علامہ التکذیب ممکن علیہ بذلک ای بکونہ کافر غیر مصدق
سو اگر کہا جائے کہ باندہ زنا والا زنا کا اور پہنے والا نیک کہ وہ ایک کپڑا ہوتا ہے زرد رنگ یا اور کسی رنگ کا
کہ اوس کو اہل ذمہ اپنے کپڑے پر پاس موڑ دینے کے سے لیتے ہیں ساتھ اختیار کے سو گا کافر جنب تک
کہ ہو تصدیق رکھنے والا اور یہ اہل ہے بالاجماع کہیں گے ہم کہ گردانا ہے پہنے شے سوار کو اوس سے
ساتھ اختیار رو سکی کے علامت تکذیب کی پس حکم کیا ہے زنا باندہ پہنے والے اور غیر پہنے والے بالاتفاق

پر ساتھ اوس کے کافر غیر مصدق ہونیکے اور مویہ ایک ہی وہ جو بخاری نے ادب مفرد میں بذیل باب وعودۃ
الذمی کے نافع سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کر کے جن اسلام غلام آزا و حضرت عمر سے کہا اسلام
نے کہ جب آئے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے ملک شام میں تو آیا اوس کے پاس ایک زبیدار گانوں کا قوم
نصارے سے سو کہا اوس زبیدار نے کہ اے امیر المؤمنین تحقیق میں نے طیار کیا ہے آپ کے لیے کہا

اور چاہتا ہوں میں کہ آئیں آپ میرے بیان ساتھ اون اشرفوں کے کہ جو آپ کے ساتھ ہیں کہ یہ قوی تر ہے
میرے لیے میرے کام میں اور بزرگ تر ہے میرے لیے فرمایا حضرت عمر نے کہ ہم نہیں استطاعت کنتو
ہیں اسکے کہ نفل ہوں تمہارے گرجاؤ نہیں کہ جو یہ ہیں ساتھ ان صورتوں کے کہ انہیں ہیں اور یہ کیا یہ
ہی اوس کے دین میں داخل ہونے سے یعنی کھو استطاعت اسکی نہیں ہے کہ تمہارے دین میں آجائے

لفظ حدیث کا یہ ہے عن نافع عن اسلم مولی عمر قال لما قد سماع عمر بن الخطاب اشام اما الذبقان فقال

یا امیر المؤمنین انی قد صنعت لک طعاما و احب ان تاتینی باشراف من معک فانہ اقوی لی فی عملی

واشرف لی قال انا لا نستطيع ان ندخل کما کسر بڑھ مع الصور التي فيها اب ظاہر ہو گئی یہ بات کہ وہ جو جناب
 سید احمد خان صاحب نے اپنی رسالہ کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جنوں سہل
 ہزاروں زمین بندوں کی اختیار کر لیں میں او سکول یعنی باخام اہل کتاب کو نہایت ہی برا جانتے ہیں اور جو
 شخص او سکول مباح کہے یا او سکول کما نیکاً ترک ہو او سکول کا فرقہ کارشان یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج
 بالیک بڑے اور مسیح کا ترک سمجھے میں انتہی سوید زعم غاصد ہے اس لیے کہ مسلمان انصار کے ساتھ
 بیشک کما نیوے کے جو ایسا کہتے اور سمجھتے ہیں تو یہ کہنا اور سمجھنا اولاً کا بموجب قاعدہ معترضہ اہل اسلام کے ہوتے
 یہ سبب اختیار رسم ہنود کے وجہ و وہم یہ ہے کہ یہی نے شعب الایمان میں ابی امامہ
 سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتے ہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 من بحفاہ ان بکل غیر اہل ملک یعنی جفا سے ہے کہ ساندہ کما تو غیر اہل ملت اپنی کے جو کہ یہ حدیث
 ذخیرہ اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب وغیرہ کتب فقہ میں بدون حوالہ کتاب حدیث مذکور تھی
 جناب سید احمد خان صاحب نے بسبب غفی اور بیباکی کے اس حدیث کی نسبت **صفحہ ۲**
 میں لکھا کہ اس حدیث کی بھی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثوں پر وہی لوگ
 عمل کرتے ہیں جو بجا یا نہ ہوں قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلا میں اپنی
 شخصی اور فخر جتلا نے کو نکال لیتے ہیں اور جبکہ تائید کے لیے کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں
 ہے بلکہ او سکول مخالف موجود ہے انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب یہ خیال کہ کسی حدیث کا
 کسی کتاب میں نہ سند مذکور ہونے سے واقعہ میں نہ سند ہونا او سکال لازم نہیں آتا ہے جیسا کہ سند
 اس حدیث کی بہت ہی سے بموجب ہمارے بیان کے معلوم ہو گئی پس نہ تفتیش ایسا حکم کر دینا او نہیں کا
 کام ہے کہ جنکو جہلا میں اپنی شخصی اور فخر جتلا نے کے لیے انکار احادیث صحیحہ معروفہ محکمہ سے کہ مخالف
 ہوا ہے نفس کے ہوں کچھ بآل نہیں ہے اور لطف و دوسرا یہ ہے کہ جو جناب سید احمد خان صاحب
 نے **صفحہ ۵** میں لکھا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو یہی اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلایا کہ
 انی علیہ السلام المؤمنین زوی ان العننی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فانا و کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم
 انتہی حال انکہ یہ حدیث محض سند ہے اور اوسے مطالب المؤمنین وغیرہ میں جہیں وہ حدیث مذکور
 تھی مذکور ہے سو جو شخص نے سند حدیث سے محبت لاسنے پر اوڑن پر طاعن ہو وہ خود کو بزرگ ایسی حدیث سے

جست پڑتا ہے وجہ سوم یہ ہے کہ موکلت علامت موانعت ہے اور کفار مشرکین اور اہل کتاب بموجب
 احادیث صحیحہ مستوجب منافرت ہیں ترمذی نے اپنے جامع میں عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لئن عشت انشاء اللہ لافترجین الیہ ووالنصارى من جزیرۃ العرب
 یعنی ہر آنکہ گوندہ دریا میں اگر چاہیگا اللہ تو البتہ نکال دے گا وہ لوگ سیو و اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے اور بخاری اور مسلم
 نے صحیحین میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ان عمر بن الخطاب اجل الیہ ووالنصارى من ارض الحجاز
 یعنی تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جلا وطن کر دیا سیو و اور نصاریٰ کو زمین حجاز سے جناب
 سید احمد خان صاحب جو حکم موکلت کا دیتے ہیں کیا ان اخبار سے آگاہ نہیں ہیں اور یہی نے
 شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا انس نے کہ کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اعاد بنا علی غیر الاسلام لم یجلس عنہ وقال کیف انت یا یودی کیف
 انت بالنصرانی ینکر ربہ اللہ فی یوم علیہ یعنی حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عیادت فرماتے کسی
 مرد غیر مسلم کو کہ نہ بیٹھتے اس کے پاس اور فرماتے کہ کیا ہے تو اسی یہودی کیسا ہو تو اسی نصرانی کا
 ذکر اس کے مذہب کے کہ جبر و بیوتا وجہ چہارم یہ ہے کہ موکلت میں مصاحبت اور مخالفت
 اور مصاحبت اور مخالفت ساتھ کا اور زواج کے بموجب احادیث صحیحہ ممنوع ہے حکم نے اپنے
 مستدرک میں اور یہی نے شعب الایمان میں اور سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع میں
 اور ابن المبارک نے کتاب الزہد والرقاق میں اور ابن ابی الدنیاء نے کتاب التصفی
 میں اور خازن نے مکارم الاخلاق میں عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب افاجر لعلک من فجورہ والانفس الیہ سرک وکثر فی امرک
 الذین یخافون اللہ غرول یعنی نہ ساتھ بیٹھ افاجر کے تاکہ سکھائے وہ تجھ کو فجور اپنا اور نکمبول اوس سے
 ہنسی لپٹا اور مشورہ چاہے پر کام میں اوس سے جو ڈرتے ہیں اللہ غرول سے اور دہلی نے فروغ
 میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک
 وصاحب السوء فانہ یقلک من النار ولا یفکک وہ ولا ینفی لک لبعده کما حضرت انس نے کہ فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دور رکھ تو اپنے اچھے ساتھی بد سے سلیے کہ ساتھی ہر ایک کرا
 ہو گا سے نہ فائدہ دینی تجھ کو دوستی اوسکی اور نہ فائدہ کیا وہ تجھے عداوتیہ کو اور ابن عساکر نے اپنے

تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کافرین
 السور فاکم بہ تعوف یعنی کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کہہ تو اپنے
 آپ کو ہمیشہ یہ کہے کہ تو ساتھ اوس کی پہچانا جاتا ہے اور ترمذی نے اپنے جامع میں اور ابو داؤد
 نے اپنے سنن میں اور امام احمد و دارمی نے اپنے اپنے مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں و
 حاکم نے اپنی مستدرک میں ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہ سمع البیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
 لا تصاحب الا مؤمنًا ولا منافقًا لا یفک الا تقی یعنی ابو سعید خدری نے سننا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 کہ فرماتے تھے نہ مصاحب اختیار کر تو مکر سلمان کی اور نہ کمانے تیرے کہانیکو مگر یہ بیکار شرح میں اس
 حدیث کے خطاب نے معالہم السمن میں لکھا ہے واما خدری من صحبہ من لم یسقی وخرع علی اللہ
 وروا کلہ لان اطاعة لواقع الائمة والمودة فی الثغوب یقول لا الذلف من یس من اهل التقوی والورع و
 وراثة جلیب اطاعہ وتمامہ یعنی اور سوا اسکے نہیں کھڑا یا آنحضرت نے صحبت ایسے شخص سے
 کہ نہیں ہے پر بیکار اور منع فرمایا اوسکی مخالفت اور موافقت سے اسلئے کہ باہم کمانا و التا ہے الفت کو
 اور دوستی کو دونوں میں فوات ہے آنحضرت کہ الفت مت رکھ ایسے شخص سے کہ نہیں ہے اہل تقوی
 اور پر بیکاری سے اور نہ بنا تو اوسکو ہمیشہ کہ ساتھ کمانے تو اوسکو ہمیشہ اپنا کرے تو اوسکو اور سچی
 نے خرقہ الصعو و حاشیہ ابی داؤد و میں بھی اسطور پر لکھا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ
 مشکوٰۃ میں لکھا ہے منع کہ واز موافقت کفار و فجارتا سب محبت و الفت نگہ دو واز مصاحبت ایشان
 صفات ذمیمہ ساریت کنند انتہی وجہ خبیثہم پر ہے کہ موافقت ساتھ کفار کے محل خطر زوال ایمان ہے
 اور جاتا رہنا ایمان کا بہت بڑا ضرر ہے اور ازالہ ایسے ضرر کا واجب ہے بموجب قاعدہ مسلمہ فقہائے کہ
 الضرر یزال کہ ضرر زائل کیا جاتا ہے ترمذی نے اپنے جامع میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا
 کہ کما عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لما وقعت بنو اسرئیل فی المعاصی اثمہم
 علیہم فلم ینبوا فجاہلوا فی مجالسہم واکلوا ہر وشاربہم فضرب اللہ قلوب بعضہم بعض ففطم علی لسان
 داؤد و وحی بن مریم ذلک باعضوا وکانوا یعندون قال غلبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان
 مشکا فقال لا للذی نفسی بیدہ حتی تلطمہم اطرا یعنی جب پر گئے بنی اسرائیل گناہوں میں منع کیا اؤ کو انکو
 عالموں نے سواہز نہ آئے بنی اسرائیل پر بیٹھے اؤ کے عالم اؤ کے ساتھ لوگ علی غلبوں میں اور کما یا اؤ

حالموں نے اونکے ساتھ ادب کیا اونکے ساتھ تب مارا اللہ نے بعض کے دلوں کو جانتے بعض کے
 پر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اے کہ نافرمان ہونے سے
 وہ اور تھے حد سے بڑھتے کہا عبد اللہ بن مسعود نے یہ شبیہ لے کر آپ علیہ السلام پر اور تھے تکیہ لگائے
 ہوتے واسطے انتہا کلام کے پہنچایا اپنی یاروں سے کہ نہ معذور رکھے جاؤ گے تم قسم ہے تجھ کو اس
 ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے جب تک کہ نہ منع کرو گے تم معاصی سے اور بکری مثال کو
 ملا علی قاری نے مرقاۃ مشیح مشکوٰۃ میں بشرح حتی تا طرہم اظہار کیا ہے حتی تا مثالیہ میں اہل المعصیۃ

والن لم یثبوا عنہم میتنوا انتم عنہم صلاتکم ومکالتکم ومواظبتکم یعنی یہاں تک کہ منع کرو تم اور تم
 امثال کو اہل معصیت سے اور اگر باز آئیں اُنکے امثال اپنی کاروائی پس باز رہو تم اونکے ساتھ ملاپ
 رکھتے سے اور اُنکے ساتھ باتیں کرنے سے اور اُنکے ساتھ کھانے سے اور اُنکے ساتھ بیٹھنے سے
 پس وجہ جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے اور اباحت
 طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھ مواکلت سے کیا علاقہ جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا
 خود وہ آیت ہے آیات احکام سے نہیں ہے اتنے سوا اس آیت سے کہ جسکی تفسیر ہو
 استدلال نہیں ہے استدلال اس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ
 سے اس قصہ کو نقل کر کے فرمایا کہ در صورت اختلاف بدوین بنی عنہم اگر کے تم معذور رکھو گے بخاک کے
 کہ اختلاف اہل کفر بدوین بنی عنہم النکر کے غالباً مودی الی الکفر ہو جائے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ
 جس صورت میں کہ ہو قدرت امر بالمعروف اور بنی عنہم النکر کی نہوا اور ہم امر بالمعروف اور بنی عنہم النکر
 فکر میں یا ہو جنہم اسکا ہو جائے کہ امر بالمعروف یا بنی عنہم النکر کرنا بیان کچھ مفید نہیں ہے تو اہل جور و
 میں مجالست اور مواکلت اور شارب ساتھ اہل کفر اور معاصی کے رست نہیں ہے کہ مجالست اور
 مواکلت اور شارب ان صورتوں میں مودی الی الکفر والمعصیۃ ہوتی ہے جیسا کہ شاہد اسکا قصہ ہو
 اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو کہ جسکا ارشاد لا الذی نفسی میذہ حتی تا طرہم اظہار کے ساتھ فرمایا
 نہ دیتے جب بھی اس نکتے سے اشارہ یہ بات ظاہر تھی کہ مواکلت اور شارب امثال اہل کفر کے
 کہ موجب نمر عظیم ہے اور خطا استدلال بھی ہے بہر حال علاقہ اس حدیث کا مواکلت سے ظاہر ہے
 خدا ملا علی قاری نے اسی حدیث سے امتناع مواکلت کو ساتھ اہل معاصی کے وجہ صورت اُنکے باز

آئم کے معاصی سے ہوتا ہوا کیا ہے پر جناب سید احمد خان صاحب اسی صفحہ ۸۲ میں جو لکھا ہے
 جلاوا اسکے بیویوں کو فاسق بیوہ کی اور مسلمانوں کو فاسق مسلمین کی مجالست اور مواکلت سے آخر یہ
 او کفار اور اہل کفر کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں
 ہیں ان سے سو اہل وس معاشرت میں کہ جو کفار اور اہل کتاب کے ساتھ جائز ہے نزاع نہیں ہے
 کہ مجالست دوستانہ اور مواکلت اوس سے خارج سے محل نزاع مواکلت ہے تو جب وہ اہل فسق کے
 ساتھ منع ہوئی تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولیٰ منع ہوگی کہ اہل فسق میں اصل ایمان تو موجود ہے بخلاف
 اہل کفر کے کہ وہ اس سے بھی محروم ہیں و دوسرے فسق اور بیوہ کا کفر تھا تو اس حدیث سے استثناء
 مواکلت ساتھ اہل کفر کے ثابت ہے تیسرے دو بیوہ فاسق بیوہ یا کافر کفار کے نہ مکلف ہو سیکو
 ساتھ احکام شرعیہ کے جواز مواکلت کفار میں کیا فعل ہے اور ایمان کے ساتھ مکلف ہونا تو خود جناب
 سید احمد خان صاحب کو مسلم ہے اور ایمان سے زائد معروف اور کفر سے زائد منکر کیا ہو اگر بالمعروف
 اور نہی عن المنکر کے لیے تکلیف ایمان کی کافی ہے جو جتنی یہ کہنا کہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان
 کے مکلف نہیں ہیں خلاف قول مختار اور محمد کے ہے انہوی نے شرح منہاج میں لکھا ہے

لا خلاف فی ان الکفار مکلفون بالایمان و بل ہم مکلفون بالفروع کا مصلوۃ والزکوۃ فیہ ثلث مذاہب اصحاب
 یعنی نہیں خلاف ہے اس میں کہ کفار مکلف ہیں ساتھ ایمان کے اور اختلاف ہی اس میں کہ آیا مکلف ساتھ
 فروع کے مانند نماز اور زکوۃ کے ہیں یا نہیں اس میں تین مذاہب اصح سب مذہبوں سے یہ ہے
 کہ ہاں مکلف ہیں ساتھ فروع کے اور صد الشریعت نے نتیجہ اور توضیح میں لکھا ہے ذکر الامام شری

لا خلاف ان الکفار مخاطبون بالایمان والعقوبات والمعاملات وبالعبادات فی حق المواخذۃ فی الآخرة
 لقولہ تعالیٰ اسلکم فی سقر المایۃ اعلم ان الکفار مخاطبون بالثانیۃ الاولیٰ مطلقا جماعا اما العبادات فہم مخاطبون

فی حق المواخذۃ فی الآخرة اتفاقا ایضا لقولہ تعالیٰ اسلکم فی سقر الاولیٰ ثم باب من المصلین ولم تک نظم
 المسکین المافی حق وجوب الاداء فی الدنیا فقلت فیہ یعنی ذکر کیا امام شری نے کہ نہیں خلاف ہے
 اس میں کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ ایمان اور عقوبات یعنی حدود و قصاص اور معاملات کے اور ساتھ
 عبادات کے حق مواخذہ میں بیچ آخرت کے بدلیل قول اللہ تعالیٰ اسلکم فی سقر کے جانتو کہ کفار مخاطب
 ہیں ساتھ تین چیزوں میں اس کے یعنی ایمان اور عقوبات اور معاملات کے جماعا اسے پر عبادات سہو خطاب

ہیں ساتھ اس کے سچ حق مؤخذہ کے آخرت میں اتفاق بھی ہر سبیل و تہا کی سب سے کہ سب کا ترجمہ ہے
 کہ کون خیر لائے تھو ورنہ میں کہیں گے وہ کہ نہ تھی ہم نماز پڑھتے والوں میں سے اور نہ سے ہم
 کہ اس سے مسکین کو اس سے پر عبادات سچ حق وجوب اس کے دنیا میں پس مختلف فیہ میں اور نفوی سے
 شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے ثم اعلم ان المختار ان الکفار مخاطبون بفروع الشریعۃ الامور بہا والمنہو
 عنہا بقول المحققین والاکثرین وقیل لیسوا بمخاطبین بہا وقیل مخاطبون بالمعنی عنہا وون للماور بہا
 پھر جانتو کہ مختار یہ ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت مامور بہا اور نہی عنہا کے یہ قول ہے
 محققین اور اکثرین کا اور کہا گیا ہے کہ نہیں ہیں مخاطب ساتھ فروع شریعت کے اور کہا گیا ہے
 کہ مخاطب ہیں ساتھ معنی عنہا کے نہ مامور بہا کے اور کفار یہ حاشیہ ہادیہ میں مرقوم ہے لایقال اکثر
 غیر ثابت فی حقہم لانہم لایستطیعون بالشرائع لانہم مخاطبون باحکامات کالزنا والربا یعنی کہا جا سکا کہ غیر ثابت
 ہے کافروں کے حق میں اس لئے کہ کافر غیر مخاطب ہیں ساتھ شرائع کے اس لئے کہ کفار مخاطب ہیں
 ساتھ حرمت حرام خیر وکے مانند خود خوری اور زنا کے اور طحاوی نے اپنے حاشیہ وحرمت میں
 اور شامی نے روا المختار میں لکھا ہے الذی تحرر فی المنار وشرحہ صاحب البحر انہم مخاطبون بالایمان
 وبالعتوبات سوی حد شراب وبالمعاملات واما العبادات فقال السمرقندیون انہم غیر مخاطبین بہا وادار عتقاوا
 وقال البخاریون انہم غیر مخاطبین بہا وادار فقط وقال العراقيون انہم مخاطبون بہا قیعا بقیون علیہا وبتہدیع
 نتیجہ ہو چکا ہے منار میں اور اس کی شرح میں جو صاحب بحر رافق کے ہیں کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ ایمان
 کے اور ساتھ عتوبات سوا حد پینے شراب کے اور ساتھ معاملات کے اور اسے پر عبادات سوال
 اور نکایہ ہے کہ کہا سمرقندیون نے کہ کفار غیر مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے ادا اور اعتقاد و دونوں
 میں اور کہا بخاریون نے کہ کفار غیر مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے صرف اوامین اور کہا عتقون نے
 کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے اعتقاد اور ادونون میں سو عذاب کے جائزین کے عبادات
 کا اعتقاد نہ کہنے اور اس کے نہ ادا کرنے پر ہی جیسے کہ عذاب کیے جائزین کے عدم ایمان پر اور بھی
 مستند ہے اور وجہ ششم یہ ہے کہ صحیح بخاری میں روایت ہے نافع سے کہ کما فی
 نے کان ابن عمر لایاکل حتی یوتی المسکین یا کل معہ فاخذت رجلا یا کل معہ فاکل کثیرا فقال یا لایف
 لا ترضی بذالعلی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المؤمن یا کل فی معی واحد وکافر یا کل فی سبہ

اسکا میرے پاس نہ تھا۔ عبد اللہ بن عمر بنی کما سے جب تک نہ لایا جاتا مسکین کہ کما میں اس کے ساتھ سوایں
 ایک روکر کہ کما میں اس کے ساتھ سو کما یا اس نے بہت میں کما عبد اللہ بن عمر نے اسے نافع نہ لاسکو
 میرے پاس نہ تھا۔ میں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کما تا بہ ایک انٹری
 میں اور کافر کما تا بہ سات انٹریوں میں اور اتنا اسی روایت کے صحیح مسلم میں ہی ہے حاصل اس
 روایت کا یہ ہے کہ وہ مسکین بہت کما نے میں مشابہہ تکافر کے اس لیے عبد اللہ بن عمر نے اس کے
 ساتھ کما نہ لایا کہ وہ کما کو حکم دیا کہ اب اسکو میرے پاس نہ لانا تو جبکہ موجب اس روایت کے مسلمان
 کے ساتھ کما نہ لاسو اس جہت سے کہ ایک صفت میں وہ کافر کے مشابہہ ہو روانہ ہو تو جو اصل
 کافر ہو اس کے ساتھ کما نہ لایا کیونکہ وہ ہو سکتا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح
 صحیح بخاری میں لکھا ہے ولعلہ کہ وہ خولہ علیہا السلام متصفہ بصفة وصف بہا الکافر اور کما
 یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے کما کو اس شخص کے داخل ہونے کو اپنے اوپر بسبب اس کے
 کہ پایا اسکو متصف ساتھ اس صفت کے کہ وہ متصف کیا گیا تھا ساتھ اس صفت کے کافر
 اور کرانی نے کو اکب الدرامی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے واما قال ابن عمر لانه خل لثب
 الکفار فخرہ فی اللہ اور اس کے نہیں کہ کما عبد اللہ بن عمر نے نافع سے کہ تلو اسکو میرے پاس اس لیے
 کہ وہ مشابہہ تکافرون کے سو کہ وہ کما عبد اللہ بن عمر نے اسکی مخالفت کو اور قسطلانی شرح صحیح بخاری
 میں لکھا ہے فقال ابن عمر لانه خل لثب اعلیٰ اسے لما فیہ من الانصاف بصفة الکافر وہی کثرة الاکل و
 ونفس المومن تغفر من ہو متصف بصفة الکافر یعنی سو کما ابن عمر نے نافع سے کہ نہ داخل کر تو اسکو
 مجھے یعنی بسبب اس کے متصف ہونے کے ساتھ صفت کافر کے اور صفت کافر کی بہت کما
 ہے اور دل مومن کافرت کرتا ہے اس شخص سے کہ متصف ہو ساتھ صفت کافر کے اور تو وہی
 نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واما قول ابن عمر فی المسکین الذی اکل عندہ کثیر الاذن طعن ہذا
 علی فانما قال لانه لانه اشبه الکفار ومن اشبه الکفار کمیت مخالطة بغیر حاجۃ او ضرورۃ اور ای پر قول عبد
 بن عمر کا نافع سے حق میں اس مسکین کے کہ کما یا اس نے پاس ابن عمر کے بہت کہ ہرگز نہ لانا تو
 اسکو میرے پاس سو اس کے نہیں کہ فرمایا ابن عمر نے یہ بسبب اس کے کہ وہ مسکین مشابہہ
 کافرون کے اور جو شخص کہ مشابہہ کافرون کے کہ وہ ہے مخالطت اسکی بدون حاجت اور ضرورت کے

اور وجہ ہمت یہ ہے کہ جہان نے معجبیمین اور بقیہ نے شعبان میں
 عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اجابہ طعام الفاسقین اپنی
 منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت طعام فاسقوں کے لئے کہ اجابت دعوت میں مجرم
 اور مجرم فاسق کی ہے اور فاسق سامان اور مکتوب امام قزاقی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے
 لا یجیب دعوة الفاسق المعلن لعلہ غیر راض بنفسہ انتہی یعنی نہ قبول کرے تو دعوت فاسق معلن
 کی تاکہ جانا جاوے کہ تو غیر راضی ہے اس کے فاسق سے اور ایسا ہی ہے بقاوسی عالمگیر تین
 جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن کے اسلئے کہ اس کی قریح خاطر اور کرم ہو اور عدم رضا اس کی نسبت
 ظاہر ہو روانہ نہیری تو اجابت دعوت کا فرمایا ہے اور مواکلت ساتھ اس کے کیونکہ وہ ہو سکتی ہے نہ اور
 ساتھ کھانے میں ان کی تکریم اور تقسیم ہے اور مسلمان ماموسین ساتھ تو زمین کا فوکے ساتھ اس کی تکریم کہ
 مسلم نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ترمذی نے سلطیہ جامع میں ابی ہریرہ رضی
 سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبذروا الیہود والنصارى بالسلام
 یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ابتدا کرو تم یہود اور نصاری سے ساتھ سلام کے کہ
 سناس حدیث کی شرح میں لکھا ہے قال بعض اہل العلم انما معنی اللزیمۃ لانہ کیون تقیہا امم وانما امر المسلمون
 بتبذیر یعنی کما بعض اہل علم ہے سوا اسکے نہیں کہ سبب تبادلی سلام کی مکرہ ہو گیا ہے کہ
 اس میں ہولی تعظیم یہود اور نصاری کے اور سوا اسکے نہیں کہ حکم کسی کسی میں مسلمان ساتھ ان کی ندیل
 اور ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے قولہ لا تبذروا الیہود والنصارى ای ولو کانوا ذمیر
 فضلا عن غیر ہم لان اللزیمۃ بہ اعزاز لہم ولا یجوز اعزاز ہم ولا تواد ہم قال تعالی لا تعبدوا یونہون بالسر
 ولعلکم اللہ یوادون من حالو اللہ رسولہ یعنی مراد یہ ہے کہ ابتدا یہ سلام مکرہ ساتھ یہود اور نصاری کے
 اگرچہ وہ ذمی ہوں پر یکہ غیر ذمیوں سے اسلئے کہ ابتدا یہ سلام کے اعزاز ہے ان کا اور نہیں جائز
 ہے اعزاز ان کا اور دوستی رکھنا ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پانچواں تو ایسی قوم کو کہ ایمان نہتی ہوں
 ساتھ اللہ اور دن آخرت کے کہ دوستی رکھتے ہوں ان لوگوں سے کہ مقابلہ کیا ہے انہوں نے اللہ
 اور اس کے رسول کا نفوی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وختلف العلماء فی رد السلام علی الکفار و
 ابتدا یہ ہم بہ خبر ہذا تخریم ابتدا یہ ہم بہ و وجوب ردہ علیہم بان یقول وعلیکم فقط وینا فی ابتدا یہ قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم لا یتبروا الیہود والناصری بالسلام فی الرد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا علیکم وبنی
الذی ذکرناہ من مذہبنا قال اکثر العلما وعامہ الفقہاء اور مختلف ہوئے ہیں علما جواب دہ سلام میں کافروں
پر اور اتباع اسلام میں مسلمانہ کافروں کے ساتھ یہاں تحریر ہے ابتدا کرنا ساتھ سلام کے کافروں سے
اور وجہ ہے جواب دینا اور کہنے سلام کا اسطور سے کہ کہی جواب دینے والا علیکم یا علیکم فقط اور دلیل ہمار
اسہیں کہ پہلے پہل وٹے سلام کرنا حرام ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نہ پہلے پہل سلام کرو
تم یہود اور نصاری سے اور دلیل ہمار یہی اسہیں کہ وجہ ہے جواب دینا اور کہنے سلام کا یہ - قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس کہو تم ان کے سلام کے جواب میں علیکم اور ساتھ اس کے کہ ذکر کیا ہم نے ذہب اپنا
قائل ہوئے ہیں اکثر علما اور جوہر فقہاء اور ہدایہ میں مرقوم ہے واما یؤخذون بذلک اطلاقا للصغار علیہم

وصیانۃ لضعفہ المسلمین لان المسلم مکرم والذی عدان فلا یدبر بالسلام لضعیف علیہ الطريق فلو لم یکن علامۃ
مذہبہ فقلعلہ لاجل معانایہ المسلمین ذلک لا یخیر اور سوا اسکے نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں اہل ذمہ ساتھ تمیز
کے مسلمانوں سے لباس میں اور سواری میں اور زمین میں اور ٹوپی میں واسطے ظاہر کرنے خواری
اور پیروں واسطے پچانے ضعیف مسلمانوں کے کہ بسبب مخالفت کے مرتد ہو جائیں اور اسلئے کہ مسلمان
تکرم کیا گیا ہے اور ذمی امانت کیا گیا ہے سو پہلے ذمی سے سلام کیا جائے اور تنگ کیا جائے
اور پھر راستہ بند کر دیتے ہوتے فتنہ لہیز دینے والے ذمی کو مسلمان سے تو شاید معاملہ کیا جاتا ہی ہے
مانند معاملہ مسلمانوں کے اور معاملہ کرنا ذمی سے مسلمانوں کے مانند جائز نہیں ہے اور اشتباہ و لطمہ

میں مسطور ہے ولایدبر الذمی بالسلام الا بحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک وکرہ مصافحۃ وحریم
اور نہ ابتدا کیا جاوے ذمی ساتھ سلام کے مگر حاجت کے لئے اور نہ زیادہ کیا جاوے ذمی جواب سلام میں
علیک پر اور کرہ ہے مصافحہ کرنا ذمی سے اور حرام ہے تعظیم اسکی اور ور مختار میں مذکور ہے و
یحرم تعظیم وکرہ مصافحۃ ولایدبر بالسلام الا بحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک اور حرام ہے تعظیم ذمی کی
اور کرہ ہے مصافحہ اس سے اور نہ پہلے پہل سلام کیا جائے اس سے مگر حاجت کے لئے اور نہ
زیادہ کیا جاوے اس کے سلام کے جواب میں وعلیک پر اور فتاویٰ حشر اب میں ہے
مکرہ مصافحہ مع الذمی وان مصافحۃ تخیل یدہ انکان متوضعا یعنی مکرہ ہے مصافحہ ساتھ ذمی کے
اور اگر مصافحہ کیا ہوئے ذمی سے تو دھو ڈالے اپنے ہاتھ کو اگر ہو متوضی اور پھر راقی میں تو

داؤد وجب علیہ السلام النفل و الصغار مع الکلین وجب علی المسکین عدم تعظیمہم یعنی عیب و واجب ہوا علی
 غیر ریالہر کرنا زلت اور خواری کا ہر اہل مسلمانوں کے تو واجب ہے مسلمانوں پر او کی تعظیم کرنا اور حموس
 سہ حاشیہ اشاہ میں لکھا ہے خال بعض الفضل اہل لیت عا طہ سہ اول الظاہر انہ لایست لان
 فیہ اگرنا لہم تعظیما نحن مامورون بانہم فی سترج کجامع الصغیرین عمر لہی من اسلام علی الذمی لانی
 من تعظیم یعنی کہا بعضی فضلاء نے کہ کیا ذمی کے چینگ کا جواب دیا جائے کہ کتابوں میں کہ ظاہر یہی
 کہ ذمی کے چینگ کا جواب نہ دیا جائے اسلئے کہ چینگ کا جواب دینے میں اکرام اور تعظیم ہے ذمیوں کو
 اور ہم حکم کیے گئے ہیں ساتھ ان کی اہانت کے اور شیعہ جامع صغیرین مردی سے حضرت عمر
 سے نہی سلام کرنے کی ذمی پر اسلئے کہ سلام کرنے میں تعظیم ہے اور یہی حموی نے کہا بہت مصافحہ
 کی وجہ میں لکھا ہے لہذا فیہ من تعظیم کما فی التمراتی یعنی اسلئے کہ مصافحہ کرنے میں تعظیم ہے
 جیسا کہ کتاب تمراتی میں ہے اور شامی نے رد المحتار میں وجہ کہ بہت مصافحہ میں لکھا ہے
 لان فیہ نوع تعظیم و دو ظاہر اطلاق اسکا کہ اتہ تحریم یعنی اسلئے کہ مصافحہ کرنے میں ایک قسم کی تعظیم ہے
 اور دوسری اور ظاہر اطلاق مصنف کا یہ ہے کہ یہ کہ بہت کر اسبت تحریمی ہے ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں
 مابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان تصافح المشرکون
 یعنی تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اسلئے کہ مصافحہ کیلئے بائین مشرک لوگ اور
 بخاری نے ابوسفویہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ کہا عبد الرحمن نے کہ تہ ابن
 عمر نصرانی مسلم علیہ فرد علیہ فاخبرنا نصرانی فلما علم رج الیہ فقال رسولی سلامی یعنی گدڑی عبد اللہ
 بن عمر ایک نصرانی پر سلام کیا اوس نے توجواب اوس کے سلام کا دیا عبد اللہ بن عمر نے یہ خبر سنی
 عبد اللہ بن عمر کہ وہ نصرانی ہے سو جب جانا عبد اللہ بن عمر نے کہ وہ نصرانی ہے لوٹ آئی اوسکی
 طرف پر کہا اوس سے کہ پیر دے مجکو میرا سلام اب اس سے جو اور پیر کو رہا بخوبی معلوم ہو گیا کہ
 وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۹۷ میں تہذیب سے نقل کیا ہے کہ ان کل
 محل فیہ توقیر الذمی فہو اہم کا لقیام و اسلام و مصافحہ و المعافقہ لان بحریہ علیہم الذناتہ و یا اسلام توقیرہم
 سو موافق ہے تمام کتب اسلامیہ کے اور جو صفحہ ۹۷ سے آخر تک وجوہ نظر لکھی ہیں سب وہ سنی
 تحریف دین اسلام پر ہیں پہلی وجہ میں جو آیات لکھیں کوئی اون آیات میں سے توقیر اور تعظیم ذمی پر

ولایت نہیں کرتی ہے چنانچہ لائٹننٹ وائس رائلٹی سی ایس الایہ میں بیان ہی کی گئی کہ سب سے پہلے بنی کے اور نوکر ہے اس کے فائدہ کا کہ اس کے دشمن دوست بن جاتا ہے اور ایت کر میرہ

عباد الرحمن الذین یشعرون علی الارض ہونا وادوا خا طہم الحجاب لون قالوا سلاما میں بیان ہے اس کا کہ نیکان خا
زمین پر ساتھ تواضع اور وقار اور نرمی کے چلتے ہیں نہ پاؤں مار کے اور جوتیان ہٹپٹا کے مانند اترائی دلائل
اور تکر کر نیوالوں کے اور جب نے اوب لوگ اس نے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام ہی تو لینے
اور اسے الگ ہو جاتے ہیں پس سلام پس آیت میں سلام تحیہ نہیں ہے بلکہ سلام شکریت ہی ای ہے
مرفوع ہے بیضاوی اور کشاف وغیرہ تفاسیر میں اور بدی کے بدلہ نیکی کرنے اور تکر اور غرور
نکرنے اور حقوق نفس سے درگزر کرنے اور مذہب پر صبر کرنے کے لئے شہد مسلمانوں کے دین میں تاکو ہے
اسکو توقیر اور تعظیم کا فرق ہے کہ محل بحث ہے کچھ علامہ نہیں اور مدار دوسری وجہ کا تفرق ہے درمیان ذمی
اور غیر ذمی کے سو فرق درمیان ذمی اور کافر غیر ذمی کے ان امور میں نہیں ہے جب تعظیم اور توقیر
ذمی کی کہ سبب اہل ہونے کے عدا اور نہ اہل اسلام میں سخت زیادہ تر رعایت کا ہے اور سلام کو
مصافحہ کرنا اور اپنے جائز ہوا تو کفار اہل حرب کے تعظیم اور توقیر اور اسے سلام اور مصافحہ کرنا کیونکر جاری
ہو سکتا ہے اس لیے کہ باعث عدم تعظیم اور توقیر کفر ہے سو وہ اونہن شدت سے نسبت نہیوں کے
موجود ہے چنانچہ اور عبارت شرح جامع ترمذی مویہ اسکی گزری ہے اور فتح الباری شرح

صحیح البخاری میں مرقوم ہے **الہجران علی مرتبتین الہجران بالقلب والہجران باللسان** **مجران الکاسر**
بالقلب وترک القود والنواہج الشار لاسیما اوکان حربیا یعنی جدا ہونا وطر لقیہ پر ہے ایک جدا ہونا لیس
اور ایک جدا ہونا زبان سے ساتھ ترک کلام کے اور جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے اور اس کے دوستی
اور مدد اور نصرت چھوڑنے سے ہے بالخصوص جبکہ ہو وہ کافر جس نے اور شر و اوس سلطان سے کہ جسکی
اطاعت واجب ہے اسلام ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۹ میں لکھا ہے

فی التامہ خانہ الاسلام لیس بشرط فی سلطان الذی یقلد انتی سو حاصل کلام تاتار خانہ کا یہ ہے کہ
قضائیا طرف سے ہر سلطان کے اگرچہ کافر ہو درست ہے یعنی اگر کفار کا اہل اسلام پر تسلط ہو جائی
اور حاکم کافر کسی مسلمان کو قاضی مسلمانوں پر واسطے تنفیذ احکام اسلام کے مقرر کرے تو ایسی صورت
میں اس حاکم کافر سے عہد قضا کا لینا درست ہے اور تاتار خانہ والیکام یہ مقصود نہیں ہے کہ سلطان

واجب الطاعت کے شرط اسلام نہیں ہے اور ہذا فتح القدر میں خلافت تاجرانہ کے ہے
نہ الفائق میں وہی الفتح تھا کہ لکھا گیا ہے اور شامی نے رد المحتار میں اویسکو ثابت رکھا ہے عبارت
رد المحتار کے یہ ہے وفي الفتح واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقدير منه كما هو في بعض بلاد المسلمين
طلب عليهم الفتح فطلبه الان يجب على المسلمين ان يفتقروا على وليد منهم معلومة واليا فيولي قاضيا وما كان
هو الذي يعرضي بينهم وكذا يفتقروا اما ما يصلى بهم بمجته او وذا هو الذي يفتقروا النفس اليه فليفتقروا والاشارة
لقد ورد في ما افادوه كلام الفتح من عدم صحة تقبل القضاة من كافر حتى خلاف ما مر عن التاجرانہ ولكن
ادوا الى الكافر عليهم قاضيا ورضيه المسلمون صحته تولى به بلا شبهة انتهى اور فتح القدر میں ہے
اوجوب كونه سلطانا اور نہ شخص کے جائز ہو لینا قضا کا اس سے جیسا کہ مسلمانوں کے بعض شرط میں
کہ ہوا ہے کہ جو کافر نامزد و طلب کے اس وقت میں سے تو واجب ہی مسلمان پر کہ اتفاق کریں کہ
سلطان پر اسے اپنے آپ میں سے گردنیں اور کسوالی سو مقرر کرے وہ والی ایک قاضی کو اور ہو وہی
قاضی کہ فصل خصوصیات کرے و بیان مسلمانوں کے اور سیطرح کہ اگر کریں مسلمان ایک امام کو پر تا وہ
او کو نماز جمعہ کی اور یہ وہ ہے کہ اطمینان ہی نفس کو طرف او سکے پس جاسی کہ اعتما کیا جائی اسپر یہ
نہ الفائق میں ہے اور اشارہ صاحب نہ الفائق کا ساتھ اپنے قول وذا کے او علی طرف ہی
کہ زائد وہا ہے اور حکام کا فتح القدر کے اور نہ صحیح ہوتا تقبل قضا کا ہے کافر سے یہ خلاف
اس کے کہ زائد تاجرانہ سے و لیکن جب مقرر کرے کافر مسلمانوں پر کسی قاضی مسلمان کو اور قاضی ہو
اویس سے مسلمان صحیح ہو جائیگا مقرر کرنا اویس کافر کا بلاشبہ اور جو تقبل قضا کافر سے جائز رکھتے ہیں
اوس کے نزدیک بشرط ہے کہ وہ کافر مانع قضا با حق سے نہ ہو ورنہ تقبل قضا کافر سے بلکہ مسلمان جائز کر
ہی حرام ہے ورفعتا میں ہے الا اذا كان بمنه عن القضاة با حق فیحرم یعنی تقبل قضا سلطان جائز
اگرچہ کافر ہو جائز ہے مگر جب کہ ہو وہ سلطان کہ منع کرتا ہو قاضی کو قضا با حق سے تو حرام ہے اور
قاوی عالمگیری میں ہے انما يجوز تقبل القضاة من السلطان المجاز اذا كان يمينه من القضاة
ولا يجوز من قضاياه بشرط ان يمينه من تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغي واما اذا ائتمنه من القضاة بحق وبحي
في القضاة بشرط ان يمينه من تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغي لا يئتمنه يعني سوا اس کے نہیں کہ جائز ہے
لنا عدم قضا کا سلطان جائز ہے جب کہ ہو وہ سلطان کہ احتیاج دی دے اس قاضی کو حکم کرنا

ساتھ حق کے اور نہ غفل دے آپ قاضی کے مقدموں میں ساتھ شہر کے اور نہ منع کرے قاضی کو جاری کرنے بعض حکموں نے جیسا کہ باہر سے اور ای پر جب کہ نہ اختیار دی سلطان کا قاضی کو حکم کر دینا ساتھ حق کے اور نہ غفل دے آپ اس کے مقدمات میں ساتھ شہر کے اور نہ اختیار دی اس کو بعض احکام کے جاری کر دینا جیسا کہ باہر سے اور نہ سلطان جائز سے نہ آیا جاوے اور جناب سید احمد خان صاحب نے

اسی صفحہ ۸۹ میں جو لکھا ہے **وفی الدیانتان غلبوا علی اموالنا ولوعبد اموئنا وحرزوا بدارہم ملکوا وبقیر من** علینا اتباعہم انتہی سوہن اہل اسلام خفی ندہ ب کو نزاع نہیں ہے کہ جب کافر مسلمان کے مال پر غالب آجائیں اور اس مال کو اپنے ملک میں لیجائیں تو وہ مالک اس مال کے ہو جاتے ہیں نزاع انکی معظم اور مکرم اور طاع ہو جانے میں ہے استیلا سے الگ ہو جانا اموال کا کچھ اونکے طاع ہونے سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا سبب یا غیر معصوم ہو جانا مال کا ہے اونکے حق میں یا استیلا بلح پر اگر پوری عبارت مختار بیچ میں سے حذف کر کے جیسا سید احمد خان صاحب نقل نہ فرماتے تو یہ بات خود و مختار کی عبارت کی ظاہر تہجدوں حذف و تصرف کے عبارت و مختار کی یہ ہے **وان غلبوا علی اموالنا ولوعبد اموئنا و**

حرزوا بدارہم ملکوا باللاستیلا علی مباح لان ایچ من ندہ ب اہل استہ ان الاصل فی الاشیاء التوقف والا با

رامی المتعذر بل لان العصمتہ من قبلہ الاحکام المشرعہ و ہم لم یخاطبوا بابقی فی حقہم للا غیر معصوم بلکہ نہ کما حقہ

صاحب الجمع فی شرحہ و یفسر من علینا اتباعہم یعنی اور اگر غالب ہو جائیں کافر باہر سے مالوں پر اگرچہ مال ہوا

بروہ مسلمان ہو اور لیجائیں اون مالوں کو اپنی ملک یعنی دار الحرب میں مالک ہو جائیں گے وہ کافروں مالوں کے

ب سبب استیلا اور کمال قدرت پانی کے مباح پر اسلئے کہ مذہب صحیح اہل سنت کا یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف

ہے اور اباحت راسی معتزلہ کی ہے بلکہ اسلئے الگ ہو جائینگے کہ عصمت جملہ احکام مشروعہ سے ہے اور

کفار غلبہ نہیں میں ساتھ احکام مشروعہ کے تو رہا یہ کہ مال کافر کے حق میں مال غیر عصمت والا ہیں

مالک ہو جائینگے وہ کافر اس مال کے جیسا کہ تحقیق کیا ہے اس کو صاحب مجموع البحرین نے

شرح مجموعہ بحرین میں اور فرض ہے ہر چیز کے جیسا کہ کافر کے واسطے جوڑنے اسے

مالوں کے اب بیان یہ بات کمال گئی کہ اتباع کو معنی قول و مختار میں و یفسر من علینا اتباعہم میں اتباع

کی نہیں ہیں مگر کہ جناب سید احمد خان صاحب نے بھی ہیں اور عبدہ اس کا اعطاعت کیا ہے

بلکہ اتباع کے معنی بیان پیچے جانے کے ہیں جیسے اتباع مختار کہ لے ہیں اور صفت میں آیا ہے

اتبع العینی صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج المجاہد کراچی کے آسکی شرح میں لکھا ہے اسی حدیث پر اسے یعنی
چاہے پیچھے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال میں کہ آپ کھلی تھے اپنے عاہد کے لیے اور جو صاحب
درختار نے در المنقحی شرح ملحق میں لکھا ہے ولقد فرض علینا اتباعہم یا موبد انما فان جسد وہا
زارہم لہم فی فرض بل یندب الالذاری فیفرض اتباعہم مطلقا یعنی اور فرض ہے ہم پر پیچھے جانا اور نہ
جب تک کہ زمین وہ ہمارے ملک میں ہو اگر داخل ہو جائیں ساتھ ہمارے مالوں کے اپنے ملک میں تو
انہیں فرض ہے بلکہ مندوب ہے مگر وہ اس کے چھوٹے ہونے یاں بچہ کے پس فرض ہے پیچھے جانا اور نہ مطلقا
اگر وہ وہ ہمارے بال بچوں کو نیکر اپنے ملک میں داخل ہو جائیں طحاوی نے حاشیہ درختار میں
لکھا ہے قول فی شرح الملحق ولقد فرض علینا اتباعہم یا موبد انما اسی لاشقا والاموال فان دخلوا بلادہم
لہم فی فرض علینا بل یندب الالذاری فیفرض اتباعہم مطلقا اور زیادہ میں کھلی یعنی کسا صاحب درختار نے
شرح ملحق میں اور فرض ہے ہم پر پیچھے جانا اور نہ جب تک کہ زمین ہمارے ملک اور الاسلام میں یعنی واسطے
چھوٹے مالوں کے پھر اگر داخل ہو جائیں ساتھ مالوں کے اپنے ملک دار الحرب میں تو نہیں فرض ہوتا ہے
جانا اور نہ بلکہ مندوب نہیں مگر وہ اس کے چھوٹے ہونے یاں بچہ کے پس فرض ہے پیچھے جانے اس کے مطلقا اگرچہ
وہ داخل ہو جائیں دار الحرب میں آخر بعد از قول مضعف کا شرح ملحق میں ساتھ کچھ زیادت کے جملے سے
اور شامی نے روا المختار میں لکھا ہے وقولہ لقد فرض علینا اتباعہم اسی لاشقا والاموال فان دخلوا بلادہم
فان دخلوا دار الحرب لایفرض الا اولی الاتباع بخلاف الذاری لایفرض اتباعہم مطلقا بحکم الموطوع والہ
مطلقا اسی وان دخلوا دار الحرب لکن مالہم یلغوا حصہ وہم کما قدناہ فی اول مجاہد عن الذوق یعنی فرض ہے
ہم پر پیچھے جانا اور نہ یعنی واسطے چھوٹے مالوں کے جب تک کہ زمین وہ دار الاسلام میں ہو اگر
داخل ہو جائیں دار الحرب میں ہمارے مال یکے نہیں فرض ہے اور اولی بہ صورت میں بھی پیچھے جانا ہے
بخلاف بال بچہ کے کہ اگر وہ لگتے ہوں تو ان کے چھوٹے مالوں کے لیے پیچھے جانا اور نہ مطلقا فرض
ہے نقل کیا ہے اسکو کسے رافع میں محیط سے اور اہل مطلقا سے یہ ہے کہ اگرچہ داخل ہو جائیں
ہوں دار الحرب میں لیکن جب تک کہ بچہ ہوں اپنے قلعوں میں رہتے کہ چھوٹے مالوں کے لیے پیچھے جانا ہے
اول مجاہدین نے حاشیہ سے اور اس قول درختار میں کہ غار فطالب ساتھ احکام شریعہ کے
نہیں ہیں خشون نے کلام کیا ہے طحاوی نے لکھا ہے جہی علی غیر الاصح والاصح انہم فطالبون

عبادہ اور اعتقاد کا قصہ نہیں یعنی چلا ہی صاحب در مختار اس قبل میں غیر واضح بر او واضح یہ ہے کہ کفار مخاطب میں
 ساتھ احکام شرعیہ کے ادا کرنے اور اعتقاد رکھنے میں اور شامی نے کئی وجہ سے بیان نظر وارد کی ہے
 چنانچہ دوسری وجہ کے بیان میں لکھا ہے انسانی ان الکفار مخاطبون بالایمان والعقوبات موسیٰ الحدیث
 والمعاملات وانما الخلاف فی العبادات کما قد مرنا یعنی دوسرے وجہ نظر کی یہ ہے کہ کفار مخاطب میں ساتھ
 ایمان کے اور ساتھ عقوبات کے سوا بے حد شرب خوری کے اور ساتھ معاملات کے اور سوا اسکے
 نہیں کہ خلاف ہے عبادت میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور سوا اس ملک کے مسلمانوں کی
 مثال ساتھ بنے ہمارے اہل مان فرعون کے دنیا نفس جیسا ہے اور قباس غیر مکروہ کا مکروہ پر اسلئے کہ
 نصاریٰ حکام اس ملک کے اہل اسلام پر اگر ادا اور جبر کسی بات میں نہیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے دین
 سے کچھ تعرض نہیں رکھتے ہیں برخلاف فرعون کے کہ نبی اسرائیل پر جبر و تعدی بہر بات میں کرتا تھا اور انکے
 دین سے بھی تعرض رکھتا تھا تو ناچار نبی اسرائیل اگر اس سے ناسزا پاتین قبول کر لیتے تھے اور ہجرت سے
 پہلے مسلمانوں نے اگر کوئی کام خلاف طریقہ اسلامی کی شکرین کے ساتھ برتا ہے تو وہی سبب اکراہ
 کے تھانہ رضا اور رغبت سے اور ملک جہنہ کو جو مسلمانوں نے ہجرت کی تو بادشاہ و نانا کا گویا پہلے
 انہرانی تھا لیکن رغبت اہل اسلام کی طرف رکھتا تھا اور نہایت تواضع اور تکریم سے ساتھ مسلمانوں کے پیش آتا تھا
 اور کوئی کام ناسزا دینے نہیں لیتا تھا چنانچہ آخر کو مسلمانوں کے ہوا اور خود دوسرے عالم صلح نے اس کے خلاف
 کی ناز و تہنیتی اور وجہ شتم یہ ہے کہ کما نا کما ساتھ اہل کتاب کے اور ہم نوالہ اور ہم چالہ ہو جانا اور کما
 انا موالاۃ سے ہے اور نشان ہے اس کے ساتھ دوستی رکھنے کا اور مولانا ساتھ کافروں کے اگرچہ اہل
 کتاب ہوں منع ہے امام مالک نے موطا میں ثور بن یزید الدیلی سے روایت کیا ہے کہ ثور روایت
 کرتے ہیں عبد اللہ بن عباس سے کہ ابنہ سل عمن ذلیک نصاری العرب فقال لا باس بہا و تلامذہ الی
 و من یؤمر لہ منکر فانتہم یعنی عبد اللہ بن عباس سوال کئے گئے ذبیحہ نصاری عرب سے سو فریاد عبد اللہ
 بن عباس نے کہ نہیں اور ہے ساتھ کیا نے ان کے ذبیحہ کے اور تلاوت فرمائی یہ آیت کہ حکما ترجمہ یہ ہے
 اور جو شخص کہ دوستی کے ساتھ ہو اور نصاری کے ہو وہ انہیں میں سے ہے محلی شیعہ موطا
 میں مرقوم ہے یعنی ذبیحہ و ان صلت لکن لا تجوز موالاۃ و مسلمانہ نہیں ہر اور ابن عباس کی تلاوت فرمائی
 اس آیت سے استفادہ پر یہ ہے کہ ذبیحہ اور کما اگرچہ حلال ہے لیکن انہیں جائز ہے موالاۃ اور دوستی

کسی اور سے اور خطاط یا جو بانا اور خطاطی سے نہ سمجھتا ہے سب سے بڑی معصرت جلد رخصتی کے

روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نفس شتر علی جبارا من یومئذ الاخرہ و یومئذ الاخرہ ولا یثقیہ علیہ شیء یعنی کما حضرت جابرؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر نفس شتر کیا جائیگا اپنی دوستی پر اور جو شخص دوست رکھتا ہے کافروں کے ہیں وہ ساتھ کافروں کے ہے اور نفع نہ لے گا اور کو علم

اور سکا کہ اور ویلی نے فرمایا میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قویا اجود اقویا حتی لکلونی حیم فلا تملکوا تملک لعلی تحقیق ایک قوم نے دوست رکھا ایک قوم کو بیان تک کہ ہلاک ہو گئے اور کسی دوستی میں پس نہ تو تم مانند اُن کے اور ابن ابی شیبہ نے ابو مصنف میں اور سعید بن منصور نے اپنے سنن میں اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے اپنی اپنی تصنیف میں اتنی روایت

روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب و کان یقول لی اسلم فانک لو اسلمت استغنت بک علی امانۃ

المسلمین فانی لا استعین علی امانۃ من لیس مشتم فابیت علیہ فقال لا اکرہ فی الدین یعنی کما استحق رومی نے کہ تمام ملک میں عمر بن الخطاب کے اور شی عمر بن الخطاب فرماتے مجھے کہ اسلام لا تو اپنے تحقیق تو اگر اسلام لے لے گا تو مدد چاہو گناہ میں ساتھ تیری مسلمانوں کے امانت پر اسلئے کہ میں نہیں دے دیا بتا ہوں

مسلمانوں کی امانت پر ساتھ اسلئے کہ نہیں ہے مسلمانوں میں سے انکار کیا میں نے اسلام لانے سے

تو کما حضرت عمرؓ نے مجھے کہ نہیں ہے زبردستی دین میں اور ابن سعد نے طبقات میں ہی استحق

رومی سے بابر الفاظ روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب و انا نصرانی و کان لیرضی علی الاسلام و لیس لک ان اسلمت استغنت بک علی امانۃ فانی لا یحیل لی ان استعین بک علی امانۃ المسلمین و است علی دین

فابیت علیہ فقال لا اکرہ فی الدین فلما حضرو الوفاۃ محقق و انا نصرانی و قال اذہب حیث شئت

یعنی کما استحق رومی نے کہ تمام ملک میں عمر بن الخطاب کے اوسا میں کہ میں نصرانی تھا سو نے

عمر بن الخطاب عرض کرتے جو اسلام کو اور فرماتے تحقیق تو اگر اسلام لے لے گا تو مدد چاہو گناہ میں ساتھ تیرے

اپنی امانت پر اسلئے کہ نہیں حلال ہے مجھ کو کہ مدد چاہوں میں ساتھ تیرے مسلمانوں کی امانت پر اوسا

عالمین کہ نہیں ہے تو اوسے دین میں تو انکار کیا میں نے اوسے اسلام لانے سے تو فرمایا نہیں کہ

زبردستی دین میں ہر جب حاضر ہوئے اوسے وفات ازاد کر دیا مجھ کو اوس حال میں کہ میں نصرانی تھا

اور ابن ابی حاتم نے اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں فی شعب الایمان میں عیاض اشعری ہی روایت

کیا ہے کہ ان عمر امیر ابو موسیٰ الاشعری ان بیعت الیہ ماخذہ وما عطلی فی اویم واحد وکان کہ کاتب نصرانی رفع
 الیہ ذلک عجیب عمر قال ان ہذا بحفیظ بل ہو قاری لکتابا فی السجہ جابر من ایشام فقال انہ لا یتسطع ان
 ینزل لیسجد قال عمر لم ینب ہو قال الابل ہو نصرانی فاستمر فی وضرب فمذی ثم اخرجه ثم قرأ لا تغدوا لہم یوم
 والنصارى اولیاء یعنی تحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابو موسیٰ اشعری بصیرہ کے حاکم کو کہ میں
 گرین سامنے اٹکے ووجہ ایسا ہے اور دیا ہے ایک چڑے میں کہ بطور کاغذ کے اس وقت مروج تھا اور تھا
 ابو موسیٰ اشعری کا ایک منشی نصرانی سو عیش کیا اس منشی نصرانی نے سامنے حضرت حمزہ کے اوسکو لکھ کر تو
 خوش ہوئے حضرت عمر اور کہا تحقیق یہ البتہ سیاق و ان ہے کیا یہ پید کیا ہوا الیک خط مسجدین کہ آیا ہے شام
 سے تو کہا ابو موسیٰ اشعری نے کہ یہ نہیں استطاعت کتا ہے اسکی کہ داخل ہو مسجدین فرمایا حضرت عمر نے
 کیون کیا یہ احتیاج غسل میں ہے کہا ابو موسیٰ اشعری نے نہیں بلکہ یہ نصرانی ہے کہا ابو موسیٰ اشعری نے
 تو لکھا راہجو حضرت عمر نے مجھ کو اور مارا میری زبان کو واسطے تنبیہ کے اور لگا کر نہ کے کہ نہ نکال دیا اوس
 منشی نصرانی کو پھر پڑھی یہ آیت کہ ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ نہ بناؤ تم بعد از ان و نصاریٰ کو دوست بعض اونسکے
 کہ نہیں کے دوست ہیں اور جو شخص کہ دوستی رکھے اونسکے حاتمہ وہ اوسین میں سے ہے اور شیخ الاسلام
 احمد بن محمد مسلم نے اپنے کتاب منع مشابہت کھار میں لکھا ہے الموالاة والمودة والکفایت متعلقہ بالطلب
 لکن الخ لفتہ فی الظاہ اعوان علی مقاطعة الکافرین و مباہاتہم و مشارکتہم فی الظاہ وان لم یکن ذریعہ او سبباً و یا
 اولیئہ الی نوع ما۔ الموالاة والمودة لکن لیس فیما مصلحت المقاطعة والمباہاتہ مع مناداتہم الی نوع ما من الموالاة لکن وجہ
 الطبیقہ مدلل علیہ العادۃ ولذا کان السلف یتدلون بعدہ والایات علی الاستعانہ بہم فی الموالایات روى الامام
 احمد بن اسحاق صحیح عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قلت لعمر رضی اللہ عنہ ان لی کاتباً نصرانیاً قال مالک
 قال لک الحمد اما سمعت العبد یقول یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا البعوث والنصارى اولیاء بعضہم اولیاء بعض الا اتخذت
 حنیفاً قال قلت یا امیر المؤمنین فی کاتبی ولہ ذبیہ قال لا اکرہم اوانا نکرہم اللہ ولا اعظمہم ولا اذلہم ولا اوجہم اذا
 اقصابہم اللہ یعنی موالاة اور دوست اگرچہ ہے متعلق ساتھ دل کے لیکن مخالفت ظاہر میں مگوہا تر ہے
 قطع کرنے پر کافروں سے اور الگ ہو جانے پر اوس سے اور رکت اوٹنی ظاہر میں اگرچہ نہیں سے
 ذریعہ یا سبب قریب یا بعید طرف کسی قسم کے موالات اور رواد کے لیکن نہیں ہے اوٹنی مشرکت
 میں مصلحت متعلقہ اور مباہاتہ کی اوسے باوجود کہ مشابہت ساتھ اونسکے داعی ہے طرف ایک قسم

کے ملاپ کے جیسا کہ موجب ہے اور اسکو طبیعت اور دلالت کرتی ہے اور پر عادت اور واسطے اسیکے
 تہہ سلف و لیل ملائے ساتھ ان آیات کے کہ یقین منع واروستہ موالات کفار سے ترک استعانت پر
 ساتھ کافروں کے حکومت اور ریاست کے کاموں میں روایت کیا ہے امام احمد نے باسنو صحیح امیوی
 اشعری سے کہا ابو موسیٰ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میرا الیہ کاتب یعنی منشی نظری
 ہے فرمایا حضرت عمر نے امیوی اشعری سے کیا ہے تجھکو کارزار کرے تجھے اللہ تعالیٰ اپنی تعجب سے تجھے
 کیا نہیں سنا تو نے اللہ کو کہہ دیا ہے اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود و نصاریٰ کو دوست بعض اونسکے
 دوست میں بعض کے کیونکہ نہ لیا تو سنہ کاتب محمد یعنی مسلمان کہا ابو موسیٰ نے کہ کہ میں نے اے
 امیر المومنین میرے لیے لکنا اور سکا ہے اور اسکے لئے یون اور سکا ہے یعنی مجھے اب کی کتابت کر
 کام ہے اور اسکے میں سے کیا کام ہے فرمایا حضرت عمر نے امیوی سے نہ اگر ام کر یہود و نصاریٰ کا جگہ
 امانت کی ہے اب کی اللہ نے اور نہ عزیز شہید انکو موجب کہ ذات وہی ہی انکو اللہ نے اور نہ مقرب بناؤ کو
 جیکہ دور والا ہے انکو اللہ نے اب یہاں سے ظاہر ہے کہ جناب سید محمد خان صاحب نے
 جو صفحہ ۱۷ اور صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے کہ تفسیر متشایو پوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے

قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتباً نصرانیا فقال مالک قاتلک المذلل لا یخذل حذیفہ انما سمعت نبی اللہ

لا یخذلوا الیہود والنصارى اولیاء قلت له ویرہ ولی کتابتہ فقال لا اکرہم ولا اباہم المذلل لا یخذلوا اولیاء

اولیاء العبد یومہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابان میں نہ لکھا نہ میں ہے اس قسم کی حدیثیں لامیابہ میں

داخل ہیں انتہی نہایت درجہ کی جرئت اور بیباکی ہے کہ انبی علی سے اس حدیث کو کہ مشہد امام احمد میں

باسنو صحیح موجود ہے اور روایت ابن ابی حاتم و ترمذی اسکی شاید اور عامہ تفاسیر مانند تفسیر متشایو پوری

اور کشاف اور تفسیر وغیرہ میں منقول لا ابیابہ نہیں آیا اور حکم کر دیا کہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں

میں نہ لکھا نہ میں ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۃ آل عمران میں لا یخذلوا منون الکافرون اولیاء من

دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من الذین علی اللان فی القضاۃ یعنی نہ بنادوں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو

چھوڑ کر اور جو کہی یہ کام تو وہ نہیں ہے اللہ کا کوئی مگر یہ کہ چاہو تب یہاں تفسیر کشاف میں یہ قوم ہے

منوالان تو الیہ الکافرون لقرآنہ بنیم اوصلہ قبل الاسلام اور غیر ذلک من الاسباب الی تیبعہ ذوق ہذا

وقد کر ذلک فی القرآن ومن یرہم منکم فامہم من لا یخذلوا الیہود والنصارى اولیاء لا یخذلوا منون باسنو

والحجۃ فی الدوا بعض فی الباب عظیم وحصل من اصول الدین یعنی منع کیے گئے مسلمان اس سے کہ دوستی
کر مین کا فوہن سے بسبب قرابت کے کہ در میان اوں کے تہی یا دوستی کے کہ سلام سے پہلے تہی سبب
اور اسباب کے کہ سبب و تہی اور معاشرت کی ہوتی ہین اور ذکر لائی گئی ہے یہ تہی قرآن میں آیات و سن ہوں سکرم فہا
مشہور لہذا تہی ذوالیہود والنصارى اولیاءہم ولا تجہدوا یومنون بالعدالۃ ہین اور محبت بسبب اللہ کے اور بغض بسبب
اللہ کے کثیر ۱ باب ہے اوصل ہے اصول دین ہیں سے اور فرمایا اللہ صاحب نے بھی سورہ آل عمران ہین
یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا بطانۃ من دینکم لایاتوکم بخلا یعنی اسی ایمان والوں نہ ٹہیر اور بھیدی یا راستہ غیر دیکھو گئی ہین
کر تے ہین وہ نہاری خرابی میں معاملہ التفریق میں ہین قوم ہے قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یصلون
الیہود لمیانہم من القرابۃ والصداقۃ وحلف والرضاع فانزل اللہ تعالیٰ ہذا لایہ فہما ہم عن مباہمتہم خوف الفتنۃ علیہم و
قال مجاہد نزلت فی قوم یومنین کانوا یصداقون المنافقین فہما ہم اللہ عن ذلک وقال یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا
بطانۃ من دینکم اسی اولیاءکم صغار ہین غیر اہل مکرم فرمایا ابن عباس نے کہ تہی مرد مسلمان کہ ملاپ رکھتے تھے یہود
سے بسبب اس کے کہ تہی تہین اوں کی قرابت اور دوستی اور ہم سو گندی اور ناتا و دودہ کا تو اتارے اللہ تعالیٰ نے
یا آیت پس منع فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اوں کے بھیدی یا رہبانے سے بسبب و فتنہ کے اون پر اور
کہا تجاہد ہنے کہ اتری ہی یا آیت در باب ایک قوم مسلمان کے کہ تھے دوستی رکھتے منافقوں سے سو منع فرمایا
اوں کو اللہ صاحب نے اس سے اور فرمایا اسی ایمان والوں نہ بناؤ تم بھیدی یا راستہ غیر کو یعنی نہ بناؤ دوست اور
خالص یا اپنی غیر دین والیکو اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ شہار ہین یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الکفار ہین اولیاء
من دین المؤمنین یعنی اسی ایمان والوں نہ بناؤ کا فوہن کو دوست مسلمانوں کو چوڑ کر تفکیک ہیر ہین مسطور ہے
واسیہ فیہ ان الانصار بالمذنیۃ کان لہم فی بنی قریظۃ ضلع وحلف ومودۃ فقالوا الرسول ۷صلی اللہ علیہ وسلم
من شئنا فقال المهاجرین فخرست ہذا الایۃ والوجہ الثانی قالہ لہم فقال وہوان نہانی للمؤمنین عن موالاة المنافقین
لیقول قد ثبت کرم اخلاق ہؤلاء المنافقین وندہم فلاتخذوہم اولیاء اور سبب اسہین یہ ہے کہ انصار مدینہ ہین تھے
نوکے بنی قریظہ یہود مدینہ قرابت داری دو ٹوکی اور ہم سو گندی اور دوستی سو کہا انصار نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہلو دوست بنا دین ہم سو فرمایا آپ نے کہ دوست بناؤ مهاجرین تو اتری یہ آیت اور وجہ
دوست اس کے سبب نازل ہین وہ ہے جو کہ ہے فقال نے اور وہ یہ ہے کہ یہ منع کرتا ہے مسلمانوں کو
موالاة اور دوستی منافقوں کے فرماتے ہین اللہ صاحب کہ ثابت ہو چکے تھو اخلاق ان منافقوں کے اور

اور کئے مذہب تو نہ بناؤ تم ان منافقوں کو دوست اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے
 غلط ہو سکے یا بیت انصاری کے لینے آئی تھی جو حدیث نبوی بہائی نبی تو نظیر کے تھے جب ان دونوں نے
 پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس
 صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو وہی منہج شرعی ہو اتنی اوسین کی وجہ و کلام پر اول یہ بیت انصا
 ر کی آیت ہو کہ وہ مسلمان نہ ہو مگر ان کو نہ انصاری کہ لکھی دو برس حلیف کے معنی دینی بہائی کے غلط ہیں اسے ملتے کہ
 حلیف کے معنی اغت میں ہم سوگند کے ہیں چنانچہ مستحق الارباب میں مرقوم ہے حلیف کا یہ ہم سوگند مذہب
 انتہی اور عرف میں حلیف مدد کرنے پر عہد باندہ تھے والیکو کہتے ہیں بزبان جاہلیت قبائل عرب بعض حلیف بعض
 کے تھے کہ ہر قبیلہ قتال و غیرہ میں مدد اپنے حلیف کے کرتا تھا جامع الاصول میں حلیف کی تفسیر مذہبی قوم
 ہے ہوں بخلف ملک و ملک علی التامع معنی حلیف وہ شخص ہے کہ عہد باندہ ہے واسطے تیسرے اور عہد باندہ
 تو اس کے لیے باہر مدد کرنے پر اور مجموع الجہار میں ہر قوم ہے وفیہ العلف فی الاسلام اصل المعاقبة
 والحدیث علی التامع والتماع کا ان سند فی بحالیہ علی الفضل بن العیاض والعمارات فذلک منہی سند
 بالحدیث بلکان فیما علی تعدد المظلوم وھذا الارحام کلف لمطہرین خود خود و فیہ وایا حلف کافی بحالیہ لم یزد و السلام
 الا شتہ معنی کو حدیث میں ہے کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اصل حلف کے عقد باندہ تھا اور عہد کرناست قوت
 دینے اور جو کرنے پر سو جو ہے ہر جو سے حلف جاہلیت میں غنم اور قتل پر و میلان شیلیوں کے اور غارتگری
 پر تو اس سے منع کیا گیا ہے اس حدیث میں اور جو ہے حلف جاہلیت میں مدد کرنے مظلوم اور احسان کرنے
 اتنی واریں پر باندہ حلف مطہرین کے اور باندہ اس کے تو وارد ہوا ہے اس کے حق میں اور جو ہے حلف کہ
 تھی جاہلیت میں نہیں باندہ کیا ہے اوسین اسلام نے مگر قوت کو اور مطہرین نام ہے چند قبائل کا انہیں حلف
 وہ لوہین سے تیسری اس آیت میں منع ہے مطلق دوستی کہنا کافروں سے قید من حیث الدین کے
 حفاظت سے اور اسکی سان نزول سے پائی نہیں جاتی ہے بلکہ ظاہر عموم ہے اس لیے کہ اس آیت میں
 منع کمالیہ ہے صحابہ کرام کو کہ مسلمان کامل سے کافروں کی دوستی رکھتے تھے اور علیہ اس سے
 وہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے تو ایسے کاملین کے طرف کافروں سے دوستی من حیث الدین
 کہ ایک کلمان کیونکر ہو سکتا ہے ہر حال صاف ظاہر ہوا اسکا کہ جو محبت من حیث الدین ہو وہی منہج شرعی ہے
 کہ دوسری جناب سید احمد خان صاحب کے مروج البطلان ہے اور جناب سید احمد خان صاحب

نے جو صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے اور دوسرے روایت اس آیت کی شان نزول میں لکھی
 ہے کہ آیات منافقوں سے موالات کرنے کے اثناء میں آئے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا
 مسلمان سمجھتے تھے مسلمانوں کے سے محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اور یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین
 سچے مسلمان نہیں ہیں اور ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نہ کرو انتہی سو موجب دوسری روایت کی
 یہ مطلب نہیں ہے کہ سچے مسلمان مسلمانوں کی سی اور ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے سو حکم ہوا کہ منافق
 سچے مسلمان نہیں ہیں اور ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نہ کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان منافقوں کو
 مسلمان سمجھ کر اور غلط دوستی رکھتے تھے تو حکم ہوا مسلمانوں کو کہ جب منافقوں کا حال معلوم ہو گیا کہ
 مسلمان نہیں ہیں تو ان کے ساتھ دوستی مت رکھو کہ دوسری روایت مسلمانوں سے چاہیے کہ کافروں
 سے اور بدیل اس آیت کے تفسیر معالم التنزیل میں مرقوم ہے نبی البدر المؤمنین عن موالاة الکافرون
 یعنی منع فرمایا ہے اللہ نے مسلمانوں کو کافروں کی موالاة سے اور تفسیر منطوی میں مسئلہ
 ہے فان هوالاتکم الی المنافقین وعیہم الی النفاق فاحذروہم یعنی کافروں کو اسلئے دوست مت پکڑو کہ
 ان کی دوستی نے ہلاکت میں ڈال دیا ہے منافقوں کو اور یہ روایا ہے ان کو طرف نفاق کے توجہ سے غم
 دوست پکڑنے سے اور انوار التنزیل میں مذکور ہے فانہ صنع المنافقین ویدہم فلا تشبہوا بہم یعنی دوست
 نہ بناؤ کافروں کو اسلئے کہ یہ طریقہ منافقوں کا اور عادات ان کی ہے تو مشابہت کرو تم ساتھ منافقوں کے اور
 تفسیر کشاف میں لا تشبہوا بالمنافقین فی اتخاذہم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء یعنی اہل ایمان
 والو نہ مشابہت کرو ساتھ منافقوں کے ان کے دوست بنانے میں یہود وغیرہم اعداء اسلام کو اور جناب
 سید احمد خاں صاحب نے حاصل مطلب اس عبارت کشاف کا جو صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے
 کہ منافقین ظاہر میں مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں دلی محبت من حیث الدین کافروں
 سے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں مانع فرمائی انتہی سو
 یہ حاصل اس عبارت کشاف کا نہیں ہے بلکہ حاصل اس کا یہ ہے کہ کافروں نے محبت رکھنے میں مشابہت
 ہے ساتھ منافقوں کے اسلئے کہ یہ طریقہ ان کا ہے تو ہم کافروں کی محبت رکھ کر مشابہت منافقوں کی کرو
 اور جناب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۷۷ اور صفحہ ۷۸ میں عبارت بنا کر لکھا ہے
 وقد کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام الخ یعنی تھے یہ احکام یعنی منع موالاة کفار وغیرہ ابتدائی اسلام میں ابتداء

والسلام یعنی ہر نبی قذرات فیما یمنع بعدہ تا قتلہ بعد موتہ فاعلمہ الان و شعن عندہ لغیرہ یعنی کہا ابن عباس نے کہ
 کہہ اور منہم سے کافر ہو جانا متاؤنک ہے اور یہ درشتی کرنا ان کی طرف سے اور سختی کرنا واجب ہوئے
 کنارہ کشی میں مخالفت سے دین میں اور نظیر اس کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو نہ اطاعت کرے
 کافر کی وہ مجھے ہے پھر فرمایا اللہ صاحب نے کہ نبی شک اندر راہ نہیں دیتا ہے قوم ظالم کو اور نہ وایت کیا گیا
 ہے ایسی ہی اشعری سے کہ او نہون نے روایت کیا ہے کہ کما میں نے عمر بن خطاب سے کہ میرے
 پاس ایک کتاب نصرانی ہے سو فرمایا حضرت عمر نے کیا ہی عجیب لڑی تجھے اللہ یعنی تعجب ہے یہ سب
 کیوں نہیں دیا تو نے کتاب موجد کو کیا نہیں سنا تو نے فرما نے اللہ تعالیٰ کو کہ جبکہ ترجمہ یہ ہے اس
 ایمان والوں نے با دم ہو اور نصاریٰ کو دوست کہا ابو موسیٰ نے کہ کما میں نے حضرت عمر سے کہ اس کے
 لیے اس کا دین ہے اور میرے لیے اس کی کتابت ہے تو کما حضرت عمر نے کہ انکار ام کر تو کافر کا
 جب کہ اہانت کی ہے ان کی اللہ نے اور نہ اعزاز کر تو ان کا جب کہ دلیل کیا ہے ان کو اللہ نے اور نہ
 پاس بٹھا ان کو جب کہ دور کیا ہے ان کو اللہ نے کما ابو موسیٰ نے نہیں تمام ہو گا کام
 نصرہ کا مگر ساتھ اس کے تو کما حضرت عمر نے کہ مر گیا نصرانی اور سلام ہے یعنی تسلیم کیا ہے کہ
 وہ نصرانی نہ کیا پھر کیا کرے گے تم اسکے بعد سو جو کچھ کرو گے تم اسکے بعد مرنے کے سو کو تم
 اس کو اب اور نہ پورا ہو جاؤ اس سے ساتھ کام لینے کے اس کے غیر سے اور فرمایا اللہ صاحب
 نے سورہ قوہ میں یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الباکرم و انوکم اولیاء ان اتخو الکفر علی الایمان و
 من یولہم سکر فاولیک ہم الظالمون یعنی ای ایمان والوں بیکہ تم آپس کو اور بیکہ کو دوست اگر دوست
 رکھیں وہ کفر کو ایمان پر اور جو دوست بکریں ان کو تم میں سے سو وہی لوگ ظالم ہیں
 تفسیر کبیر میں مرقوم ہے اعلم ان المقصود من ذکر ہذا الایۃ ان کیوں جو تابعی شیعہ ائمہ سے ذکر
 فی ان البراہۃ من الکفار غیر ممکنہ و ذلک شیعہ ان قالوا ان الرجل اسلم قد یمون البوہ کافرا و الرجل الکافر
 قد یمون ابنہ و اخوہ مسلما و حصول القاطعۃ فی ان الرجل و ابنہ و اخوہ کالمستغفر لشیعہ و اذا کان الامر
 کیلک کانت تلک البراہۃ التی امر اللہ تعالیٰ بہا کالمستغفر لشیعہ فذکر اللہ تعالیٰ ہذا الایۃ لتزول ہذا
 الشیۃ و نقل الیہ احدی عن ابن عباس انہ تعالیٰ لما امر المؤمنین بالہجرۃ قبل فتح مکہ فمن لم یاجر لم یقبل
 الیہ ما نہ حتی یجانب الابرار الاقر بار ان کافرا و کفار او اقل نہ مشکل لان اصحیح ان ہذا السورۃ فہما تزلزلت

بعد فتح مکہ تکلیف تکلیف جن محل زندہ الایہ علی ما ذکرہ والاقریب عنہ ان تكون محبۃ علی ما ذکرہ وہو ان یمنی بالکفر
بالبرۃ عن الشکرین وبالغ فی ايجاب قالوا کیف ینکون بذہ التعلق للہ بتم نعم قال ان یمنیوا الکفر لیسوا بحسب
کذا یعنی احبہ کا نہ طلب محبتہ تم انہ بعد ان یمنی عن مخالفتہم وہاں لفظ النبی کل ان ینکون نہی تیز نہ کیوں
نہی تحریم ذکر ما یزیل شبہ فقال من یتولہم منکم فاولیک ہم الظالمون قال ابن عباس میرد شبہ کیا شتم ہم لازم
رضی شکر ہم والرضا بالکفر کفر کما ان الرضا بالنسق فسق یعنی جانتو کہ مقصود اس آیت کے ذکر کرنے سے
سے یہ ہے کہ ہو جائے جواب ایک اور شبہ کا کہ ذکر کیا تھا متعینین نے اسکو امتین کہ برابرت کا وہ
سے غیر ممکن اور وہ شبہ یہ تھا کہ کیا اونہوں نے کہ مرد مسلمان لہی ہوتا ہے باب اسکا کافر اور
مرد کافر کہی ہوتا ہے بیٹا اسکا اور بیٹا اسکا مسلمان اور حاصل تعلق متعلقہ نامہ اور پوری علاجہ کے
کا مانند متغیر متغیر کے ہے اور جب کہ ہے حال ایسا تو ہوگی یہ برابرت کہ جب حکم فرمایا ہے اللہ
نے مانند متغیر متغیر کے پس ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو تاکہ وہ ہو جاوے یہ شبہ
اور نقل کیا ہی واحدی نے ابن عباس سے اسکی شان نزول میں کہ اللہ تعالیٰ نے جب کہ حکم کیا
مسلمانوں کو ساتھ ہجرت کے پہلے فتح مکہ کے سو جسے کہ نہ ہجرت کی نہ قبول کیا اللہ نے اس کے
ایمان کو بیان تک کہ کنارہ کش ہو جائے وہ ابابہ اور اقربا سے اگر ہوں کافر اور لیتا ہوں میں کہ
نیکسل ہے اسلئے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ سورہ سوا اسکے نہیں کہ اورتی ہے بعد فتح مکہ کے سو
کیونکہ ممکن ہوگا حمل اس آیت کا اوپر جو ذکر کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اور قریب تر
صواب کے نزدیک میرے یہ ہے کہ ہو یہ آیت معمول اوپر جو ذکر کیا ہے میں نے اور وہ یہ ہے
کہ جب کہ حکم کیا اللہ نے مسلمانوں کو ساتھ برابرت کے مشرکوں سے اور بالغہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
اس کے واجب کرنے میں کما مسلمانوں نے کیونکہ ہوگا یہ قطع کرنا محبت کا پھر فرمایا اللہ صاحب نے
ان استجوا الکفر کما جاتا ہے استحب لکذا جبکہ دوست رکھے کسی چیز کو گویا کہ دوست کہنہ والا
طلب کرتا ہے اسکی محبت کو پھر تحقیق اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے کہ نبی فرمائی مخالطہ سے بالوں
اور بیانیوں کے اگر کافروں اور مخالفین کا محمل اسکا کہ ہو نبی تنہی اور اسکا کہ ہو نبی تحریمی ذکر
فرمایا اسکو جو دور کر دے اس شبہ کو تو فرمایا ومن یتولہم منکم فاولیک ہم الظالمون اور جو دوست
رکھے انکو تم میں سے تو وہ ظالم ہے بسبب کہ کئے معاملہ اور دوستی کے اس کے غیر محل میں کہا

ابن عباس نے ارادہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مشرک کو مانند اوکے یعنی یہ بھی مشرک ہو جاتا ہے مانند مشرک کے
 اسلئے کہ راضی ہوا اوکے شرک سے اور راضی ہونا ساتھ کفر کے کفر ہے جیسا کہ راضی ہونا ساتھ فسق کے
 فسق ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سہوہ چھا ولہ میں لا تجد قوما یؤمنون بالمدد الا یوم الآخر یوادون
 من حاد المدد و رسولہ ولو کانوا اباہم و اخوانہم او عشیہم اولیک کتب فی قلوبہم الا یؤمن و ایدہم بروج و مدد
 جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا راضی المدد عنہم و رضوا عنہ اولیک حزب الدار الا ان حزب المدد لہم لطلحون
 نہ پائیگا تو کوئی لوگ کہ ایمان رکھتے ہوں ساتھ المدد کے اور ساتھ پچھلے دن کے کہ دوستی کریں ایسوا کے
 جو نہ لیت ہوئے المدد کے اور اوکے رسول کے اگرچہ ہوں وہ باپ اوکے یا بیٹے یا بھائی اوکے یا کنبہ
 کے اوکے یہی لوگ ہیں کہ لکھ دیا ہے اللہ نے انکے دلوں میں ایمان اور دوسرے یہ انکی اپنے
 غیب کے فیض سے اور داخل کر گیا انکو جنتوں میں کہ بیتے ہوں گی اوکے نیچے ترین سدا رہنے والی
 ہوں گی اور نہیں راضی ہے المدد و نہ اور راضی ہیں یہ المدد سے یہ جہاں میں اللہ کا لگا ہوا کہ جہاں اللہ کا وہی
 مراد کو چوہے پختہ دالے ہیں تفسیر مدارک میں مرقوم ہے ای من استمتع ان تجر قوما مؤمنین یوادون انکمر
 والماوانہ لایغنی ان کیون ذلک و حقہ ان یتبع والایوجد بحال مبالغہ فی الزجر عنہ و مجاہدہ اعداء البعد و مبالغہ تم والاحتراس
 عن مخالطہم و معاشرہم یعنی تمتع ہے کہ پائے تو ایسے لوگ مسلمان کہ دوستی کرتے ہوں مشرکوں سے
 اور مراد یہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ مراد مسلمانوں میں دوستی کرنا مشرکوں سے اور حق اسکا یہ ہے کہ تمتع ہوا
 نہ پایا جائے کسی حال میں واسطی مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی سے اور کنارہ کشی میں خدا کے دشمنوں
 سے اور دوری اختیار کرنے میں اوہنے اور بچنے میں اوکے مخالطت اور اوکے معاشرت سے اور
 بذیل اسی آیت کے ہی تفسیر مدارک میں سہل قسیری سے منقول ہے کہ کہا سہیل نے من صحیح ایمانہ
 و خلص توحیدہ فانہ لایانس لمبتدع ولا یجالسہ و ینظر لہ من نفعہ العداۃ یعنی جتنی صحیح کیا ہے اپنے ایمان
 کو اور خالص کیا ہے اپنی توحید کو وہ نہیں مانع کرتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہیں مہیتا ہے اوکے پاس
 اور طائر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت اور تفسیر کشف میں مفسور ہے والعرض نہ
 لایغنی ان کیون ذلک و حقہ ان یتبع والایوجد بحال مبالغہ فی النفی عنہ والزجر عن الملاستہ والتوہیدۃ بالطلب
 فی مجاہدہ اعداء المدد و مبالغہ عن مخالطہم و معاشرہم اور فرض اس سے یہ ہے کہ نہیں لائق ہر
 چہ کہ جوہر اور حق اسکا یہ ہے کہ تمتع ہوا نہ پایا جائے ساتھ کسی حال کے واسطی مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی

مخالفین سے اور جڑ کٹے مرنے والے کھاد سے اور وحیت کر کے زمین ساتھ استوار سے کے بیچ کنارہ کشی اور
 دور رہنے کے خدا کے دشمنوں سے اور پاسبانی اپنی زمین اور فحاشی اور معاشرت سے اور نفسیہ کبیر
 میں مرقوم ہے المعنی انہما لا یجتمع الا یان مع وواحدہ المدد وواحدہ لایان من احب احد الشیخ ان یحب مع ذلک عدوہ وینہا
 علی وجہین احبہا انہما لا یجتمعان فی القلب فاذا حصل فی القلب وواحدہ المدد کم یصل فیہ الا یان ویکون صاحبہ متقا
 والتمانی انہما لا یجتمعان لکنہ معصیتہ وکبیرۃ علی الاموال والا لایان لایان کافر سبب ہذا الاموال کان عاصیا فی الدنیا معنی
 یہ ہیں کہ نہیں جمع ہوتا ہے ایمان ساتھ دوستی و دشمنان خدا کے اور یہ اس لیے کہ جو دوست کہتا ہے کہ یکتو متع
 ہے یہ کہ دوست رکھنے ساتھ اسکے اپنے دشمن کو اور یہ دو وجہوں پر ہے ایک اور وہ جو یون میں سے یہ ہے
 کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان نہیں جمع ہوتے ہیں دل میں سو جب حاصل ہو دوستی خدا کے
 دشمنوں کی نہ حاصل ہوگا ایمان اور صاحب او سکالین دوستی رکھنے والا خدا کے دشمنوں سے ہوگا
 اور دوسری وجہ اونی وہ یون میں سے یہ ہے کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان دونوں جمع ہوتے ہیں
 لیکن دوستی و دشمنان خدا کی گناہ کبیرہ ہے اور بڑا گناہ دوستی رکھنے والے پر مگر دوستی رکھنے والا اس
 صورت میں نہیں ہوتا ہے کافر سبب ہی دوستی کے بلکہ ہوتا ہے عاصی اور نافرمان اللہ کا اور جناب
سید احمد خان صاحب نے بعد ذکر نصوص منع موالات کے جو صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ ان
 سب آیات کے نسبت اور جو کہ انکی مثل ہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموماً منوع
 شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین عیو حرام اور منوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من
 حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ او سکالند سبب ہو دین جسکو اس نے اختیار کیا ہے
 بہت بچھا ہے دوست کہیں اور صرف اسی قسم کے موالات منع ہے نہ اہل کسی قسم کی انتہی سو فقہید
 اطلاق نصوص ہے چون دلیل صاحب التعلیق کے اور اسے حقوق اہل حقوق اور عوامہ عموماً عاہلین اور
 مسالمت عیش رہا اور دین میں زمین کرنا اور اہل خلق کرنا اور صلہ رحم کرنا اور حقوق نفس سے ورگہ کرنا اور
 نیک کا تحمل ہو جانا اور امور اس قسم کے کہ جبکا برتنا و کرنا کافر اور مسلم دونوں سے اہل اسلام کے دین میں
 درست اور محمود ہے و اہل موالات نہیں ہے اور موالات میں داخل کرنا اور کفار مجاز ہے اسی لیے کافروں
 کے ساتھ موالات کی اجازت اور غرضت کہیں قرآن اور حدیث میں ولہ و نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے ساتھ مطلقاً
 دنیا کی راہ سے ہو یا دین کی راہ سے منوع ہے قرآن میں جاہل اسلام کو کافروں کے موالات سے منع کیا

بسیب اسکے کہ وہ مولاہ کافروں کے ساتھ رکھتے تھے اور ہرگز کہ خائف یہ بات نہیں کہہ سکتا ہے کہ مسلمان کافروں کا دین بہت اچھا سمجھ کر ان کو دوست رکھتے ہوں اگر وہ کافروں کے دین کو بہت اچھا سمجھتے تو مسلمان ہونا ان کا کیونکر متصو تھا اور خود جناب سید احمد خان صاحب نے عبارت تفسیر کبیر کی جو صفحہ ۶۹ میں نقل کی ہے وہ بھی اسکے خلاف ہے کہ اوسین موالات کو سوائی اس موالات کے کہ کافر کا دین بہت اچھا سمجھ کر ان کو دوست رکھنے منع لکھا ہے چنانچہ اس عبارت میں مرقوم ہے کہ **والتقسیم الثالث** وہ موالا تو مسلمین یا مسیحین الاولین ہو مولاہ اللہ کے معنی **الکون الیموم والمحوۃ والمظاہرۃ والنصرۃ** اس سبب القراۃ اور یہ سبب المحبتہ مع عقاود ان دینہ باطل و ہذا بالابواب الکفر لانہ منہی عنہ لان الموالاۃ ہذا المعنی قد تخرج الی استہسان طریقۃ الرضی بدینہ وذلك یخرجہ عن الاسلام فلاحرم ثم ہذا الد تعالیٰ فیہ فقال ومن یفعل لک فلیس من السنی مثنی یعنی اور تفسیر میں قسم اور وہ متوسط ہے درمیان دونوں قسموں پہلے کے مولاہ کافروں کی ہے بمعنی میل کے اوئی طرف اور مدد گاری اور پشت پناہی اور یاری گنی کے خواہ سبب نامتے داری کے ہو یا سبب محبت کے ساتھ اس عقاود کے کہ دین اس کا باطل ہے اور سنیہ اللہ نہیں ہے موجب کفر کے اگر منع کیا گیا ہے اس موالات سے ہی اس لئے کہ مولاہ ساتھ اس معنی کے کہی کچھ جاتی ہے طرف اچھا جاننے کافر کے طریقہ کے اور رضی ہونے کے اسکے دین سے اور استہسان کافر کے طریقہ کا اور رضی ہونا اسکے دین سے نکال دیتا ہے مسلمان کو اسلام سے پس ناچار بتدیر فرمائی اللہ تعالیٰ نے اسین سو فرمایا کہ جو کرے تو نہیں ہے وہ اللہ کا کوئی اور اس عبارت تفسیر کبیر میں قسم ثانی میں جو معاشرت جمیلہ کا دنیا میں بحسب ظاہر کے کافر کے ساتھ غیر ممنوع ہونا لکھا ہے تو اس سے مراد معاشرت ہی ساتھ بیع و شرا اور اور قسم کے لین دین کرنے اور ادائے حقوق اور دفا موعود اور صلہ رحم اور حسن خلق کی نہ دوستی اور خلاص رکھنا اور برتاؤ اسکے کرنا دیکھو اسی تفسیر کبیر میں مرقوم ہے **الموادۃ المخطوۃ** ہے ارادہ منافقہ دنیا اور دنیا مع کو نہ کافر یعنی دوستی ممنوع چاہتا ہے کافر کے ساتھ کافر دین میں یا دنیا میں باوجود اسکے کافر رہنے کے اور اسکے موافق تفسیر خازن میں ہے **فالموادۃ المخطوۃ** ہی منافقہم دارادۃ الخیر لہم دنیا اور دنیا مع کفر ہم یعنی دوستی ممنوعہ ساتھ کافروں کے غیر خواہی اوسکے اور چاہا بھلائی کا ہے اوسکے لئے دین میں یا دنیا میں باوجود اوسکے کافر رہنے کے اور فرمایا اللہ صاحب نے **سورہ ممتحنہ** میں **یا ایہا الذین امنوا** لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء یلقون الیموم بالمودۃ وقد کفرا بما جاہرکم من الحق یعنی ای ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست کہ پیغام بھیجوا اوسکے طرف ساتھ دوستی کے اوس حال میں کہ کافر اور منکر ہیں وہ

ساتھ اویس دین کے کہ آیا ہے تمہارے پاس ساتھ حق اور صدق کے آئینہ کبیر میں بدل اس آیت کے مسئلہ
 اوسے میں مرقوم ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین خلیلہ فلیظہ احدکم من خیالہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لابی قریبہ ابازدای عترتی الایمان اولی قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاة فی اللہ وحب اللہ وحب اللہ
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے سو چاہئے کہ نظر کرے ایک
 تمہارا اوسکو کہ دوستی کرے اوس سے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر سے کہ ای ابازدایا عترتہ
 حق و ایمان میں سے مضبوط تر ہے عرض کیا ابو ذر نے کہ اللہ رسول وانا ترہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم نے کہ استدراقر - معقول ایمان کا موالات ہے سبب اللہ کے اور حب ہے سبب اللہ کے
 اور بعض ہے سبب اللہ کے ابو حلیب شاعر جامع ترمذی نے شرح میں فلیظہ احدکم من خیالہ
 کے لکھا ہے اسی اصح او غیر اصح فان کان صاحباً فلیتجسس اللہ وان کان غیرہ فلیتجسس عندہ قال ابی ایہا الذین
 امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی دیکھو اوسکو کہ اصح ہے یا غیر اصح سو اگر بوجہ اصح تو دوستی کرے اسی
 سے اور اگر بوجہ غیر اصح تو کنارہ کشی کرے اوس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ای ایمان والو اور اللہ سے اور مجھ
 ساتھ چھ لوگوں کی اور فرمایا اللہ صاحب نے بھی سورہ ممتحنہ میں یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع
 الصادقین یعنی ای ایمان والو نہ دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ کیا ہے اللہ نے ان پر مریضیاوی نے
 اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی عامہ الکفار والبیہود و زوروی انما نزلت فی بعض فقر المسلمین کا نوا
 یہ اصلون البیہود و یسویون من کفار یعنی مراد اوس قوم سے کہ جن پر غصہ کیا ہے اللہ نے سارے کفار میں
 یا خاص بیہود میں سو بسطے کہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں بعض مسلمان فقیر دن
 کے کہ تھے طالب کتبے بیہود سے اسلئے کہ پانچ اونٹن پہلے اور بیہود سے ہر موالات من حیث الدین کے
 خاص ہے معنی قرار دینا کہ اسکا تہرب اور دین مسکواوئے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھو اوسکو دوست
 کہیں میں کہ جانب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۶۹ میں چشم کیا ہے یہی محل بحث ہے
 اسلئے کہ کسی دین والے کے کسی فسلت کو اپنے دین والوں کے فسلت پر ترجیح دینا اور اوسکو پسند کرنا
 اور اپنے دین والوں کے فسلت کو کر وہ کہنا یہی موالات من حیث الدین ہے پس چودری اور کاسٹے
 سے نیز برہمنوں کو کہ ان کے طریقہ نصاریٰ کا ہے اور ہندوؤں کو کہ ان کے طریقہ اہل اسلام کا
 تو طریقہ نصاریٰ کو پسند کرنا اور طریقہ اہل اسلام کو کر وہ کہنا یہی موالات من حیث الدین کی

ہو جب کہ ہو جب ارشاد و جواب سید محمد خان صاحب کے موالاۃ اور محبت میں حیث الدین کے یہ معنی
 تھے کہ اس کا مذہب اور دین جس کو اس نے اختیار کیا ہے محبت اچھا سمجھ کر دوست کرنا تو مبالغہ اور اس کے عداوت
 اور بغض میں حیث الدین کے یہ معنی ہونگے کہ اس کا مذہب اور دین جس کو اس نے اختیار کیا ہے محبت برا سمجھ کر
 کرنا اور جیسے موالاۃ میں حیث الدین کا فروغ کے ساتھ واجب ہے ویسے ہی عداوت اور بغض میں حیث الدین کا
 سے واجب ہے کہ دونوں ایک مرتبہ میں ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اس حدیث سے کہ اھل الاھل احب فی الہم
 اور بغض فی اللہ کہ جو سنن ابی داؤد میں ہے یہی ظاہر ہے تو جو ان کو دشمن جانتا ہو اور کشتا ہو دوست اور کشت
 کیونکر کہہ سکتا ہے اور جان سکتا ہے اور موالاۃ ساتھ غیر دین والوں کے اور قاتل سے قصاص لینا اور چور کو سزا
 نہ دینا محدود و تعزیرات جاری کرنا باغی اور بہن سے متعرض ہونا اور اس قسم کے لوگوں کا تباہی کرنا اور اس سے
 دوستی اور موالاۃ پیدا کرنا کسی مذہب اور ملت میں مقتضای رحمت اور شفقت نہیں ہے مان مظلوموں کی
 و اور کسی کتاب کو کہہ کر کہنا کہ اس کی جان و مال سے تعرض کرنا کیونکہ ایسا یہودی یا حقوق نفس سے
 درگزر کرتا ہے ہی کے عوض نیکی کرنا عہد کا وفا کرنا حق والوں کے حقوق ادا کرنا دعا اور کرنا کسی کو ذیبا
 غیرین کلامی سے بات کرنا تانے داروں کے ساتھ احسان کرنا باب کی حد شکنجاری میں مبالغہ و تقصاۃ
 اور شفقت محمدیہ ہے سو دین محمدی میں بہت بڑے اسکی تاکید ہے اور کافر اور مسلمان سب اس میں برابر ہیں
 اور حدود و قصاص اور تعزیرات اور قتال و منع موالاۃ ساتھ کفار کے جو دین محمدی میں ہے بنا اسکی ہے
 رحمت اور شفقت عامہ پر ہے جیسا کہ بجا ہی خود اس کے اسرار میں مذکور ہے اور مقتضای رحمت اور شفقت کے
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو لڑائیوں میں بہت تاکید اسکی فرمائی ہے کہ ناتوان بچوں اور چھوٹے
 بچوں اور عورتوں کو ہرگز نہ لڑائی میں نہ ماریں چنانچہ ابو داؤد نے اپنے سنن میں انس رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تقموا شیخا فانیاً ولا طفلاً صغیراً ولا امرأة یعنی نہ مارو شیخ
 فانی کو اور نہ چھوٹے لڑکے کو اور نہ عورت کو اسی واسطے کہ تمام مسلمانوں کو کہ جنہوں نے کھار ہندو کے شراکت
 سے ایم غدر میں غدر کیا اور بدوں وجود و شرط قتال کے لڑے اور آپ کو اور لوگوں کو ہلاکت میں ڈالا
 اور بڑے طاقتور اور چھوٹے بچوں اور عورتوں کے مار ڈالنے سے کچھ خوف خدا کر لیا اور لوٹ اور سب
 اموال کو اپنا پیشہ بنالیا اور شرط نہیں لگا کہ وقت استیلائی نصارے سے سب مسلمان اسدیار کے اس حکم میں ہیں
 کچھ ہلکا کرنا کہ مسلمان نہایت ہلکا ہوتے ہیں لہذا اس وقت میں جس نے ہلکا مسلمان کا قابو ہو چکا اس نے نفسا کی

یا انجیل قبل نبول قرآن کے تھا اور جب کاورین موفقی ثوریت یا انجیل کے بعد نبول قرآن کے ہوا سو اس کے ساتھ ساتھ
 درست نہیں ہے اور بعض قائل کہے ہیں کہ یہ انکی قید نہیں ہے مطلق کیا یہ سے نکاح جائز ہے تشہیر کہ یہ میں
 مرقوم ہے اس کے لاء وہب اکثر الفقہاء لایکل الذبوح بالذمیر من الیہود و انصارہ و شکوا فیہ مدہ الایۃ
 وکان ابن عمر لایری ذلک و صحیح بقولہ تعالیٰ ولا تلکوا المشرکات حتی یتوبن وبقولہ لا اظلم شرکاً اعظم من توہمان بہا عیسیٰ
 و من قال بهذا القول اجابوا عن مشک بقولہ تعالیٰ الخصاصات من الذین او تو الکتاب بوجہ الاول ان المراد الذین
 امنوا منہم فان کان تکمل ان یخیر بابل بعضہم ان الیہود و انصارہ و استدل فیہ المسلم الذبوح بہا لا فمیں تعالیٰ ہذا الایۃ
 جواز ذلک والثانی روی عن عطارہ انہ قال انما خص اللہ تعالیٰ الذبوح بالکتابۃ فی ذلک الوقت لانه کان فی اسلمت
 قلدہ واما الان فمیں اکثرہم حکمیتہ فرالت احاجۃ فلا جرم زالت الرخصۃ والثالث الایات الدالہ علی وجوب المباحۃ
 عن الکفارہ بقولہ تعالیٰ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء و قوله تعالیٰ لا تتخذوا العبادہ من دونکم و لان عند حصول التزجیم با
 قوت المحبۃ و یصیر ذلک سبیل المذبح الی دنیا و عہد صوث اولوہ و جمال لہ لولہ فی ذلک انکار لہش
 فی الضرر من غیر حاجۃ الرابع قوله تعالیٰ فی خاتمہ ہذا الایۃ و من کفر بالایمان فقد جط علمہ و ہونی الاخرۃ من ہاسیرین و ہما من
 اعظم المنفرات عن الذبوح بالکاف و فلا کان المراد بقولہ تعالیٰ الخصاصات من الذین او تو الکتاب من قبلکم اما الذبوح لکتابتہ
 لکان فیہ الایۃ عقیبہا کا لکنا تض و ہو غیر جائز یعنی سنا ولی مشاغل اکر مریہ و الخصسات من الذین او تو الکتاب من قبلکم
 میں یہ ہے کہ گئے ہیں اکثر فقہاء اس طرف کہ حلال ہے نکاح کرنا ساتھ ذبیحہ کے یہود میں سے ہو یا نصاریٰ میں
 سے اور مشک کیا ہے اسکے حلال ہونے میں ساتھ اس آیت کے اور حتی عبدہ بن عمر کہ نہیں اعتقاد کتے حتی
 اسکے حلال ہونیکا اور حجت پکڑتے تھے ساتھ قول اللہ تعالیٰ ولا تلکوا المشرکات حتی یتوبن کے یعنی اور نکاح
 مکر و مشرک عورتوں سے جب تک کہ ایمان لاویں اور فرماتے تھے ابن عمر کہ نہیں جانتا ہوں میں کسی شخصہ کہ کوڑیکہ
 اس قول کتابیہ سے کہ وہ اسکا عیسیٰ ہے اور جو لوگ کہ قائل ہوئے ہیں ساتھ قول ابن عمر کے جواب دیتے ہیں
 مشک سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ الخصاصات من الذین او تو الکتاب کے ساتھ چند وجوہ کے پہلی وجہ یہ ہے
 کہ مراد الذین او تو الکتاب من قبلکم سے وہ اہل کتاب ہیں کہ ایمان لائے ہیں سو تحقیق شان یہ ہے کہ مثل شا کہ
 گذر کر لہیں بعض آدمیوں کے کہ یہود و جبکہ ایمان لائے تو آیا جائز ہے مسلمان کو نکاح کرنا ساتھ اس ذبیحہ کے
 یا نہیں سو بیان فرما دیا اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس آیت کے کہ جائز ہوا اسکے نکاح کا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ
 روایت کیا گیا ہے عطا سے کہ عطا نے کہہ سوا اسکے کہ رخصت نہیں دی حتی اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کی

برائے کتابیہ کے اوسوقت میں اسلئے کہ تھے مسلمان عورتوں میں کمی اور اسے پر اب میں مسلمان عورتوں میں کثرت بڑی ہو
تو جاتی ہو حاجت پر ضرورت کہ حائضہ رہی رخصت اور قیسری وجہ تین میں ولالت کہ نبی الین واجب ہو دوسری
پر کافرون سے اسلئے قول اللہ تعالیٰ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور قول اللہ تعالیٰ لا تتخذوا اعدائکم من دینکم کے
اور اسلئے کہ وقت حاصل ہونے زوجہ کے بیا وقت قوی ہو جاتی ہے محبت اور ہو جاتی ہے یہ سبب مثل زوج
کے عشق میں زوجہ کے اور وقت پیدا ہونے لڑکے کے بیا وقت نکل ہو جاتا ہے لڑکا طرف اور سکے
وہ سکے اور سبب یہ ڈانٹنا نفس کا ہے نہ زمین و زمین حاجت کے چوتھی زوج قول اللہ تعالیٰ کا خاتمہ اس آیت میں
ومن یفکر بالایمان فقد جاعلہ ومونی الاخرۃ من انھما ین ہے یعنی اور جو منکر ہوا ساتھ ایمان کے تو جاعل اور ضائع
ہو گیا کیا اوسکا اور وہ آخرت میں ٹوٹی دلو میں سے ہے اور یہ قول اللہ صاحب کا بہت بڑے کثرت دلائے
والا ہے نکاح کرنے سے ساتھ کافروں کے تو اگر ہوئی مراد قول اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سے اباحت نکاح کرنے کے ساتھ کتابیہ کے تو ہوتا ذکر اس آیت کا پیچھے اس قول کے اسلئے ناقص کے
اور ناقص غیر جائز ہے اور یہی تفسیر کہ بر سر مسئلہ اللہ میں ہر قوم سے قال سعید بن حبیب و حسن لخصنا
من الذین اوتوا الکتاب مدخل فیہا الذمیات والمجربیات فیجوز التزوج بھن والکثر الفقہاء علی مالک مخصوص بالذمیۃ فقط
وہ قول ابن عباس یعنی کہ سعید بن حبیب اور حسن بصری نے اور المحصنات من الذین اوتوا الکتاب میں وہ ہیں
ذمیات اور مجربیات دونوں سواں ہے نکاح کرنا ساتھ ہر ایک کے انہیں سے اور اکثر فقہاء پر ہیں کہ مخصوص
ہے ساتھ فقط ذمیہ کے اور یہ قول ابن عباس کا ہے اور مسئلہ خامسہ میں مسطور ہے قال الکثیر من الفقہاء
انما یحل نکاح الکتابیۃ النبی وانت بالتورۃ والانیل قبل نزول القرآن واللیل علیہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من الذین
اوتوا الکتاب من قبلکم فقوله من قبلکم یرید علی ان من وان بالکتاب بعد نزول القرآن خیر عن حکم اہل الکتاب یعنی
کہا بہت فقہانے سوا اسکے نہیں کہ حلال ہے نکاح اوس کتابیہ کا کہ فرمانبردار ہو ہے ساتھ توریت اور انجیل
پہلے قرآن کے اترنے سے اور دلیل پر قول اللہ تعالیٰ کا ہے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سو قول اللہ تعالیٰ کا من قبلکم ولالت کرنا ہے اس پر کہ جو فرمانبردار ہوا ہے ساتھ کتاب کے بعد اترنے
فرقان کے وہ خارج ہے حکم اہل کتاب سے اور یہی تفسیر یہ میں ذیل میں فیما حکم المومنات مرقوم
المسئلۃ الثالثہ قولہ من فیما حکم المومنات یرید علی تفسیر نکاح اللہ تعالیٰ کا ساتھ مومنہ علاقہ فیجوز التزوج بالامۃ الکتابیۃ
سوا ان کان للزوج جراحا و عبد نہ قول مجاہد و سعید و حسن و قول الشافعی مالک و محمد و ابو حنیفہ و یحییٰ و

الاصله الكتابية یعنی مسئلہ تیسرا یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا من قیامکم المواسم والالت کرتا ہے تفسیر نکاح النوری
 پر ساتھ مومنہ ہونے اور سیکے تو نہیں جائز ہے نکاح کرنا لونی کتابیہ سے برابر ہے کہ نکاح کرنا لونیہ
 یہ قول خلیفہ اور سعید بن مسیب اور جن بصری اور شافعی اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ جائز ہے
 نکاح کرنا لونی کتابیہ سے اور تفسیر مظہر کے میں مسطور ہے لکنہ یکہ نکاح کتابیہ مطلقاً اجماعاً لازم
 النکاح مصاحبہ الکافرة وموالاہا وتقرین الولد علی الخلق باخلاق الکفار لاجل مصاحبہ الامم ونحوہا لیکن مکروہ ہے
 نکاح کرنا کتابیہ سے مطلقاً حرمہ ہو یا لونیہ یہیہ اجماعاً سبب سکے کہ نکاح مستلزم ہے بصحبتی کافراؤ
 اور سکے موالاۃ کو اور پیش کرنے ولد کو خوگر ہونے پر ساتھ اخلاق کافرون کے سبب مصاحبت اور دوستی کے
 اور روایت **محتمل حاشیہ** در مختار میں مروم ہے کہ ان اطلاق الکتابیۃ فی الحجریۃ لقیۃنا تخریجۃ یعنی مطلق
 چوڑنا تھا کہ اگر اہل بیت حرمہ میں مفید اسکا ہے کہ یہ کہ اہل بیت حرمہ ہے اور زہنی نے مفید لعلوم
 میں لکھا ہے قال مالک یکہ نکاح من یعنی کہا مالک نے کہ مکروہ ہے نکاح کتابیات کا اور جناب احمد
 صاحب نے جو صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتحصیر نص کر کے
 ساتھ تو رہونا بتایا انتہی سوال خدا تعالیٰ نے ایت کریمہ لیکن اشد الناس عداۃ للذین امنوا الیومۃ الذین
 اشرکوا ولتجن انتم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری من جمیعہ اور شہر کو کو مسلمانوں کی عداوت میں تحت
 اور نصاری کو مسلمانوں کی دوستی میں قریب تر بتایا ہے نہ مسلمانوں کو انکی دوستی رکھنے کے لئے فرمایا ہے
 دوسرا اہل تفسیر کا یہ اتفاق نہیں ہے کہ اس آیت میں نصاری سے کل نصاری مراد ہیں تفسیر معالم التنزیل
 میں مذکور ہے لم یروہ جمیع النصاری لانہم فی عداۃ تم المسلمین کالیہود فی مسلمین وہم ہم وخریب بلادہم وہم
 مساجدہم واوراق مصاحفہم فلما کرہہم بل الایہ فمیں مسلم شہر مثل النجاشی و صحابہ یعنی نہیں مراد لئے ہیں بل صحابہ
 نے اس آیت میں نصاری سے ساری نصاری اسلئے کہ نصاری دشمنی رکھتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ مانند
 یہود کے پہنچے دئے میں مسلمانوں کے اور لوٹنے اسہ کرنے اور انکے شہر و سکے خراب کرنے اور ان کے
 مسجدوں کے ڈالنے اور ان کے قرآنوں کے جلانے میں پس نہیں ہے بزرگی انکے لئے بلکہ یہ آیت نازل
 ہوئی ہے انکے حق میں جو اسلام لائے نصاری میں سے مانند نجاشی بادشاہ حبشہ اور اسکے ساتھ
 والوں کے اور تفسیر میں مسطور ہے قال ابن عباس وسعید بن جبیر وعطاء السدی المراد النجاشی و
 الذین قد رموا من حبشۃ علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وامنوا بہ ولم یرد جمیع النصاری مع طور عداۃ تم یعنی کہا عبد اللہ

بن عباس اور سعید بن جبیر اور عطاء اور مدی نے کہ مراد اس آیت میں نصاریٰ سے نجاشی اور او سکے لوگ ہیں جو اپنے
 متبعین سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لائے تھے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں
 ارادہ کیے گئے ہیں سارے نصاریٰ باوجود ظاہر ہونے ان کے عداوت کے اور جناب سید احمد خان
 صاحب نے جو صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک رسالہ میں جو تحفہ ثنائی عشریہ
 کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکھا ہے او سکے مقدمہ چارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی اہل بیت
 کہ مبنی باشد بر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از ولی و بنی و غیر اہل فضل پر گزر در شریع و اردو قشہ است
 پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ملوانتے ہو اولیٰ اس قول شاہ
 عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جو تعظیم مبنی محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی
 از ولی پر بنودہ تعظیم شرعی نہیں یہ عدم جواز اسی تعظیم کا واسطے غیر اہل دین کے اور عارض ہونا اور قسم کی تعظیم کا واسطے
 غیر اہل دین کے دوسری مراد تعظیم شرعی سے اس قول میں تعظیم مشروع اور مودت واسطے اہل فضل کے ہے نہ
 وہ کہ جب شریع میں اطلاق تعظیم کا آتا ہے تو اس قول سے صرف اس قدر معلوم ہوگا کہ جو تعظیم محبت اللہ و فی اللہ
 اور ولایت و دوستی از ولی پر مبنی ہو وہ اس تعظیم سے نہیں ہے کہ جب کا امر ہے واسطے اہل فضل کے لیکن جائز
 اسکا واسطے غیر اہل دین کی اور ناجائز ہونا اسی تعظیم کا کہ جسکا امر واسطے اہل فضل کی جو غیر اہل دین کی لڑائی میں نہیں نکلتا
 بالجملہ اگر قیاس محبت اور مودت کا تعظیم پر صحیح ہو جب ہی اس قول سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ محبت و مودت غیر مشروع وہی
 ہو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین یا انجا کہ سید احمد خان صاحب اس مقام میں مولانا شاہ عبدالعزیز کے قول سے
 سند لائے تھے لہذا ہم یہی عبارت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی فتویٰ کی جو بادم اس حصر موالات غیر شرع
 موالات من حیث الدین میں ہے نقل کرتے ہیں تاکہ او ان پر محبت ہو وہ عبارت یہ ہے در باب موالات کفار
 ایچہ فقہا نوشتہ اندلو حلی و تفصیل میخواب و شرح علین العلوم و احیاء العلوم مطبوعہ فرودہ باشد
 آنکہ موالاتہ بمعنی دوستی اگر من حیث الدین یا نہا متحقق شود بالاجماع کفرست و باعتبار دنیا اگر اختیار فی این شخصست
 جس سرامست یعنی ان قاطبی اسباب احرام والا فاحتمالہ امر لایدخل تحت الاعتیار و اگر طبعی محض است مثل محبت ابن
 کافرو زوجہ کافروہ پس حرام نیست مگر آنکہ در قلیل آن حتی الامکان باید کہ شیعہ و تطبیق آیات اہادیث وارہ
 درین باب بر تفصیل نہ کہور خندان تکلفی نیست مثل قولہ تعالیٰ لا تحبوا ما یؤمنون یا سدا للیم الاخریادون
 من حد اللہ و رسولہ و لو کانوا اہل یم و انباہم و اخوانہم او عشرتہم او لیک کتب فی قلوبہم الایمان و ایہ نامہم ہوش

وہ عظیم خیرات تجری میں تمہارا انکار خالین فیہا رضی اللہ عنہم وینما عنہ اور ایک حرب اللہ الا ان حرب اللہ علیہم
ومثل قولہ تعالیٰ لا تجدہ والیہ منون الکافرین اولیاء من دن المؤمنین مثل قولہ تعالیٰ ومن یتولم منکم فانه منهم الخ علیہ السلام
واما حکم والاۃ بمعنی معاونت ومانعت پس نبی است برصلی مقرر وہوان الاعانة علی الکفر والمحبیۃ معہیۃ اتفاق
قولہ تعالیٰ ولا تعادونہ علی الاثم والعدوان استیہ اور جناب ستید احمد خان صاحب جو صفحہ ۳۴ اور صفحہ ۳۵
میں لکھا ہے کہ سچا پت منافقین کے حق میں اور جہود و ساعبد اللہ بن مالک بن ابی سلول کے معاملہ میں دارود جہود
جو ظاہر میں ایمان لایا تا اور در حقیقت محبت من حیث الدین و دنیا کے سیو پست کے ساتھ کرتا تا اشتہ سوم راو
اس سے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں دارود ہی کیا ہے ایسا اس آیت میں اہل کتاب کے موالاۃ سے منافقوں
منع کیا ہے نہ مسلمانوں کو یہ سبب اسکی نزول کا دوستی کرتا تا منافقوں کا ساتھ اہل کتاب کے ہے اگر دارود شق اول ہے
تو صریح البطلان ہے کہ اس آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا لا تحذوا الیہود والنصارى اولیاء میں مخاطب مسلمان ہیں
نہ منافق اور اگر دارود شق ثانی ہے تو کچھ ضرور نہیں ہے کہ جس قسم کے موالاۃ اور بدعت منافقین اہل کتاب سے
ہے کہ جن اوسی قسم کے موالاۃ اور بدعت سے نبی ہو نظر غیور لفظ نبی کے چاہئے اگر اوسمین اطلاق ہے
تو تقیۃ اوس اطلاق کی بدون دلیل تقیۃ کے نص یا دلائل نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ خصوصاً سبب اور مؤثر
کا قیاس عموم لفظ نہیں ہے باوقت سبب خاص موجب صدور حکم عام ہو جائیے علاوہ دین محبت میں آیت
کے ساتھ اہل کتاب کے یہ این اندیشہ کہ یہی شاید غالب ہو جائیں تو وجہ و ترک محبت نصرت اور اعات
ہماری جو دنیا کے کاموین کہتے ہیں یہ کیوں کریں گے من حیث الدین نہتی بلکہ دنیا ہے
کی اپنی ہی تفسیر معالہ التبریل میں مذکور ہے خلقوا فی نزول نبرہ الایۃ وکان حکما عالم جمیع الامور
فقال قوم نزلت فی عبادۃ بن لہامت عبد بن لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت لہامت
شدید شوکتہم وانی ابراہیمی اللہ ورسولہ من ولا یتیم و لا سولی لی الا اللہ ورسولہ فقال عبد اللہ لکنی لا ابرار من
والایۃ النبی و لا لی عافاۃ اللہ و لا رد لا بدنی منہم یعنی مختلف ہیں مفسرین اس آیت کی نشان نزول میں اگرچہ حکم
اس کا عام ہے سارے مسلمانوں کے لئے سو کما ایک قوم نے کہ نازل ہوئی ہی یہ آیت حق میں عبادہ بن
الاصلاح اور عبد اللہ بن سلول منافق کے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جگہ سی عبادہ اور عبد اللہ دونوں سو کما عباد
کے کو میری دوستی میں سیو دین سے کہ بہت ہی شمار اونا کا اور قوی ہے شوکت اونی اور میں الگ ہونا
طرف اللہ اور اللہ کے رسول کے اونی دوست سے اور نہیں ہے دوست میرا مگر اللہ اور اسکا رسول میرا

عبداللہ نے لیکن میں نہیں الگ بلوتا ہوں یہودی دوستی سے اس لئے کہ میں دو تائبوں کے دشمنوں سے اور ہے
ضرورت سمجھا رہی تھی دوستی سے اور مؤید ہمارے قول کی ہے وہ عبارت جو جناب سید احمد خان صاحب
نے نقل عبارت معالم میں کہ بعد قولہ فی معونہم و موالا تم کے متنی چو دی تھی اور وہ ہے یقولون نحنی ان
یضینا وار دلتہ یعنی ان پر دہرا لہر دو کہ محتاج الی النصیر لانا اضی کہتے ہیں منافق کہ دہرے ہیں ہم اس سے
کہ پونچے ہو کہ گروہ میں نبی شاید پر جانے زانہ گروہ میں سے تو محتاج ہوں ہم طرف اہل کتاب کے مدد کرنے کی
تفسیر میں دیا ہر معنی کے مسطور ہے ای لیا ہر معنی فی مودۃ الیہود و النصاری لیا الیہود و النصاری
انہم کانوا اہل شرۃ و کانوا یحذرونہم علی مہاتم و یحذرونہم یعنی جلدی کرتے تھے منافق یہود و نصاریٰ بچان کی دوستی
میں اس لئے کہ وہ تھے اہل واراوتے وہ احانت کرتے منافقوں کے لئے کاموں میں اور فرض بیوقوفی
اکثر اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک اور
دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ لیسر المناقضین بان لہم عذابا لیمًا الذین یخذون
الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یفتنون عندہم الخوف فان الخوف للہم جمیعاً اتے سورہ تغویہ کے کہ تفسیر
ہو نا اس آیت کا واسطہ اس آیت کے تسلیم کیا جاوے گا جاتا ہے کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دوستی
سناقتوں کے ساتھ کافروں کے دنیا کی عزت حاصل کرنے کے لئے تھی نہ من حیث الدین تھی اور شیا پوری
سے جو تفسیر اسکی نقل کی وہ بھی موافق قول کی ہے اور کشف کی عبارت سے کہ اوس میں اونکی دوستی
اعتقاد عدم تمامی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر متفرع ہے یہی ظاہر ہے کہ دوستی اونکی من حیث الدین یا نحو
نہ من حیث الدین اور تفسیر زاہدی میں تخصیص و عید منہم کے ساتھ دوستی عقیدت اور ریات کی ہے
اور "میں نزاع نہیں ہے کہ کفر وہی دوستی ہے جو عقیدت اور ریات کے راہ سے ہو یا نہ حصہ دوستی
عقیدت اور ریات کا اور نہیں معنی میں جو جناب سید احمد خان صاحب نے تحریر فرماتے ہیں یہی
محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۵۰ میں تفسیر کشف سے قول ہے
من صوحان کا نقل کیا ہے کہ خلاص ہوسن سے کہہ اور خلق کا فواد خارج سے سوا دیکھنا نہیں ہے کہ
محبت من حیث الدین کا فواد سے درست ہے حسن خلقی اور چہرہ اور محبت اور چہرہ اور خلوص کے معنی محبت
من حیث الدین کہنا صرف ایجاد اور اختراع جناب سید احمد خان صاحب کا ہے پس آیت دوم
یعنی آیت کریمہ یا ایہا الدین اموا لا یخمدوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین میں اولیاء سے محبت من حیث الدین

مراد لیا تقیید اطلاق بدون دلیل تقیید بقضای ہوا ہی نفسانی ہے اور تفسیر قرآن کی ساتھ راسی کے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۷ میں لکھا ہے آیت سوم ہی منافقین کے حق میں وارد ہو
 انتہی سے اسکا جواب دی ہے جو بیان آیت اولے میں لکھا کیا اور جناب **سید احمد خان صاحب**
 جو صفحہ ۸۸ اور صفحہ ۸۹ میں لکھا ہے کہ چوتھی آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہو ستر
 ٹری صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بھی موجود تھے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتھ حلیف انہی
 دینی بہائی تھے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچھ حال نصرت کا لکھ بھیجا تھا کہ انکا مال و اسباب حال
 کو بچھ سب مکہ میں تھے وہ خط پکڑا لیا اور انہوں نے جب حضرت نے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 یہ جلد ہی کھینچی جھڑپ میں ہوں گی یہ خوش خوش قریش میں اور تمہارا انکا دینی بہائی اور نہ تمہارے لوگے قوم میں اور
 جتنے لوگ آپ کے ساتھ مہاجرین میں ان سب کی قرابت ہے حمایت کرتے وہ انکی اہل اور انکے
 مال کی تولیت کیا میں نے کہ جب کہ قوت ہے مجھ میں نصب اور نہ تو کر دین انکے ساتھ ایک احسان
 کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کی سونہیں کیا میں دین سے مرتد ہونے کے لئے اور کفر کے ساتھ غمے کے
 سلیے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اسے سچ فرمایا تم سے پوچھا حضرت عمر نے مجھ کو اجازت
 کہ مہرون میں گردن بس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود رہا اور کیا معلوم ہے مجھ کو شاید
 مطلع ہوا اللہ تعالیٰ اور پر جو بدر میں تھی سو کما اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کر دین بخشد یا لگو پس
 نازل ہو یہ سورہ یا ایہا الدین اتوالا تختہ زاد عدوی وعدوکم اولیاء یملکون الیہم بالحدود انتہی سو یہ صحیح مخالف
 ہے مرقوم جناب **سید احمد خان صاحب** کے کہ مولات منوعہ کو صفحہ ۸۷ میں حصر کیا ہے
 مولاء من حیث الدین اپنی فخر میں اور ظاہر ہے کہ مولاء حاطب بن بلتعہ کی اس راہ سے نہ تھی کہ میں
 کے دین کو وہ بہت اچھا جانتے ہوں سو اس مولات سے ہی اللہ صاحب اس آیت میں منع فرمایا تو
 معلوم ہو گیا کہ مولاء ممنوعہ منحصراً مولات من حیث الدین میں نہیں ہے اور لطف یہ ہے کہ جناب **سید احمد**
خان صاحب نے اپنی کلام سابق کو بہو لکھ بیان صفحہ ۹۶ میں اعتراف بطلان اس حصر کا دیا چاہے
 لکھا اب غور کرنا چاہیے کہ اگر یہ بیروت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین تھی منع ہوئی مگر جو کہ یہ بیروت من
 حیث الدین نہ تھی تو من قبولم منکم فانہ ستم میں داخل نہیں ہوئے انتہی اور جناب **سید احمد خان**
 صاحب نے جو صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے

فی سنتہ شیعہ یعنی روایت کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کی سنہ اٹھ ہجری میں تھی اور تھی امیر مکہ بن قتیبہ بن سید اور نزل اس
سورہ کا یعنی سورہ توبہ کا تہا سنہ نوین پہ قریب نازل ہوئی اس آیت کے بعد آیت سید کے بعد الفاسد
علی الفاسد ہے تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر میں قوادہ سے مروی ہے کہ کماقتادہ نے
منشیہ آیت القتال یعنی منسوخ کر دیا ہے اس آیت کو آیت قتال نے اور ابن العربی مالکی جناب سید احمد خان
صاحب کی مستند نے کتاب النسخ و المنسوخ میں لکھا ہے کل ما فی القرآن من الصغ عن الکفاد
والتحولی والاعراض والکف منهم فهو منسوخ یا یہ لیسف وہی فاذا النسخ الاشر الحرم فاقولوا المشرکین اللاتۃ تہی
یعنی کل جو قرآن میں پہلوتی کرنا کافرون سے اور توبی اونسے اور روگردانی کرنا اور بندہ اونسے ہے سو
وہ منسوخ ہے ساتھ آیت سب کے اور آیت سیف فاذا النسخ الاشر الحرم فاقولوا المشرکین آیت تک
ہے اور ایسا ہی مذکور ہے تفسیر لقمان میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۹
میں لکھا ہے کہ پس یہ آیت یعنی قلا تعبد بعد الذکر می مع قوم الظالمین ایسی مجلسوں کے نسبت ہے
جس میں دین کے اور پراستہ راہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت لغویاً بالبدلتا کچھ پہلا
کہا جاوے یہاں تک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھ دیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اس وقت
اوس مجلس میں بیٹنا کچھ مضائقہ نہیں ہے لہنتے سو اگرچہ سبب نزول اس آیت کا اسی قسم کی مجلسوں میں
بیٹنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عموماً قوم الظالمین کے ساتھ بیٹنے سے منع فرمایا ہے اور
خصوصاً سبب قانع عموم نفل کا نہیں ہوتا ہے اور تفسیر کشاف میں نیزیل حتیٰ بخوضانی حدیث غیر
غلاباس ان بحالہم جنتہ مرقوم ہے نہ نیزیل اس آیت کے کہ ان کے بعد ہے اور تفسیر احمدی میں
اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے و الظالم من کلام الفقہاء ان اللاتۃ یاقیۃ وان القوم الظالمین لیم اہتدع
والفاسق والکافر والظہور حکم متنع اور ظاہر کلام فقہاء سے یہ ہے کہ یہ آیت باقی ہی غیر منسوخ ہے اور متنع
قوم ظالم عام ہے مبتدع اور فاسق اور کافر سے اور بیٹنا ساتھ ہر ایک کے انہیں سے متنع ہی اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ اب ہم بہ بات فرض کرتے ہیں کہ
مواکلت کسی قسم کی تو ذر کا باعث ہوتی ہے اور یہی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تو وہ باہمی وجہ کا ہی ہو جناب
آیات سابقہ کے منسوخ ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت و طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم و
لکم حل لہم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب

کما کما نیکو اور ہمارا کما نا کو حلال ہے تو اشارہ انص صریحا اور جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس
 بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا توہید و بت نہ ہو تو یہ آیت و ان تمام آیات کے لئے مخصوص ہوگی اور
 مواکلت جائز ہے گی استنباط اول اس آیت کو اشارہ انص کہ نفس انعم سے نعتہ بلا قصد اور سوق کے
 ثابت ہوتا ہے جواز مواکلت پر کما نیکو غلط ہے ہاں بقدر القیاس اس آیت سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب
 کما کما نا اور کو اپنا کما نا کما نا جائز ہے باقی جواز ان کے ساتھ بظہیر کے کما نیکو کہ معنی مواکلت کے ہیں یہ
 آیت سے ہرگز ثابت نہیں ہے دوسرے اگر بالفرض یہ آیت جواز مواکلت بردالت کرتے اور مواکلت
 میں توہد و منوع ہوتا تو کیا ضرورت تھاکہ یہ آیت مخصوص ان آیات کے جو منع توہد و پر دال ہیں پھر بلکہ
 ہو سکتا تھا کہ یہ آیت منع ان آیات سے ہو جائے جیسا کہ عبداللہ بن عمر ببا آیات منع توہد کے
 کما نیکو کما نیکو جائز نہیں کہتے ہیں ہر اس آیت یعنی طعام الذین اتوا الکتاب حل حکم میں کئی طرح سے کلام
 ہے اول یہ کہ تفسیر طعام میں مفسرین کے تین قول ہیں پہلا یہ کہ طعام سے ذبیح مراد ہیں دوسرے
 یہ کہ طعام سے روٹی اور میوے وغیرہ مراد ہیں تیسرے یہ کہ طعام سے سب کھانے کے
 چیزیں مراد ہیں چہ طعام سے متباہرہ بیجہ اور اسکا گوشت نہیں ہے اس لئے کہ عرف میں مطلق طعام کا اس
 نہیں آتا ہے لیکن اکثر علماء اسی پر ہیں کہ مراد اس سے ذبیح ہیں پس خصم کو گنجائش ہے کہ لانا کہ تم سے
 سے کہ مخاطب اوس میں مسلمان ہیں اس آیت کو قول اکثر علماء پر منع کبی اور قول ثالث پر مخصوص دوم اختلاف
 فقہاء کا اس میں ہے کہ مراد اہل کتاب سے کل اصناف و مطلق اہل کتاب کی ہیں یا بعض اصناف و دونوں نوع کے
 بعض نے کہا کہ مراد اہل اصناف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اہل کتاب سے و اہل کتاب میں جو الوہیہ مسیح
 یا عری کے قائل نہیں ہیں مستصفا میں من سطور ہے قالوا بنی اکل اذالم یعقد مسیح الہما واما اذا
 اعتقدہ فلا انتہی یعنی کہا ہے فقہانے یہ یعنی حلال ہونا نصرانی کے توحید کا جب ہے کہ نہ اعتقاد کتاب
 نصرانی مسیح کے الہ ہونیکا اور اسی چہ کہ اعتقاد کتاب نصرانی مسیح کے الہ ہونے کا تو توحید اور سکا حلال
 نہیں ہے اور مسیح و شیخ الاسلام میں مذکور ہے بحیب ان لانا کا کو ذبیح اہل کتاب انما اعتقدوا ان مسیح الہ
 وان عزیر الہ والاشتر و جوفنا ہم وفیل علیہ الفتویٰ یعنی واجب ہے کہ نہ کہا اہل کتاب کے ذبیح کے
 ہوئے کو جب کہ اعتقاد رکھتے ہوں اہل کتاب اسکا کہ مسیح الہ ہے تو منیر الہ ہے
 اور یہ نکل کر دو کی عورتوں سے کہا گیا ہے کہ اسی پر فتوے ہے اور تفسیر طبرستان میں ہے

الطهارة من الملوحة والكتاب في الملية مودوم بدليل قوله تعالى ولا تشركوا المشركا حتى يؤمنوا والقول بان
 حرمة نکاح الشترک نہ مشرک فی حق اہل الکتاب خاصہ ہندہ الایۃ بعد جدا اذ لا فرق بین مشرک و مشرک قال تعالیٰ
 وقال الذی یؤدی غیر ابن اعدو قال النصارى مسیح ابن اعدو قد قبل ان القائل بذلك طافقتین ابن السیود
 النصارى الکلام قال ابن ہام ویدارنا مصر حرم بالقریۃ عن نولک والتوحید والما النصارى فلم ار الا من یصرح
 بالانیۃ وما ذکر من قول علی رضی اللہ عنہ فی منع اکل ذبیحۃ یغلب و سناکتہ نسائیم یوحید یا قلنا انتہی یعنی ظاہر یہ ہے
 کہ مرد اہل کتاب سے آیت و لمحضات من الذین او تو الکتاب میں مودعین اہل کتاب میں بدلیل قول خدا تعالیٰ
 ولا تشکوا المشرکات حتی یؤمنن کے اور قول بان یطو کہ حرمت نکاح کرنے کی ساتھ مشرک عورت کے منع ہے
 حق میں خاص اہل کتاب کے ساتھ آیت و لمحضات من الذین او تو الکتاب کے بعد یہ یقیناً اسلئے کہ نہیں
 فرق ہے وہاں مشرک کتابی اور مشرک غیر کتابی کے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے اور کہا یہود نے کہ عزیر بیٹا اعد
 کا ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ مسیح بیٹا اعد کا ہے اور تحقیق کہا گیا ہے کہ فاعل ساتھ خدا کا بیٹا ہونے مسیح اور عزیر
 کے دو گروہ ہیں یہود اور نصاریٰ ہیں نہ سارے یہود اور نصاریٰ کے کہا ابن ہام نے اور یہود ہمارے ملک کو
 تصریح کر دیا ہے میں ساتھ تنزیہ خدا تعالیٰ کے اس سے اور ساتھ توحید کے اور اسے پر نصاریٰ سے سوچا
 نیے انکو گمراہ کو کہ تصریح کرتا ہے ساتھ انبیاء کے اور جو ذکر کیا گیا ہے قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا متبع
 بیچ نصاریٰ تغلب کے بیچ کہا نے اور انکی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے تاکید کرتا ہے اوسکی
 جو کہا مجھے سوم عداوات نصاریٰ سے بیچ نہیں ہے اور طعام اہل کتاب سے جیکے نزدیک مراد بیچ
 اوسکے ہیں وہ طعام نصاریٰ کا جو متعلق بیچ سے اوس طعام اہل کتاب سے جو حلال ہے نہیں ہے اور
 آیت کہ یہ طعام الدین او تو الکتاب حل لکم اوسکی حلت پر دلالت نہیں کرتی ہے اور جیکے نزدیک مراد مطلق
 طعام ہے اوسکے نزدیک یہ آیت مخصوص ہے اس طعام نصاریٰ سے اسلئے کہ حلت گوشت حیوانات
 بیخ کاہ شرط ہے اور کاہ اختیاری بالاجماع منحصر ہے بیخ اور غیر منفتح الباری شرح
 صحیح البخاری میں یہ قوم ہے اما المقدور علیہ فلا ینجح الا بالانجیح او بالخراجا ما استے یعنی جو جانور کہ
 قدرت ہے اوس پر نہیں مبلع ہے کہانا اوسکا مگر ساتھ بیخ یا خر کے بالاجماع فوارسل میں مبلور ہے
 الجوسی اور النصاریٰ اذا دعلوا الی طعام نکرہ افا جابہ فلان قال اشتریت اللحم من السوق لان الجوسی بیخ الخنفقہ
 والموثوقہ والنصرانی الذی جیہ لہ دانا یا کل ذبیحہ لاسلم الخنفقہ یعنی جوسی یا نصاریٰ جب بلا کے کسی مرد کو طرف

کھانے کے توکر وہ ہے قبول کرنا اور سبکی دعوت کا اگرچہ کہ وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدتا ہے مین نے گوشت کو
بادلار سے اسلئے کہ مجوسے درست کرتا ہے گلا گھونٹے ہوئے کو اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی مین
ہے ذبیحہ اور سکے لئے اور سوا اسکے مین ہے کہ کھاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گھونٹ و التا ہے اور عقادی

قاضی خان مین مسطور ہے وقال بعضہم اذا دعا المجوسی او النصرانی الی طعامہ کیر المسلم ان یأکل ان قال

اشتریت اللحم من السوق لان المجوسی یبیع الخبثۃ والموقوفۃ والنصرانی لا یشیعہ وانما یأکل ہو ذبیحہ المسلم او حیوان اور کہا
بعض فقہائے جب بلائے مرد مسلمان کو مجوسی یا نصرانی طرف اپنے کھانیکے کردہ ہے مسلمان کے لئے
کہ کھائے اگرچہ کہ وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدتا ہے مینے گوشت کو بازار سے اسلئے کہ مجوسی مباح جانتا ہے

گلا گھونٹے ہوئے اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی مین ہے ذبیحہ اور سکے لئے اور سوا اسکے
مین کہ کھاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گھونٹتا ہے چہارم فرما اگر نصاریٰ دیکھ ہی کریں تو عادات اونکے
سے ہے ترک التیمہ کا عہد اور ترک التیمہ عہد سے مخصوص ہے طعام اہل کتاب اسلئے کہ نزدیک مجبور
کے ترک التیمہ عہد حرام ہے ہو جب حکم آیت کریمہ ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے تفسیر

ابن الکمال مین بذیل اس آیت کے مرقوم ہے وانما یذکر اسم اللہ علیہ عہد کا ان ترک

القسمہ اونیانہ قال ابن عیاش وجماعہ وروی عن ابی الدرداء وعباد بن الصامت وجماعہ من التابعین

انما منوۃ بقولہ تعالیٰ وطعام الذین اتوا الکتاب حل لکم واجازہ ذبایح اہل الکتاب وان لم یذکر اسم اللہ علیہا

والاسمی ذلک منہا بل ہو تخصیص مروی عن علی عاصیہ وابن عمر ان الایۃ محکمہ ولا یجوز انما ان ناکل ذبایحہم

الاما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی ظاہر اس آیت سے حرام کر دینا ہے اس جانور کے کھانیکو کہ وقت ذبح کے اوپر

نام اللہ کا ذکر کیا گیا ہو عہد ابو ترک شتمہ کا یا انیانہ اور ساتھ اسکے قائل ہوا ہے ابن عیاش اور ایک جماعت

اور روایت کیا گیا ہے ابی الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور ایک جماعت تابعین سے کہ یہ آیت منوۃ

ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ وطعام الذین اتوا الکتاب حل لکم کے اور جائز کر دینا ہے اس جماعت نے

ذبایح اہل کتاب کو اگرچہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا اوپر او بنین نام رکھتے ہیں ہم اسکو نسخ بلکہ یہ تخصیص

ہے اور روایت کیا گیا ہے حضرت علی اور حضرت عاصیہ رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت

محکم ہے او بنین جائز ہے ہمارے لئے کہ کھائیں ہم ذبایح اہل کتاب کے کردہ ذبایح کو ذکر کیا گیا ہو

نام اللہ کا اوپر اور ہر ایک مین مسطور ہے وان ترک الذبایح التیمہ عہد فالذبح میتہ لا توکل وان ترک کھانیا

لا یحل وقال الشافعی اکل فی الوحین وقال مالک لا یحل فی الوحین یسلم وکتاب فی ترک التیمیہ سوانہ اور
 اگر ترک کیا تو بیچ کر بیوا سے نے تمیہ کو پس زوجہ مراد ہے نہ کہا یا جاوے اور اگر ترک کیا تمیہ کو ہو کر کہا یا جائے
 اور کہا شافعی نے کہا یا جاوے دونوں صورتوں میں اور کہا مالک نے نہ کہا یا جائے دونوں صورتوں میں
 اور سنان اور کثابی دونوں ترک تمیہ میں برابرین اور یحییٰ نے شیخ کثیریہ میں کہا ہے وکلم کثابی
 خیر سوانہ پس سنان اور کثابی دونوں ترک تمیہ میں برابرین اور یہ المختار حاشیہ در مختار میں مرقوم ہے
 ولا یحل زوجۃ من غیر ترک التیمیہ لکن کتابیا انصل القرآن ولا نقض الایمان من قبل الشافعی علی ذلک واما کثابہ
 فی الناسی ولا یحل الا لیسع غیر الایمان وکذا فی القاضی بکواز سیدہ لا ینقض الذمین حلال ہے زوجہ اس کا جسے عہد
 ترک کیا تمیہ کو مسلمان ہو یا کثابی بسبب نفس قرآن کے اور سیدہ انقضایہ جامع کے اونسے جو پہلے تھے
 شافعی سے نہ حلال ہوئے نہ زوجہ تارک التیمیہ عہد پر اور سوا اسکے نہیں کہ تمنا خلاف ہونے والے میں اور
 اسی لیے کہا ہے عہد سے کہ نہ سنا جائے اس میں اجتناد اور اگر حکم دے شے قاضی ساتھ جائز ہونے کے
 بیع کے تو نافذ نہ ہو حکم قاضی کا باوجود جبکہ کہ حالت موقوف ذبیح پر ہے وہ چیز نصارے کے میان کی کہ
 خال حال اسکے سے عدم ذبیح اور ترک تمیہ ہے نہ کہ مانا چاہیے مگر یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ دونوں نے
 اہلکوی بطور ذکاہ شرعی بہ تمیہ بیچ کیا ہے خطاب نے شرح معنی ابلی وکذا وہین بذل حدیث عائشہ
 کے کہ درباب گوشت نو مسلموں کے الی ہے کہا ہے فیہ دلیل علی ان التیمیہ غیر شرط علی الذبیحہ لکن کانت
 شرط لم تستج الذبیحۃ بالامر مشکوک فیہ کما لو عرض الشک فی نفس الذبیح فلم یعلم بل وقعت الذکاۃ المقبوضہ لا
 یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اگر کہ تمیہ غیر شرط ہے زوجہ پر اس لیے کہ تمیہ اگر ہوئے شرط نہ مباح ہوتا
 زوجہ ساتھ امر مشکوک فیہ کے اسلئے کہ عرض کیا تھا ہے کہ کہو معلوم نہیں ہے کہ ذکر کے فیہین زوجہ
 پر نام اللہ کا یا نہیں باوجود اسکے آپ نے اور کے کہانیکا حکم فرمایا جیسا کہ پیش آئے شک نفس ذبیح
 میں بہرہ جانا جائے کہ آیا واقع ہوئی ہے ذکاہ مستبروا نہیں تو مباح نہیں ہوتا ہے زوجہ اور مقتدر
 معالہ التفریق میں مرقوم ہے ولو کانت التیمیہ شرط لایاتہ لکان الشک فی وجودہا مانعاً من کھانا کالشک
 فی اهل الذریعہ اور اگر ہوتی تمیہ شرط واسطے اباحت کے تو ہوتا شک وجود تمیہ میں مانع کما فی زوجہ سے
 مانعہ شک کے اهل ذبیح میں اور تو ائیل میں مسطور ہے کل ابو طیح عن مضرانی و عار حلا اسے
 طعام وقال اکثریت اللحم من السوق انا کله قال ابو طیح سالت ابن ابی عروہ عن ذلک قال کل ہو کذا لک

[illegible]

اور وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے اپنے کتاب کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے جانا چاہی
 کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہ ہو مسلمان کے نلال اور درست ہے اور اسکا کمانا جائز
 و مباح ہے خواہ ہم اسکا بھجوا سکیں اور انہیں کا پکایا ہوا اپنے گھر لے آئیں جائز و مباح ہے خواہ ان کے
 یہاں جا کر کھا دیں خواہ ہم اکیلی کھا دیں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھ کر کھا دیں اور وہ کمانا قسم لحوم طیبہ
 سے ہوا از قسم خوب و شیرینی وغیرہ انتہی سوا سمین و طرح سے کلام ہے اول یہ کہ طعام اہل کتاب بانصورت
 اس ملک اور اس زمانہ کے فسادات کا اگر قسم لحوم سے ہے اور کمانوں پختہ یا غیر پختہ سے کہ جنہیں خطا تھا
 محرم یا اور کا قطع نجاسات ممکن ہے یہ معلوم ہوتا کہ محرمات شرعیہ سے نہیں ہے نہ تو اسلئے کہ غالب حال
 اور کما عدم فرج اور ترک تسمیہ اور اکل خنزیر اور شرب خمر اور استعمال اور محرمات اور نجاسات کا ہے اور جبکہ حال
 اور کما یوں ہے اور وہ ان چیزوں کو حلال اور پاک سمجھتے ہیں تو انکو اپنے اس قسم کے کمانوں کا ان چیزوں
 کے خطا و غلطی سے بچانا کیا ضرور ہے پس نظر اسلئے غالب حال کے اس کمانیکے محرمات شرعیہ سے
 نہ ہونے کا علم کیونکر ہو سکتا ہے دوسرے بفرض حلت طعام اہل کتاب عموماً اس کے یہاں جا کر کمانا اگرچہ
 دوستی کی راہ سے ہے تو اس کے ابا صاحب نہیں کلام ہے کہ حکم اسکا حکم دوستی کہ نہیں کیا ہے ساتھ اہل
 کتاب کے اور علیٰ نذر القیاس حال ہے انکے ساتھ بیٹھ کر کمانیکا بانصورت ہمارے ملک کے فساد
 کے ساتھ کہ دوستی ہی کی راہ سے ہوتا ہے اور یہی محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان صاحب

نے جو صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے فی الترمذی سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصارى فقال لا یخلفن فی صدک
 طعام ضارعت النصارى انتہی سوا اس حدیث سے ترمذی اگرچہ نصحت طعام اہل کتاب کی سمجھا ہے لیکن
 ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث میں منع ہے کمانے طعام نصاریٰ سے سبب مشابہت کے ساتھ نصرت نہ کر
 پس ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ چھپے نیرے دل میں سا ہونیک
 کے حسرت اس طعام کے کہ مشابہ ہوتا ہو تو اس میں نصرت کے
 سیوطی نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے قال ابو موسیٰ المدنی انہ منع وثک انہ سال

عن طعام النصارى فکما اراد ان لا یترک فی قلبک شک ان ماشا بہ بالنصارى حسام الوضیث او کذا
 یعنی کمانا ابو موسیٰ مدنی نے کہ یہ منع ہے نصاریٰ کے طعام سے اسلئے کہ پوچھا طلب ہے آنحضرت
 سے طعام نصاریٰ کے کمانے سے سو ظن میرا ہے کہ آنحضرت نے ارادہ فرمایا ہے اپنے دل

لایحکون فی حدیث کی طعام مضارعت النصارۃ تہ سے او سبکے جواب میں کہ نہ متوک ہو تیرے دل میں شک نہیں
 کہ جو کمانا کہ مشابہ ہوے تو بسبب او سکے ساتھ نصاری کے حرام ہے یا خبیث ہے یا مکروہ ہے اور
 ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے لفظی التردوین کو زہا جاؤ سو غوا از اثبت فیہ المذہب
 بعد ذلک میں اقسام المنوع لایا فیہ ولہذا جزم بعضہم بان سیاق الحدیث لایناسب الاذن وانما یناسب المنع
 یعنی لفظی تردو کی در بیان ہونے طعام نصاری کے مباح یا منوع جب ہے کہ ثابت ہو چکا ہو منع اور ترد
 بعد ثابت ہونے منع کے در بیان اقسام منوع کے کہ حرام ہے یا مکروہ نہیں منافی ہے لفظی تردو کے
 مباح اور منوع ہونے میں اور اس لئے جزم کیا ہے بعض شارحین نے حاتم اسکے کہ سیاق حدیث
 مناسب نہیں ہے اذن کے اور سوا اسکے نہیں کہ مناسب ہے منع کے اور جمع البیاض میں مسطور
 ہے قالہ لعدی صین ساعد عن طعام النصاری فکانہ اراہ لایحکون فی قلبک شک ان ما ثبت بہ النصاری
 حرام انجیث او مکروہ و ذکرہ الوردی فی احکام المسلمۃ واللام تم قال یعنی انہ لطیف و سیاق الحدیث لایناسب لہ
 فرمایا حضرت نے لایحکون فی حدیث طعام مضارعت النصارۃ کو اس وقت کہ پوچھا اونسے آنحضرت سے
 طعام نصاری سے سوگمان میرا یہ ہے کہ مراد کیا حضرت نے اس قول سے یہ کہ نہ حرکت کرے تیرے
 ولین شک امین کہ وہ کمانا کہ مشابہ ہو تو بسبب او سکے ساتھ نصاری کے حرام ہے یا خبیث یا مکروہ
 اور ذکر کیا ہے اسکو ہر وی نے حارمہ اور لام میں یہ کہا اوسے ہر وی نے یعنی وہ کمانا لطیف ہی
 اور سیاق حدیث کا نہیں مناسب ہے لطیف ہونے کے باقی محل او سکا جو خیاب سید احمد خان
 صاحب نے اسی منوعین قتاوی عالمگیری اور فتح ستر المنان سے نقل کیا ہے
 وہ طعام ہے کہ حلال ہونا اور غیر مختلط ہونا او سکا بحورات اور تحباب متیقن یا مظنون ہو اور کمانا او سکا
 او سکے ساتھ بیٹہ کے اور بطور دوستانہ سو سوسو متیز ہونا حلال کا حرام سے اور پاک کانا پاک سے ہمارے
 ملک کے نصاری کے کمانے میں موجود سابقہ و شہار ہے اور خیاب سید احمد خان صاحب
 نے جو صفحہ میں لکھا ہے کہ جو شے کہ در محل حلال ہے وہ کسی کے سہی ہوتی ہو اور کسی کی پاک
 ہوتی جو ہم یا نا حاضرین ہو سکتی خود خیاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے یہاں کا پکا
 ہوا کمانا تناول فرمایا ہے اختہ سو جو شے کہ در محل حلال ہو وہ بھیجی جائے اور کمانے
 و شے کی بی اعتباری حکم ظن متغافل غالب حالی سے کیونکہ حرام اور ناجائز نہیں ہو سکتی ہے کہ کسی

صورت میں اوس حق کا وہی ہونا جو حلال ہے شہتہ اور نہ اس ساتھ حرام اور ناجائز کے ہونا ہے اور جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کبریٰ بھونی ہوئی ہو وہی ہو وہی کی کہ انی ہے اوس میں یہ اشتباہ اور التباس نہ تھا
 اس لئے کہ ان خصوصیات کو جو ہر دو کا حال معلوم تھا کہ وہ دونوں اس کے موافق کہاتے ہیں ان وقت میں کہ
 نام خدا کا لیتے ہیں اور وہ صرف کوہوں پر رکھ کر بونی گئی تھی اور کسی برتن میں ڈال کر کپائی نہیں گئی تھی کہ
 اشتباہ احتمالاً محرمات یا نجاسات کا اور میں ہوتا علاوہ برین ہو و خضر بنین کہاتے ہیں اور اشتباہ
 اپنے کہ بکروہ کہتے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب جو صاحب ہند کہاتے ہیں کہ اس کے حال
 چیز کو اگر ایک جگہ بشکیرہ مان اور شکر ہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہائیں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہوتی
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو بھی اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلایا ہے اتنے سو مطالعہ چیز اگر یہ
 اس وجہ سے فی انفسہ حرام نہیں ہو جاتی ہے لیکن کھانا اوس کا اس وجہ پر کہ شہتہ حرام اور ناجائز ہو جاتا ہے
 جہاں انصوحہ کے ہو سکتا ہے عیسے یحیٰی موجب اہل اللہ الصبیح کے حلال ہے لیکن بروز جمعہ بعد ہو جاتا
 نوان جمعہ کے حرام ہے اور ایسی ہے ولی زن منکوہہ سے حلال ہے لیکن وقت حیض اور نفاس کے
 حرام ہے اور ایسی ہی نماز بیچگانہ فرض ہے لیکن زمین مغصوب میں حرام ہے اور کوہا ان حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا کافروں کو ساتھ بیٹھا کر کسی روایت صحیحہ معتبرہ سے ثابت نہیں ہے اور وہ جو جناب
 سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے
 اوس روایت کے ثبوت میں کلام ہے مدعی صحت پر اثبات اوس کا لازم ہے اور جناب سید احمد خان
 نے جو صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے طلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوفے کاغذ ایک رکابی میں کہائیں
 یا ایک کا جوٹا روٹ کر کھائے بشرطیکہ کھانے کے وقت اوٹکا ہاتھ مونہ شراب یا اور کوئی جسم نجس میں
 آلودہ نہ ہو تو بھی اوس چیز کا کھانا حلال و جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم
 الثبوت ہے کہ سورۃ الانسان طہر استے سو ایک رکابی میں کھانا اگر مداخلت سے محل نزاع ہے
 اور دلائل اوس کے معتبرہ پر قائم ہیں چنانچہ بعض اونیہ سے اور پر معلوم ہو چکی ہیں اور مسلمان کہ کافر کا جوٹا
 کھلانے کے ساتھ سورۃ الانسان طہر کے دلیل لانا صرف عوام کو دہوکا دینا ہے و میان طہارت اور
 جواز اکل کے کیا ملازمت ہے بہت چیزیں طہر میں اور کھانا اور کافر دست نہیں ہے دیکھو جس طرح کافر نے
 باکول لیسیم کا سوای خضر اور آدمی کے پھونکا تو اس کے طہر ہے اور یہی طرح گوشت حالہ غیر کول لیسیم کا

اور اس آیت میں جو لفظ الذین اور تو الکتاب آیا ہے اس سے پہلے ہی یہود و نصاریٰ کے مراد ہیں چنانچہ بعضیوں کی
میں لکھا ہے ولعل الذین اور تو الکتاب انہود و انصاریٰ اس لئے تو معشور و مورد شہد اوئے کا یہ نہیں
ہے کہ اطلاق اہل کتاب کا اس زمانہ کے انگریزوں پر صحیح نہیں ہے اور اس قسم کے مذہب نے قرآن
نزل قرآن میں موجود نہ تھے بلکہ مراد یہودی کی یہ ہے کہ الذین اور تو الکتاب سے جو طالع الذین اور تو
الکتاب میں نصاریٰ اس سے اس سے خارج ہیں اور مراد اس آیت میں وہ اہل کتاب ہیں کہ
جسکی عداوت تنبیہ کے وقت فرج کی تھی اور وہ موحیدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے تو یہود و نصاریٰ
اب سب توحیدی کے قائل ہیں اور عزیر کی الوہیت سے منکر اور اویس کے عقاید میں اور مسلمانوں کے
عقائد میں نسبت حضرت خضر کے کچھ فرق نہیں ہے اور نصاریٰ کے بھی بعض فرق موجد ہیں لیکن
اکثر فرق نصاریٰ کے انبیاء سے کے قائل ہیں اور قول بعضیوں کا کہ منافی کلام مورد کے نہیں ہے کہ
مقصود بعضیوں سے تعظیم اہل کتاب نسبت یہود اور نصاریٰ سے دونوں نوع کی ہے نہ نسبت اصناف دونوں
نوع کی سو مورد تعظیم اول کا قائل ہے اور تیسری ثانی سے منکر باقی صفحہ ۱۳ میں جو کتاب سے نقل کیا ہے
و قیل جمع مطاعمر و لیس فی ذلک جمیع النصاریٰ اس لئے تو وہ قائل قیل کا ہے مورد و اسکو
تسلیہ نہیں کرتا ہے اگر مورد و تقلید عاکر امتو تو اسکو یہ بھی گنجائش تھی کہ کہتا الذین اور تو الکتاب سر
مراد وہ اہل کتاب ہیں کہ جو ایمان لاتے ہیں اور نہیں سے جیسا کہ عبداللہ بن عمر نے و احصاء من الذین
اور تو الکتاب میں فرمایا ہے مسلمان مومنین اہل کتاب کے کہنا نے میں شہدہ کرتے تھے خدا اس لئے
نے فرمایا کہ اسکا کہنا نگو حلال ہے اور تمہارا کہنا انکو حلال ہے اور غالباً منکر تقلید اسکا جواب وہ نہ ہو سکتا
مگر قصہ یہودی یہودی سے یہودی اس کے جواب میں کہتا کہ یہ قصہ نزول اللہ و انہ سے پہلے کا ہے یا کہنا
کہ اس نے فرج مسلمانوں کو راہ گمراہی اور باطل پرستی میں کہ نسبت فرج ہی ایک طرف یہود و انہ میں
ہے اور اس میں بالمشائخ اسکو گنجائش تھی کہ کہتا آیت و طالع الذین اور تو الکتاب اللہ و انہ سے پہلے کا ہے یا کہنا
صاحب نے جو صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے جو لوگ اپنے نہیں حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کے ہوتے
میں سمجھتے ہیں یا انکے تابع جانتے ہیں اور اپنے متبعین یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو اس کے خلاف
اور عقاید سے ہے ہوں وہ دونوں میں داخل ہیں جن پر کتاب اور ہی تھی اس لئے تو یہود و نصاریٰ
انہی کتاب سے اول انکا داخل ہونا چاہیو مگر یہودی کے قول کے منافی نہیں ہے مگر وہ مگر عدم

وحل ان اگر نہ دیکھا اور ان کتاب میں جگہ ذکر طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم میں ہے دوسرے توریت اور انجیل
 میں جو حکام مخصوص ہیں ابتدائیل او سکے نہ ماننے والے کو یودیون اور نصرانیون میں اور مساتیون اور عیسیائیون
 داخل کرتا منع ہے جسے قرآن کے احکام کا ماننے والے اور اسکے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا
 تا دہل جانے والیکہ مسلمان اور محمدی ہونا منع ہے دیکھو امید نشہ ذیابحہ نبی ثعلب کو کہ عرب کے
 نصاریٰ میں سے حرام کہا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے لا تأکلوا ذبائح نصاریٰ نبی
 ثعلب فانہم لم یمسکوا من النصرانیۃ بشئ الا بشہرہم انہم یعنی نہ کھاؤ ذبائح نصاریٰ ثعلب کے
 کہ اونہوں نے نہیں ہنک کیا ہے نصرانیہ سے ساتھ کسی چیز کے سوہے پیئے شراب کے
 اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ ہمارے یہاں کے فقہاء نے
 اونہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے جو تثلیث کے قائل ہیں اور صاف اوکلی تصریح کر رہی
 ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبح کے تصریح کہیں لبم اللہ الذی ثالث ثلثہ نووہ ذبیحہ حرام ہوگا
 ورنہ حلال آتے سو اول اقوال فقہاء کے ہمیں مختلف ہیں سب اشکاک یہ قول نہیں ہے کہ قائلین
 تثلیث کا ذبیحہ حلال ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا دوسری اس تصریح فقہاء سے یہ نہیں پایا جاتا ہے
 کہ جو نصاریٰ تثلیث کے قائل ہیں اونہیں کا ذبیحہ حلال ہے جو اس سے پایا جاتا ہے سوہے
 ہے کہ جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث کرے اوکا ذبیحہ نہ کھانا چاہیے کہ اوکا معتقد تثلیث ہونا
 معلوم ہو گیا اور جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث نہ کرے اوکو معمول اور اعتقاد توحید کے کر کے
 اوکا ذبیحہ حلال سمجھ لیتا چاہیے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۳-۱۴
 میں لکھا ہے کہ طعام کے معنی لغت میں گہیون کے اور تمام کھانیکے چیزوں کے ہیں گوشت ہو یا غلہ
 ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکے پاس جو گوشت ہوا اسکے حلال ہوئے ہیں تو کچھ شبہ تباہ
 نہیں بلکہ اگر مشبہ تباہ اس بات میں شبہ تھا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب سنجز کی کیا ہوا اوکا
 گوشت بھی حلال ہے پانہیں اور آیت و طعام الذین اولوا الکتاب او سکے حلت کے لئے نازل ہوئی
 تھی ہے تمام قسمیں کے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبیحہ اور تمام کھانیکے چیزیں ہیں نہ ہوتے
 سو ہمیں کہی کہ کلام سہ اول طعام کے معنی لغت میں گوشت کے کتب لغت سے کہیں
 معلوم نہیں ہوتے ہیں ان لغت میں طعام کے معنی یا گہیون کے ہیں یا کل جو ہے غلہ کے جو تباہ

جو خورش میں آئے ہیں اور غصہ اہل خباہین کیوں ہی کے ہیں اور بخون سے کھجور کے کئے ہیں

مشابہ حبسہ ریحی میں ہر قوم ہے الطعام عام فی کل ایقتنا من الخنطہ و الشیر و التمر و غیرہ و اہل ہذا علی ما عدا الخنطہ مستثنیٰ من الاكل بالمرئ لانه الغالب علی الخنطہ یعنی طعام عام ہے کل جویب اور غلات کو جو خورش میں آتا ہے گھبران اور جو اور کھجور وغیرہ سے اور اطلاق کیا گیا ہے حدیث صحاح میں طعام لاسمہ میں سو گھبران کے اور غلات پر سب مستثنیٰ کیوں کے اس حدیث میں مگر عالموں نے خاص کیا ہے طعام کو سنا کھجور کے اس لئے کہ کھجور غالب ہے اہل حجاز کے کما نوہن اور مجمع البحار میں ہے خرچ صدقہ لفظ

صحاح میں طعام ای بریسین تروہو مشابہ لان البرقیل عندہم وقال الخلیل ان اعلیٰ فی کلام العرب الطعام بالبر یعنی حدیث میں ہے کہ کھانے کے ہم صدقہ فطر ایک صاع طعام سے یعنی گھبران سے اور کہا گیا ہے کھجور سے اور یہی مشابہ تر ہے ساتھ حق کے اس لئے کہ گھبران کم ہے عرب الو سکے میان اور کہا خلیل نے کہ کھجور کا کلام عرب میں یہ ہے کہ طعام گھبران ہی ہے اور شمس الارباب میں مسطور ہے بعضہ تمام

جوب ہکول را طعام گویند بعض کسہم را خاصہ بلیل حدیث ابی سعید کما خرچ صدقہ لفظ فی عمدہ و ل

اسد صحاح میں طعام او صحاح میں اشیر و غیر طعام آب یا آب زمزم ملتے اور نوی نے شرح

صحیح مسلم میں لکھا ہے ان الطعام فی حرف اہل حجاز اسم للحنطہ خاصہ یعنی تختیق طعام عرف اہل حجاز

میں اسم ہے اور اسے خاص گھبران کے دوسرے ہو سکتا ہے کہ شہم ہو اس کے پاس کے جوب و

خلات اور یہ وجہ کے کھانے میں کہ یہ کما نا شاید بخور موالیٰ کو سکوات دلی منی عنای تو مکی حلت کے

لئے و طعام الذین اتوا الکتاب نازل ہو لہذا بعضے امیر زبیر نے طعام کے اس آیت میں یہی التفسیر کے

ہے اور ان کے پاس کے گوشت میں اور ان کے بیان کے پختہ گوشت اور کما نون میں تو لہذا نزول

اس آیت کے اس صورت میں کہ طعام سے مراد وحید ہے ہوا ہی تک بہت شبہی موجود میں کہ گوشت معلوم

نہیں کہ جانور حلال کا ہے یا حرام کا پر وہ جانور زکری ہے یا نہیں اور یہ وقت و کمانہ کے تسمیہ اور عہدہ

تروک ہی ملک کور اور اس گوشت کے ساتھ خون بھی مخلوط رکھا گیا ہے یا نہیں کہ خون کو نصارے کما فی

ہیں اور اور کما نون میں کوئی چیز حرام یا نجس مخلوط ہے یا نہیں کہ ان کو بہت حرام چیزوں اور نجس

چیزوں سے اجتناب نہیں ہے اور یہ جن تر خون میں وہ کما نا پاک یا گیا ہے وہ نجاسات اور محرمات کی

پاک ہے یا نہیں تفسیر سے موافق اس مورد کے تفسیر طعام کے ساتھ صرف ذباہ کی چاہیے نہ تسمیہ ذباہ

اور تمام کسانوں کی چیزوں کے جو تہ کذب اس فعل کا کہ تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذباج اور تمام کسانیکے چیزیں لین میں عبارت تفسیر متشیا پوری سے جو خود جناب سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ میں نقل فرمائی ہے ظاہر ہے کیونکہ طعام سے ذباج اور تمام کسانے کی چیزیں بعض مفسرین نے مراد لین میں جیسے کہ خبر در خاکہ وغیرہ بعض ایسے زیدہ نے مراد لیا ہے اور اکثر مفسرین نے صرف ذباج مراد لی ہیں عبارت تفسیر متشیا پوری کی یہ ہے اکثرہون علی ان المراد بالطعام الذی بالان قبل الآیۃ فی بیان الصيد والذباج ولان ماسوی الصيد والذباج مملکتہ قبل ان کانت الابل الکتاب وبعد ان صارت لهم فلا تبقی لتخصیصا فافادہ عن بعض ائیمہ الزیدۃ ان المراد ہوا الخیر والفاکدہ والاحتیاج منہ الی الزکاة وقیل انہ جمیع المطعومات یعنی اکثر مفسرین نے مراد ساتھ طعام کے ذباج میں اسلئے کہ ماقبل آیت صید اور ذباج میں ہے اور اسلئے کہ ماسوا صید اور ذباج کے حلال ہیں پہلے اس سے کہ اہل کتاب کے تہے اور بعد اسکے کہ اہل کتاب کے ہوجاتین تو ہمیں باقی ہے انکے تخصیص کے لیئے فایدہ اور منقول ہے بعض ایسے زیدہ سے کہ مراد طعام سے روٹی اور سیوا اور جو محتاج زکاة نہوے اور کہا گیا ہے کہ طعام سارے مطعومات ہیں اور فقیر کیسیر میں مرقوم ہے وہی المراد بالطعام وجوہ نمشہ الاول انہ الذباج یعنی کل لسا اکل ذباج اہل الکتاب اما الجوس عقد میں ہم شتہ اہل الکتاب فی اخذ الخیرۃ منہم دون اکل ذباج ہم وکحاح شامہم عن علی رضی اللہ عنہ انہ سل عن ذابح نصاری بنی ثعلب فقال لا تأکلوا لاسنم لمیوا علی النصرانیۃ ولم یأخذوا منہا الا شراب الخمر وہ اخذ الشافعی عن ابن عباس انہ سل عن ذباج نصاری بنی ثعلب فقال لا تأکلوا لاسنم وہ اخذ ابو حنیفہ والوجه الثانی ان المراد ہوا الخیر والفاکدہ والاحتیاج فیہ الی الزکاة وہ منقول عن بعض ائیمہ الزیدۃ ثالث ان المراد جمیع المطعومات والا کثرہون علی القول الاول وجوہ اولک من وجوہ اور مراد میں ساتھ طعام کے تین وجہ ہیں وجہ پہنے یہ ہے کہ طعام ذباج میں یعنی حلال ہے بلکہ کمانا ذباج اہل کتاب اور ای پر مجوس سوجاری رکھا گیا ہے ساتھ اسکے طریقہ اہل کتاب کا اخذ خیرہ میں روٹنے نہ کہا ہے میں انکے ذبیحہ کے اور کحاح کر نہیں اوکی عورتوں سے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ بچوال کے گئے ذباج نصاری بنی ثعلب سے سوکھا انہوں نے کہ نہ کماؤ ذباج نصاری بنی ثعلب کے اسلئے کہ نصاری بنی ثعلب نہیں ہیں نصرانیت پر اور نہیں لیا ہے انہوں نے نصرانیت میں سے مگر پیئے شراب کو اور ساتھ اسکے اخذ کیا ہے امام شافعی نے اور روایت ہے

ابن عباس سے کہ وہ سوال کئے گئے ذابیح نصاریٰ عرب سے سوکھا اونٹوں نے کہ نہیں ڈرے
 اُنکے ذابیح کے کمانے میں اور ساتھ اس کے اخذ کیا ہے امام ابو حنیفہ نے اور وجہ ثانی یہ ہے کہ مراد
 طعام سے روٹی اور سیوہ اور جو چیز کہ نہ احتیاج ہو اور میں طرف زکاۃ کے اور یہ منقول ہے بعض ائمہ زہد
 سے اور ترجمہ یہ ہے کہ مراد طعام سے سارے کمانے کی چیزیں ہیں اور اکثر مفسرین پہلے قول پر
 ہیں اور ترجیح دیا ہے علمائے اس قول کو چند وجوہ سے اور جناب سید احمد خان صاحب
 نے جو صفحہ ۴۸ میں عبارت تفسیر نیشاپوری کو یوں نقل کیا ہے وعن بعض ائمة السریہ
 ان المراد هو الخبز والفاكهة والاحتیاج منه الذکاۃ استنتی اور یہ ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکھا کہ سر اس میں یہ ہے
 کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور سیوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اُنکے ذبح کی نہیں ہے استنتی سو عجیب
 لطف کی بات ہے کہ ائمہ الزہد یہ کو ائمہ السریہ پڑ کر ترجمہ اوسکا یہ کر دیا کہ سر اس میں یہ ہے اور کچھ مطلب کو نہ سمجھا
 کہ کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ وہی قصائی
 اور وہی ذبیح جو ہمارے کمانے کے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے بیان ذبح کیا ہوا گوشت دیتے
 ہیں استنتی سو ہمارے قصائیوں کے گوشت دینے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ گوشت بکا
 ہوا وہی ہمارے قصائیوں کا دیا ہوا ہو کیونکہ اُنکے بیان کا گوشت مقصود گوشت ہمارے قصائیوں
 کے دیتے ہوئے پر نہیں آتا اُنکے بیان گوشت سوکا بھی کہتا ہے اور وہ ہمارے قصائیوں کا دیا ہوا
 یا کب نہ نہیں ہوتا ہے تو جیسے سوکا گوشت اُنکے بیان کا دیا ہوا کہتا ہے ویسے ہی چوٹ
 سے اور گاگھوٹ کے ارے ہوتے کا اور متروک التسمیہ عام کا بھی گوشت اُنکے بیان کہتا ہے
 پر جناب سید احمد خان نے جو اسی صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ طعام اہل کتاب تبصیر میں
 خدا تعالیٰ نے ہم پر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں ایشیہ سی اور اصول
 کا مسئلہ ہے کہ یقین شہدہ سے زائل نہیں ہوتا ہے لہذا جو جب کہ مراد طعام اہل کتاب
 سے ذبیحہ اہل کتاب ہے تو جبکہ کہ غلط ہو نا معلوم نہ ہو وہ اوس طعام اہل کتاب سے کہ بعض
 صریح خدا تعالیٰ نے ہم پر حلال کیا ہے کیونکہ جو سکتا ہے پس اسے طعام کی حلت کا قائل ہو جائے امر
 مشکوک پر یقین کر کے اوسکو مورد نص نہیں دیتا ہے اور یہ سب صفحہ ۹۹ میں عبارت معالہ
 استغنیٰ خطابی اور تفسیر معالہ التشریل کی نقل کر چکے ہیں اوس صاف معلوم ہوتا ہے

کہ جس جانور کا بیج مشکوک ہو اور سپر حکم حلت کا جاری نہیں ہو سکتا سوچو جانتیکہ حادثہ ان اہل کتاب
 معلوم ہو کہ بیج نہیں کرتے ہیں کہ بصورت میں جن مستفاد غالب حال سے مرجع جانب مذکور بیج ہوگا ہوگا
 بالحدیث قائل ہوئے ہیں اساتذہ عدم حلت اس طعام کے ازالہ کسی یقین کا شبہہ سے نہیں سبب تاکہ مخالفت
 قاعدہ اصول کی لازم آئے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵۱ اور صفحہ ۱۵۲
 ۱۶ میں لکھا ہے اور ابو داؤد میں باب احسن لایری اور اسمعہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے
 یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قومًا حدیثیہ عمد بجاویہ یا تو نابلحان لانی اذکر واسم علیہ
 ام لم نیکروا انکمل منها فقال رسول اللہ صلعم سوا اللہ وکلو اگرچہ یہ حدیث نو مسلموں کے باب میں ہے
 لیکن جب اہل کتاب کا بیج کیا ہو گوشت کھانا یا سبزی درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اس وقت اس بات
 کے نہ معلوم ہونے سے کہ آیا موجب قاعدہ کے بیج ہوا ہے یا نہیں اور سکا کھانا ناجائز نہیں ہے
 اتنے سوچ کئے ہوئے اہل کتاب کا حلال ہونا مندرج کئے ہوئے مسلمان کے مسلم ہے لیکن
 اس وقت کہ بیج ہونا اسکا موافق قاعدہ اہل اسلام کے معلوم ہو اور جب کہ اسکا بیج ہونا بقاعدہ اسلام معلوم
 نہ ہو تو وہ مندرج کئے ہوئے مسلمان کے کیونکر ہو سکتا ہے مسلمان کا بیج کیا ہوا تبہ حال و بصورت عدم
 علم خلاف طریقہ اسلامی پر معمول ہوگا کہ مسلمان کے فضل کو حتی الامکان محل مسیح پر حمل کرنا چاہیے لہذا ابن حجر
 نے اس حدیث عائشہ کی شرح میں لکھا ہے فیہ ان ہذا بحدیث مسلم یوکل یوکل علی انہ سبی اللان اسلم لاطین برنی
 کل شئی الا اخیر حتی تبیر خلاف ذلک ذکرہ ابن حجر فی فتح الباری اس حدیث میں ہے کہ جو جانور حلال
 کہ بیج کیا ہو اسکو مسلمان نے کھایا جاوے اور حمل کیا جاوے اسپر کہ اس مسلمان نے نام اسکا وقت
 بیج کے ذکر کر لیا ہوگا اسے کہ مسلمان کے ساتھ گمان نہ کیا جائے کسی کام میں گونیک تاکہ ظاہر ہو
 خلاف اسکا ذکر کیا ہے اسکا ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ابو یوسف
 علیا نے کہا ہے کہ شاید آنحضرت کو حال اور نو مسلموں کے تسمیہ کا معلوم ہو اگرچہ یائنین کو معلوم
 تھا مگر آنحضرت نے اس کے لائے ہوئے گوشت کی کھانیا حکم فرمایا ابن حوزی نے تحقیق میں
 لکھا ہے وانما الظاہر انہم کانوا یسبون انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نو مسلم تھے ذکر کرتے نام خدا کا وقت
 بیج کے علاوہ برین اہل کتاب کے پاس کے گوشت میں تو اعتقاد نفس میں ہے کہ آیا بیج ہوا
 یا نہیں اور ان نو مسلموں کے گوشت لائے ہوئے میں نفس بیج کا شک نہ تھا بلکہ صرف ذکر نام خدا کو

او سکے ویک کا شبہ تھا لہذا سائنسین نے خدمت میں آنحضرت کے یوں عرض کیا کہ لاندی اوگر داہم علیہا
 ام لم یکرہوا اور یہ نہیں کہا کہ لاندی ازبجوا ام لم یذبحوا اور نہ کوکبہ مختلف قبیہ بخلاف غیر ذبیح کی کہ بالاجماع
 حرام ہے اور محل عبارت عالمگیری جو صفحہ ۱۶ میں منقول ہے وہ جانور ہے کہ نہ ذبیح ہونا اسکا بقاعدہ
 شرعیہ معلوم نہ ہو شبہ کا شبہ ہوا اور وہ اہل کتاب کی کہ جسکی عادت ذبیح اور نہ یہ ہونہ یہ نصارے۔ کہ عادت
 انکی ذبیح اور نہ یہ ہونہ یہ نصارے صاحب نے جو صفحہ ۱۶ اور صفحہ ۱۷ میں
 لکھا ہے اہل کتاب کا ذبیح ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح کہ اون کے
 نزدیک اور اوسکے مذہب میں جانور کے ذکاؤ درست ہے وہی اونکا ذبیح ہے اور اوسکا کھانا ہم
 مسلمانوں کو حلال ہے یہاں تک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن ٹوکر مار ڈالنا یا مسہر پار کر مار ڈالنا ذکاؤ
 سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کھانا درست ہے لہذا سو خدا تعالیٰ نے طعام اہل کتاب کا حلال
 کیا ہے اور علماء اہل سنت نے طعام سے ذبیحہ مراد رکھا ہے اور نبی کے لئے وہی مراد میں
 جو شرع اسلامی میں ہیں نہ کچھ اور معنی اگرچہ نصارے اون معنی کو ذبیح کہتے ہوں جیسے کہ نکاح عورت کتابیہ
 سے اسی معنی کو حلال ہے کہ جو معنی شرع اسلامی میں نکاح کے ہیں نہ کسی اور معنی کر اگرچہ نصاریٰ اوسکو نکاح
 سمجھتے ہوں پس یہی نکاح مسلمان کا کتابیہ سے ہر دن ارکان اور شروط نکاح اسلامی کے جائز نہیں ہے
 ویسوی مسلمان کو کھانا ذبیحہ اہل کتاب کا ہر دن شروط اور ارکان نکاح اسلامی کے جائز نہیں ہے اور جیسے
 نے ذبیحہ اہل کتاب اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم سے حلال کیا ہے وہی ہے
 خدا تعالیٰ نے جو ساتھ نام غیر خدا کے ذبیح کیا جائے گردن ٹوکر مارچوٹ سے سر ٹوکر مارا جائے اوسکو
 اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ حرمت علیکم المیتہ والدم وحسم الخنزیر و اہل الغیر للحدیبہ والنخفۃ والوقوۃ۔
 سے حرام فرمایا ہے یعنی حرام کیا گیا ہے تم پر مردہ جانور اور خون اور گوشت سور کا اور جو ساتھ نام غیر خدا
 کے ذبیح کیا گیا اور کلا گوشت کر مارا گیا اور چوٹ سے مارا گیا شیخ الاسلام احمد بن عبد الحکیم خلیل نے کتاب
 منع مشابہت کفار میں لکھا ہے فلما تراضی العموم المحاط بہو قولہ تعالیٰ و اہل الغیر للحدیبہ والنخفۃ والوقوۃ
 قولہ تعالیٰ طعام الذین اولوا الکتاب اختلف العلماء فی ذلک والاشبہ بالکتاب دستہ اول علیہ کثیر کلام
 احمد بن حنبل والکان من متاخری اصحابنا من لم یدکرہ ہذہ الروایۃ بحالہا وذلک لان عموم قولہ تعالیٰ و اہل الغیر
 بہما وزج علی النصب عموم محض و لکن تخص منہ صورتہ بخلاف عموم طعام الذین اولوا الکتاب فانہ تشریط فیہ

فیہ الزکاة اسبغہ غلو فی الکتاب فی غیر محل المشرع لم یج زکاتہ ولان غایۃ الکتاب ان یكون زکاتہ کالمسلم
 فی المسلم لو یج باسم غیر المسلم ثم یج والکنان کفر فیہ لک فکذلک الذمی لان قوله و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم
 و طعامکم حل لہم سوا ذہم الکفار الذین یحلون ہذا یجہن لا یسئلہ فلیس کل ما سألہ یکل انما ولانہ قد تغاضر ولیدان جاضر
 و یجہن جاضر اولی لان الذمی غیر المسلم و باسم غیرہ قد علمنا و یقینا انہ لیس من مین الانبیاء علیہم السلام فہو من اشک
 الذمی صاف ہو فامعنی الذمی لاجلہ حلت و باجمہر تمت فی ہذا یعنی سومیکہ متغاضر ساعوم جاضر اور وہ قول المشر
 کما ہذا ایل لغیر المسلم سبہ اور عوم و یج اور وہ قول المسلم تعالی کا طعام الذین اوتوا الکتاب سبہ مختلف ہو سہ
 طعام الامین اور شیعہ ساتھ کتاب اور سنت کے وہ سہ کہ دلالت کرتا ہے اور یہ اکثر کلام امام احمد کا حرمت ہر
 اگرچہ متاخرین اصحاب ہمارے سے وہ سہ کہ نہیں ذکر کیا ہے اور سننے اس روایت کو ہی لیا اور شیعہ ہونا
 حرمت کا اسلئے ہے کہ عوم قول المسلم تعالی و ایل لغیر المسلم اور مانع علی القصب کے عوم محفوظ ہی
 خاص کے گئے ہے کوئی صورت مختلف عوم طعام الذین اوتوا الکتاب کے پس تحقیق طعام الکتاب
 کا شرط ہے اور مین زکاتہ یہ سوا اگر زکاتہ کیا کتابی نے غیر محل مشروع مین نہ بیاح کر گی زکاتہ اور سکے گوشت
 کے کما نیکی اور اسلئے کہ نہایت درجہ کتابی کا یہ ہے کہ ہو زکاتہ اور سکے مانند زکاتہ مسلمان کے اور مسلمان اگر
 فوج کرے واسطے غیر خدا کے اور فوج کرے ساتھ نام غیر خدا کے نہ بیاح ہوگا و بیچا اور سکا اگرچہ کافر ہو جائیگا وہ
 مسلمان ساتھ اسکے سوا بیاح ہی ہے کہ نہ بیاح ہوگا و بیچا اور سکا اگر فوج کرے واسطے غیر خدا کے یا ساتھ نام
 خدا کے اسلئے کہ قول اللہ تعالی کا و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور طعامکم حل لہم برابر اور اگرچہ مین حلال
 جاق اسکو اور مین حلال جاق ہی کو بیچ مین ہے کہ جو حلال جائین و کما و سکوا وہ حلال ہو ہمارے لئے اور اسلئے
 کہ تحقیق متغاضر ہو سہ مین و یلیسین جاضر اور بیح پس جاضر اولے ہے اور اسلئے کہ فوج واسطے غیر
 خدا کے اور ساتھ نام غیر خدا کے تحقیق جائیگے ہین ہم یقینا کہ وہ نہیں سہ انیس کے دین سے پس یہ سہ
 شرک مین ہے کہ اصداف کیا ہے اسکو لو نہون سننے پین و معنی کہ جسکے سب سے حلال ہو سہ ہین
 انکی ذنیے متھے ہین اسمین اور جناب سہ پیر احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۷ اسمین لکھا ہی
 کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال فکلوا ما کوا اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا ما لم ینکر ہم اللہ علیہ منسوخ
 و مستثنی ہر تک کمال طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم مین حدیث سے ثابت ہوتا ہے
 کہ اہل کتاب کی بیح مین مہمت ہماری تو اصداف کے شرک نہیں ہے اسلئے ہوا اس قول ابن عباس سے

پہنچ گئی کہ اہل کتاب کے بیچ میں ہفت ہزار قواعد فرج کے شرط نہیں ہیں بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ زوج نہیں ملے گی۔ کہ فرج کتابی ہو یا سلم
جیسا کہ ذیل بن عباس کا ہے کہ متروک تسمیہ مطلقاً عدم ہو یا سوا او کے نزدیک حلال ہے سو یہ مسئلہ مختلف تھا ہے
سوا اسکے دو قول ہیں اول قول محمد بن سیرین اور نافع اور شعبی وغیرہم کا یہ ہے کہ متروک تسمیہ مطلقاً حلال
ہو یا حرام ہے اور قول متوسط بین القولین یہ ہے کہ متروک تسمیہ عمدہ حرام ہے اور متروک تسمیہ سوا
حلال ہے یعنی **صحیح البخاری** کے شرح میں لکھا ہے ذہب مالک و الثوری والی

حنیفہ و اصحابہ اہل ان ترکہا انکان عاملاً لکل وانکان ترکہا سہما اکلت قال ابن النذرہ ہو قول ابن
عباس و ابی ہریرۃ و ابن مسیب و حسن بن صالح و طاؤس و حسن بن ابی الحسن عبد الرحمن بن ابی یسلی و جعفر
بن محمد و حکم و یحییٰ و احمد و یحییٰ بن کتبہ بن مالک و یحییٰ بن ثوری و ابو حلیفہ و اصحاب او کے اس طرف کہ متروک
تسمیہ کا اگر ہو عاملاً نہ دمایا جائے اور اگر ہو ترک او کا سہما نہ دمایا جائے کہ ابن النذرہ نے اور یہی قول ہے
ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ابن مسیب اور حسن بن صالح و طاؤس اور حسن بن ابی الحسن و عبد الرحمن بن ابی
یسلی و جعفر بن محمد و حکم و یحییٰ بن کتبہ و احمد و یحییٰ بن کتبہ کا لفظ امام نووی نے **صحیح مسلم** میں
لکھا ہے و قال قوم لا یحل الا ان یسموا اللہ تعالیٰ یعنی او کو مالک قوم نے کہ نہیں حلال ہیں نہ فرج اہل کتاب کی
مگر یہ ذکر کریں اہل کتاب وقت فرج کے نام خدا کا اور مروی ہے حضرت علی اور حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عمر
سے جیسا کہ ذکر او کا آچکا ہے تفسیر ابن کمال سے اور یہ ہدایہ اور شرح کنز الداعی اور
رد المحتار سے مذکور ہو گیا ہے کہ ترک تسمیہ میں مسلمان اور کتابی دونوں برابر ہیں متروک تسمیہ عمدہ جیسا کہ
کا حلال نہیں ہے ویسے ہی کتابی کا حلال نہیں ہے علاوہ بریں اس قول بن عباس میں سوا تسمیہ کے
اور قواعد فرج سے کچھ تعرض نہیں ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ ابن عباس کے نزدیک موافقت اہل
کتاب کی ساتھ ہمارے تسمیہ میں نہیں ہے جب ہی ابن عباس کی حدیث میں یہ نہیں ثابت ہوتا ہے
کہ اہل کتاب کے فرج میں موافقت ہمارے قواعد فرج کی سوا تسمیہ کے شرط نہیں ہے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۱۱ اور صفحہ ۱۱۲ میں لکھا ہے کہ جو
احکام حلال و حرام کے ہمارے ذہب میں ہیں اہل کتاب او کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف
ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا نتیجہ خدا تعالیٰ نے ہکو حلال کر دیا ہے تو ہمیں
پیشہ و کسی طرح لگ نہیں سکتی کہ جیسے فرج کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اور یہی فرج کیا کرتے

اس لئے سوال اور پُر زور سوچ چکا ہے کہ جو احکام حلال اور حرام کے ہمارے دین میں ہیں وہ سب صحیح اور نیکو رکھ کر
 ہیں اور اس کے مکلف ہیں دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ کفار و اہل ایمان کے اور کئے سکے
 مکلف نہیں ہیں تو اہل اسلام تو مکلف اپنے دین کے احکام کی بین مختلف اور متفقہ اور متفقہ اور اہل غیر اسلام اہل اسلام
 پر حرام ہے اور جو جب حکم الہی و کتبہ حلال منحصر مذکور کا شرعی میں اس کے لئے ہی اور احکام اہل کتاب جو حلال
 ہے اپنے عموم اور اطلاق پر نہیں ہے بلکہ مراد اوس سے ذبیحہ ذبیحہ شرعی میں اور غیر ذبیحہ ذبیحہ شرعی بنا کر
 حرام ہے ذابحہ کتابی ہو یا مسلمان اگر اختلاف ہے تو متروک التسمیہ میں ہے نہ غیر ذبیحہ میں اور حساب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے
 کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبیحہ کرین تو بھی اوس کا کمانا درست ہے اس لئے یہ روایت مطروہ ہے
 اہل کتاب غیر المسلمین سے لہذا جمہور اس روایت کے مخالف ہیں نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا
 ہے فاما اذا جاز علی حرم المسیح کذبہ او سحره فلا تخل ملک الذبیحہ عند ما دہ قال جابہ علیہ اعلیٰ راوی پر جب مذکور
 کریں اہل کتاب مسیح کے نام پر یا کر یا یا اوس کے مانند پڑھیں حلال ہے یہ ذبیحہ اور ساتھ اسکے قائل ہیں جابہ
 علما اور فتاویٰ قاضی خان میں مرقوم ہے ذبیحہ یہودی و نصرانی حلال وان کان حریبا الا
 ان یسوی علیہ بالمسیح فاذا سمع منہ ذلک لا یکل فانه اہل بہ لغیر المسلمین یعنی ذبیحہ یہودی و نصرانی کا حلال ہے اگرچہ
 ہو حربی اگر یہ کہ نام لے وقت ذبیحہ کے اوس پر مسیح کا پس جب سنا جائے اوس سے یہ نہیں حلال ہے
 ایسے کہ یہ دخل ہے اہل غیر المسلمین میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ
 ۱۹ سے صفحہ ۲۳ تک تفسیر ابن العربی اور معیار سے نقل کیا ہے کہ مصلح اوس کا یہ ہے
 کہ وہ کلمہ اسلامی ذبیحہ اہل کتاب کے حلت کے لئے شرط نہیں ہے سو وہ قابل اتفات اور لائق اعتبار کے
 نہیں ہے دوم یہ قول صرف ابن العربی مالکی اور اسکے اتباع کا ہے اور صرف قول
 اوس کا لائق اعتماد کے نہیں ہے کہ اکثر اقوال میں ابن العربی متفرد ہے اور مخالف اجماع کے چنانچہ اوسکی
 منہوات میں سے ہے وہ جواب جس کے نے شرح بہتہ میں ذکر کیا ہے کہ ابن العربی مالکی مالکی فانه نقل منہ
 ما یشرع منہ کما لاندہ قال لم یقتل تینہ حسین الاسبغ جہ اہی لاندہ خلیفہ و حسین باغ علیہ و سبتہ سبت
 نیرہ و کینی فی ہذا بعض اہل کمال و معتد بہتہ کذلک اور مانند ابن عربی مالکی کے اس لئے کہ نقل کیا گیا ہے
 اوس سے وہ جس سے بال کثر سے ہونے میں کمال پر کہ کما اوس نے نہیں قتل کیا نیزہ نے حسین کو گستاخ

تلواری کے اونکے ناما کے یعنی اسلئے کہ یزید خلیفہ تھا اور حسین بغاوت کرنا واسلئے تھے یزید پر اور بیعت پہلی
 ہو چکی تھی یزید کے لئے اور کافی ہیں بیعت خلافت میں بعض اہل حل و عقد اور بیعت یزید کی ایسی ہی تھی دوسرے
 یہ قول ابن العربی کا یہی مخالف اجماع کے ہے کہ ذکاۃ اختیاری بالاجماع و بیع انحراف منحصر ہے جیسا کہ مستح
 الباری سے مذکور ہو گیا ہے اور مؤثر کے یا چوٹ سے مار ڈالنے کو لغت یا عرف یا شرع میں
 بیع یا انحراف نہیں کہتے ہیں بلکہ پہلے کو شفق کہتے ہیں اور دوسرے کو ذکاۃ و منقحہ اور مؤثر و دونوں بہ
 لغض فطعی حرام ہیں اور حلال منحصر ہے ذکاۃ اسلامی میں بدلیل الاما کیستم کے ہدایہ میں ہے الذکاۃ شرط
 حل الذبیحہ لقول اللہ تعالیٰ الاما کیستم یعنی ذکاۃ شرط ہے حلال ہونے ذبیحہ کے لئے لیسبب قول اللہ تعالیٰ الا
 ما کیستم کے اس مالکی نے اپنے لام کی بھی پیروی کو چھوڑ دیا ہے میزان شعرانی میں قوم سے قول ہاں
 انہ لوزن بعیر او خرشاہ من غیر ضرورۃ لم یوکل یعنی قول امام مالک کا یہ ہے کہ اگر بیع کیا ہو اونٹ کو یا بکری
 کیا ہو بکری یا برون ضرورۃ کے تو نہ کیا جاسکے پراسکے وجہ اسی میزان میں یون مرقوم ہے و وجہ تحریم
 انہ بیع غیر مشروع و کل عمل لم یوافق الشرع فہو غیر صحیح فلا یحل اور وجہ حرام کر لے کی یہ ہے کہ یہ بیع غیر مشروع
 ہے اور جو عمل نہ موافق ہو شریعت کے تو وہ غیر صحیح ہے پس حلال ہو گا اور بھی میزان شعرانی
 میں بطور ہے قول مالک یجب قطع ذبہ الاربعہ وہی معلقوم دہری والودخان لیسے قول مالک -
 ہے کہ وجہ یہ ہے ذکاۃ میں کاٹنا ان چار گوشتوں کا اور وہ گنیں ایک معلقوم ہے کہ جس میں سانس چلے ہے
 اور ایک دہی ہے کہ جس میں کھانا اصرطانی جاتا ہے اور دوشہرگ ہیں کہ جہین خون بہتا ہی اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۲۲ میں لکھا ہے اور یہ بات منع ہو چکی ہے کہ اگر کوئی
 شخص مقلد کسی ایک امام کا یہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کر لے تو غلط
 نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اس کے نص صریح اس کے مذہب میں موجود نہ ہو ایسی روایت پر نہ
 لایعہ کے مقلد عمل کر سکتے ہیں اتنے سو تقلید کرنے مقلد ایک امام میں دو جہے امام کے کسی ایک خاص مسئلہ
 میں تفصیل ہے اور کلام طویل ہے بجاے خود ذکر ہے لیکن عموماً اور گناہا کرتے تو منع نہیں ہے قابل ہونا
 ایسے جانور کا کہ گردن مؤثر کر یا چوٹ سے اہل کتاب نے مارا ہو کسی دوسرے امام کی تقلید نہیں ہے بلکہ یہ
 اماموں کا اور نص فطعی کا خلاف ہے پس ایسی روایت پر مقلد نہا جب اربعہ کیا کوئی مسلمان عمل نہیں کر سکتا
 حرمت منقحہ اور مؤثر و ادراہل بہ لغز اس منصوص قرآن ہے اور نص الاما کیستم اور بالاجماع ذکاۃ شرط ہی

حالت حیوان مکول میں اور نگاہ اختیاری بلا جاع منحصر ہے ذبح اور نحر میں ہر حال ذکاة اختیاری میں کٹنا لوگوں
 کا شرط ہے نہ نزدیک بعض کے وورگوں کا اور نزدیک بعض کے شین کا اور نزدیک بعض کے چار کا اور قریب
 نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے قال الشافعی وصحابہ وموافقوہم لا یحصل الذکاة الا بقطع الخلقوم و
 المری کمالہما و یجب قطع الودجین والایستراط و الذراعین عن احمد قال ابن المنذر اجمع العلماء علی ان
 اذا قطع الخلقوم والمری والودجین و اسال الدم حصلت الذکاة قال وجعلنا فی قطع بعض ذبہ فقال الشافعی
 شرط قطع الخلقوم والمری یجب الودجین و قال الیث والیث و ابو ثور و ابو ذر بن المنذر شرط الحسیع و قال ابو حنیفہ
 اذا قطع ثلثہ من ذبہ الاربعہ اجزاہ و قال مالک یجب قطع الخلقوم والودجین والایستراط المری و ذبہ روایت عن
 الیث یقہ و عن مالک روایت انہ یغنی قطع الودجین و عنہ شرط قطع الاربعہ کما قال الیث والیث و ابو ثور و عن ابی
 یوسف ثلث روایات احادیث کا حنیفہ والثانیہ ان قطع الخلقوم و شین من الثلثہ الباقیہ حلت والا فلا والثالثہ شرط
 قطع الخلقوم والمری و ابو حنیفہ و قال محمد بن الحسن ان قطع من کل واحد من الاربعہ اکثر من کل واحد من الاربعہ کما شافعی
 اور او سکے اصحاب اور او سکے موافقت کر نیوالوں نے کہ نہیں حاصل ہوتے سے ذکاة اگر ساتھ کاٹنے قطع
 یعنی سالن چلنے کی رگ اور مری یعنی کمانا اور پانی جانیکی رگ کے کٹنا اور شرط ہے کٹنا دونوں شریک کا
 کہ جنہیں خون بہتا ہے اور شرط نہیں ہے اور یہ صحیح تردد روایتوں کا ہے کہ جو امام احمد سے آئیں کما
 ابن المنذر نے کاجاع کیا ہے علمائے اسپر کرب کاٹنے واجب خلعقوم اور مری اور دونوں شریک کو اور ساک
 خون کو حاصل ہو جائیگی ذکاة کما ابن المنذر نے اور اختلاف کیا ہے علمائے کاٹنے میں بعض ان رگوں کے
 کو کٹنا شافعی نے کہ شرط کٹنا خلعقوم اور مری کا ہے اور ثوب بن دوشہ رگ یعنی کٹنا او کٹا اور کمالیث اور ابو
 ثور اور ابو بن المنذر نے کہ شرط میں سب یعنی کٹنا سب چار رگوں کا اور ابو حنیفہ نے کہ جب کاٹ دی ذابح
 میں کو ان چار رگوں میں سے کافی ہے او سکے اور کما مالک نے کہ واجب ہے کٹنا خلعقوم اور دوشہ رگ کا اور
 ہنن شرط ہے کٹنا مری کا اور یہ روایت یث سے ہے الی ہے اور مالک سے ایک روایت ہے کہ
 کافی ہے کٹنا دوشہ رگ کا اور ہنن مالک سے روایت ہے شرط ہونا کاٹنے چار رگوں کا جیسا کہ کما
 یث اور ابو ثور نے اور اسید سفت سے تین روایتیں ہیں ایک اون روایات کے مانند قول حنیفہ کے ہے
 اور دوسری روایت یہ ہے کہ اگر کاٹ دیا ہے فواج نے خلعقوم اور دوشہ رگ اور کو تین باقی رگوں میں سے
 حلال ہے جو یہ اور ہنن تو حلال نہیں ہے جو یہ اور دوسری روایت یہ ہے کہ شرط ہے کٹنا خلعقوم اور

مری اور ایک رگ کا دوشہ رگوں میں سے اور کما محمد بن یحییٰ نے کہ اگر گائے دیا ہے وراج نے اکثر کو چار گونہ
 سے حلال ہے اور جو نہیں تو نہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۴ میں
 لکھا ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو نبی صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا
 ہے تو کھانا سب کی تفتیش کی کہ کسے فوج اور کسے فوج ہو اسے کچھ حاجت نہیں آنتے سو جب کہ
 اوس نبی میں کہ جس نبی سے خدا تعالیٰ نے کھوکھو طعام اہل کتاب حلال کیا ہے طعام اہل کتاب سے
 مراد وراج اہل کتاب ہیں اور نے احتیاطی اپنے ملک اور زمانہ کے اہل کتاب نصاریٰ کے معلوم ہے
 کہ فوج نہیں کرتے ہیں اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کسے سیکارا ہوا ہو کھاتے ہیں تو اہل اسلام کو جب ذکی
 یہاں لگا گوشت کچا کچا سامنے آوے تفتیش اسکے بہت ضرور ہے کہ گوشت حلال جانور کا ہے
 یا حرام کا اور جسکا یہ گوشت ہے وہ فوج بھی کیا گیا ہے یا نہیں اور اگر فوج کیا گیا ہے تو اسکو کسے وراج
 کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے نہ اودن
 چیزوں کا زمین فوج ہونا ہے نہیں مثلاً چھلی مروئی اندا چاول شیر خوی وغیرہ آنتے سوان چیزوں کا کھانا بھی
 بسبب ظن ناشی غالب حال اخلاط نجاسات اور محرمات کے ناجائز ہوگا اسلئے کہ غالب حال اس ملک کے
 اہل کتاب کا فتنہ کی چیزوں کا ہے کمانوں میں اور جس ہونا دیکھنے پانی اور برتنوں کا اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے پس اگر کھوکھو بیت جتنا طوط
 تو ہی طریقہ کھوکھو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہیے آنتے تو اہل کتاب کے قول معتبر ہونے میں اختلاف
 ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے بوجہ بیت
 اہل آئندہ و کجاعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہر ہے نہیں آنتے تو اول یہ بخدوش ہے
 قول ابن عباس اور حسن بصری سے کہ وہ قائل ہیں مشرکین کے نجاست کے تو وہ کیا اہل سنت و عت
 میں سے نہیں ہیں تفسیر کشاف میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہم یمنون بحسن العین کا کھانا
 وعن الحسن بن صالح مشرک تو ضا ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرک مجلس الحسن بن یحییٰ کے
 اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جو مصافحہ کرے مشرک سے دھوکہ کرے یعنی ہاتھ دھو ڈالے
 و دوسرے جمہور قائل اسکے ہیں کہ مشرکین عین نجاست ظاہری نہیں ہیں نہ اسکے کہ اودن میں کوئی
 ظاہری نجاست نہیں ہوتی ہے لکن حیرت میں پڑیں غما لشکر کون جس کے مرقوم ہے

مجبور علی ان المعنی اما المشركون و انهم لا یصلون ولا یطعمون ولا یصلون لا یصلون
 البنیات فی ما یستلزم یعنی مجبور اس پر کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ سوا اس کے نہیں کہ شرک صاحب نجاست
 ہیں اس لئے کہ نجس نعتیں عین نجاست ہے اور اس لئے کہ شرکین نہیں پاک رہتے ہیں اور نہیں غسل کرتے
 اور نہیں پرہیز رکھتے ہیں نجاست سے تو نجاست لگے ہوئے ہیں او کو اور جناب سید احمد خان
 صاحب نے جو صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ اوس سے بہت زیادہ جمال حلوانیوں کی شامانی اور دودھ اور
 ہندون کے پکے ہوئے کما نے میں ہے اتنے سو حلوانیوں کی شامانی اور دودھ پر اس ملک میں حکم
 اباحت بنا بر عموم نبوی اور دفع حرج اور قاعدہ الضرورات مبیح الحظورات کے جاری ہے چنانچہ جناب سید احمد
 خان صاحب نے جو فتویٰ نام سے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۲۶ میں نقل کیا ہے
 اوس کا بھی منشا یہی ہے لیکن قیاس اہل کتاب کے کما نیکا اور سپر مسیح نہیں ہے اس لئے کہ کوئی ایسے
 ضرورت کہ چاہے اوس سے سوا سمین پالی نہیں جاتی ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے
 جو صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں ایسا ہے یعنی ہاتھ
 کے ہیں کہ جبین انرا شامی محمد کا اگر اوغین کما نے یا پیے گئے ہوں نفوذ نہیں کرتا ہے یا جو ہر
 قسم سے ہیں کہ زمین انرا دیکھا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم اول کے ہیں اور وہ ہوتے ہیں تو اوغین کما
 نے خدشہ بیاع اور درست ہے اور اگر وہ بھی دھوئے ہیں اور اوغین حرکات کما تے جائیگا صرف جمال
 باطن غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست اوغین ہے تو بغیر دھوئے میں کما نہ کر دے لینے
 بی اعتباری ہے مگر حرام یا منوع مشرعی نہیں۔ اتنے سوا سمین کئی وجہ سے کلام ہے اول جو احادیث
 میں منع کیا گیا ہے اہل کتاب اور شرکین کے برتنوں میں کما نے سے تو کچھ اوغین کسی قسم کے برتنوں کی
 قید نہیں ہے کہ مٹی کے ہوں اور تانبے اور خشک اور چینی کے ہوں اور نہ اس کے قید ہے کہ وہی برتن ہوں
 کہ نہیں بلکہ ناجز کیا اور پناش کا یقین ہونا اور برتن اصحیٰ الی اور میں جو ایسا کہ ہم حلوانیوں کی توہم خیز شہادتوں کے منہم
 سلطان کو کی عادت کا اور ظاہر ان کے حال کا یہ سوال خاص نہیں برتنوں کے جنہیں وہ سود پکاتی تو اور سر آپ بھی ان کو خضر اور سر
 سے کہہ اجتناب نہیں ہے لہذا بعض اور روایات میں بدون ذکر ان کے عادت کے بھی سوال کیا گیا ہے اور
 صورت میں ہی ان خضر میں سے ان کے برتنوں کے نسبت ایسا ہی حکم دیا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے اپنے
 سنن میں ابی ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاست

قلت یا رسول اللہ قد وکلت لک فیما قال لا تطعنوا فیما قلت فان اتینا الیہا فلم یجد منا ما قال فافضوا
 خصا شتم الطین وکلو الکھا ابو ثعلبہ خشنے نے آیا میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سولو چہا میں نے
 آپ سے کہا میں نے یا رسول اللہ میں مشرکوں کی بکا میں ہم اور میں فرمایا نہ بکاؤ اور میں کہا میں نے
 پر اگر محتاج ہوں ہم طرف اوکے اندر اوکے اور نہ پائیں ہم اوکے چارہ فرمایا وہو الود اوکے خوب دھونا پر
 بکاؤ اوکے اور ترندی نے اپنے جامع میں ابی اور میں خوالانی سے روایت کیا ہے کہ کما الود اور میں لانی

نے سمعت ابی ثعلبہ الخشنی ليقول آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یا رسول اللہ کما باص قوم ابی ثعلبہ
 ما کل فی انیتہم قال ان وجدتم غیر انیتہم فلا تکلوا فیما قال ان لم تجدوا فاعسلوا وکلو فیما سنا میں نے ابی ثعلبہ
 خشنی سے کہہ کہتے تھے آیا میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا میں نے یا رسول اللہ میں
 میں ایک قوم اہل کتاب کے ہیں کہا تے میں ہم اوکے برتنوں میں فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اوکے
 برتنوں کے سوا تو نہ کھاؤ اوکے برتنوں میں پر اگر نہ پاؤ تو دھو الود اوکے اور کھاؤ اور میں لانی اس طرح صحیحین میں
 سہی مروی ہے ابی ثعلبہ الخشنی سے باحکمہ سر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں سطلق ظروف
 مشرکین اور اہل کتاب میں کہانے سے منع فرمایا ہے ساتھ صیغہ نفی کے اور رخصت کو مقید فرمایا ہے
 ساتھ دھونے اور نہ میسر ہونے اور برتنوں کے اور اصل میں جن جہور کے نزدیک تحریم ہے تو وہ صورت پانی
 اور برتنوں کو دھونے کے ان احادیث سے تحریم کہا نیکی اوکے برتنوں میں ثابت ہے ابن حنبلہ نے
 محلی میں لکھا ہے لا یجوز استعمال انیتہم اہل الکتاب الا بشرطین احدهما ان لا یجد غیرہما والثانی ان یغسلوا منین جائز
 استعمال اہل کتاب کے برتنوں کا اگر ساتھ دوسرے دوسرے کے ایک اون دوسرے کے یہ ہے کہ نہ پائیں ہم سوا
 اوکے برتنوں کے اور برتن اور دوسری شرط دھونا پر اون برتنوں کا دوسرے مانسے اور چینی اور شیشہ کے برتن
 میں کہی نقوش ہوتے ہیں یا بال پر جاتے ہیں اور میں لانی اس طرح صحیحین میں ہے کہ اوکے دور ہونا
 دھونے کے دھوا ہوتا ہے تیسرے آدھ ہوتا برتنوں کا نجاست یا محرمات سے کچھ موقوف نفوذ پر
 نہیں ہے کیا ہے یا چینی یا شیشہ کے برتنوں میں جب نہیں یا حرام چیر کسی حاجگی وہ الود نہایت
 سے ہوگی بہر حال اہل کتاب کے برتنوں کا استعمال بدھونے کے اس متن سے کلو کو واجب نہایت
 جس برتنوں سے نہیں ہے اگر کل برتن اوکے جس ہوں تو کچھ عجب نہیں ہے جائز نہیں ہے
 فتح حق الدین ابن قین العید نے شرح عمدہ میں بعد حدیث ابی ثعلبہ الخشنی کے لکھا ہے

مسائل الاولیٰ اندیل علی ان استعمال اہل الکتاب یوقفت علی العسل و حلف الفقہاء فی ذلک بنا علی قاعدہ فقہاء
 الاصل والغالب و بخلاف فہم یتدین باستعمال النجاستہ من الشکرین و اہل الکتاب کذلک و لکنان قد فرق بینہم بین کتاب
 لانہم یتدینون باستعمال الخمر و کثیرون بلا استہمال انجاستات و بینہم من یتدین بلا استہمال کالربان
 علا وجہ لاخر اجمہم یتدین باستعمال النجاستات و الحدیث جاری مقتضی ترجیح غلبہ الطین المستفاہ من الغالب ارجح علی طین
 المستفاہ من الاصل یعنی اس حدیث میں چند مسئلہ میں پہلا یہ مسئلہ ہے کہ دلائل کسے سے یہ حدیث استعمال
 اہل کتاب کے بتیوں کا موقوف ہے وہو نے پر او خلیف ہو سے ہیں فقہاء امین بابر قاعدہ تغایر استعمال اہل کتاب
 کے او خلاف او میں ہے جو دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال نجاست کا شکر کرم میں سے اور
 اہل کتاب مانند مشرکوں کے ہیں اگرچہ ہے کہ فرق کیا گیا ہے درمیان اہل کتاب اور میان مشرکوں کے
 اسلئے کہ اہل کتاب دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال خمر کو اور بیت کہتے ہیں بلا استہمال خمر کے سو
 نصاریٰ نہیں اجتناب کرتے ہیں نجاستات سے اور او میں نصاریٰ میں وہ ہیں جو متدین ہیں ساتھ ماست
 نجاستات کے مانند راہوں کے تو نہیں وجہ ہے واسطے اخراج اہل کتاب بالخصوص نصاریٰ کے کہنے
 جو دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال نجاستات کو اور حدیث جاری ہے مقتضی ترجیح غلبہ طین پر
 اسلئے کہ طین مستفاہ غالب حال سے ارجح ہے طین مستفاہ پر اصل سے اور مستح الباری می شرح
 صحیح البخاری میں بعد حدیث مذکور کے لکھا ہے فتسک بند للام من امی ان استعمال یتہ
 اہل الکتاب یوقفت علی العسل لکن فی استعمال النجاستہ و سم من یتدین بلا استہمال سو تسک کیا ہے ساتھ
 اس امر کے یعنی فاعلموا کہ او سے کہ اعتقاد کیا ہے اسکا کہ استعمال اہل کتاب کے بتیوں کا
 موقوف ہے وہو نے پر سبب استعمال کرنے اور ان کے کے نجاستات اور او میں اہل کتاب میں سے
 سوہ میں جو دین چاہتی ہیں بلا استہمال نجاستات میں او جو حیثیت میں مرقوم ہے و المعنی فی ذلک ان الکتاب
 و انظار میں طین او انہم النجاستہ فہم یتدین الخمر و البیتہ و شیر لوز و بطخون فی قد و رمہم و قضا عجم و کان النظار
 مرجع الی او انہم النجاستہ فکرہ الاکل فیما قبل العسل اعتبار النظار کہ اگر التوضی بسورۃ الحجۃ اعتبار
 النظار لئلا لا یقول من النجاستہ فی الغالب و انظار و کما کرہ الصلوۃ فی سر و یل اکثر کمین اعتبار النظار فہم
 لایستحبون کان النظار میں طین سر و طہیم النجاستہ و سبب اسکا یہ ہے کہ غالب او طہیم حال مشرکوں
 بتیوں میں نجاست ہے اسلئے کہ وہ طہیم جانتے ہیں شراب اور مردار جانور کو اور پتے اور کھیتے

ہیں اپنی ہڈیوں اور چالوں میں اور بے حال ظاہر اور نکلے برتنوں سے نجات دہیں کرو وہ ہے کمانا اور تین پہلے دھونے سے واسطے اعتبار ظاہر کے جسکے کردہ ہے وضو کرنا مرغے کے چوٹے پائے سے سبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ مرغے معین پہنچتے ہے نجات سے غالب حال اور ظاہر میں جیسی کہ گروہ ہے نماز یا بیجا مہ میں مشرکوں کے سبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ وہ استنجا نہیں کرتے ہیں پس ظاہر حال اور نکلے یا بیجا مہ سے نجات ہے اور جو صفحہ ۳۴ میں مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نام سے بحوالہ جویدہ منقول ہے کہ اصل شمار میں طہارت ہے اور شک ہے نجات میں تو نہ ثابت ہوگی نجات ساتھ شک کے سو وہ مطہر مدفوع ہے اصل شمار میں طہارت ہوئے سے ظن طہارت ہے طہارت یقینی نہیں ہے اور غالب حال اہل کتاب اور مشرکین سے ظن نجات ہے تو قوت تعارض ظنیں کے ترجیح ظن غالب کو ہے ظن اصل پر جیسا کہ شیعہ عمدہ سے معلوم ہوا اور خلاصہ الفتاویٰ میں مرقوم ہے والاکل ولم شرب فی اوائی المشرکین کرو بھی کمانا اور سپنا مشرکوں کے برتنوں میں کروہ ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۳۳ میں لکھا یہ حدیث اون برتنوں سے متعلق ہے جنہیں شراب اور سورگما یا پکایا جاتا ہے ۔ اس زمانہ میں انگریزوں کے میان جو عام رواج ہے او میں شراب پینے کے برتن بالکل علاحدہ ہیں اور سورگما نیکی پر تن بالکل علاحدہ ہیں اور بلکہ ہر قسم کے کمانے کے برتن جدا جدا ہیں پس یہ حدیث اون برتنوں سے جو سور اور شراب کے کمانے نہیں میں متعلق نہیں ہو سکتے جو اتنے سوا دل یہ لائق تسلیم کے نہیں ہے کہ یہ حدیث اونہیں برتنوں سے متعلق ہے کہ جنہیں شراب اور سورگما یا پکایا جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث اونہیں برتنوں سے متعلق ہے جنہیں شراب اور سورگما یا پکایا جاتا ہے جیسا کہ سببتن آتمالی کہ جن میں کمانا پکایا سکتے ہیں شیشہ اور عتبس ہیں اور علاحدہ ہونا شراب پی اور سورگما نیکی برتنوں کا اگرچہ جناب سید احمد خان صاحب کو معلوم ہو لیکن مسلمانوں کو معلوم ہونا اسکا دوسرا اور واقف مال اسکے تصدیق سے منکر ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اون برتنوں سے متعلق ہے کہ جنہیں شراب اور سورگما یا پکایا جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے اطلاق حدیث کی حدیث میں کسی قسم کے

برتنوں کی قید میں ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے یہ نہیں احتیاطی ہے اور انگریزوں کی برتنوں میں دھونے کے بعد کمانے میں باوجودیکہ اور برتن مودود ہوں کچھ کراہت بھی نہیں ہے اتنے سونے کا احتیاطی ہونا بعد ہونے اور ارادے لینے مطلق برتنوں کے بر قول بعض علما کے مسلم ہے کہ اسکے نزدیک یہ احتیاطیوں برتنوں میں کہ عادت اسکے استعمال کی نجاسات میں ہے اور وہ برتن متعل بہین محمول صحیح پر ہے اور اوں برتنوں میں کہ عادت اوں کی استعمال کی نجاسات میں نہیں ہے یا غیر متعل بہین محمول صرف تنزیل و رتوع پر ہے اور مقصود ماعلی قاری کا یہی ہے لیکن تمام علما کا یہ قول نہیں ہے چنانچہ وجہ اوپر نقلی ابن حزم سے مذکور ہوا اسکے خلاف ہے کہ اوسکا نشانہ ہے کہ در صورت ملنے اور برتنوں کے اوسکے مطلق برتنوں میں دھونے کا یہی کہنا درست نہیں ہے اور انگریز فنکے اور شرکون کے برتنوں میں کچھ منسوق نہیں ہے کہ انگریزوں کو بھی شراب و سور اور مردار کمانے سے کچھ اختاب نہیں ہے تو انگریزوں کے بھی اوں برتنوں میں کہ جنکا استعمال نجاسات یعنی خمر اور خنزیر اور مردار جانور وغیرہ میں ہوتا ہے اور متعل بہین بعد ہونے کے بھی کہنا در صورت میر آنے اور برتنوں کے مکروہ ہے اور یہی نشانہ کلام نووی کا جسکو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۳۴ میں ذکر کیا

عبادت شرح صحیح مسلم قوی کی یہ ہے وہذا الحدیث لیتقنی کراہۃ استعمالہا ان وجوہ غیر ہا و لا کیفی غلما فی نفسی الکراہۃ نہ انما یستلما و یستحلما اذا لم یجد غیرا یعنی یہ حدیث مقتضی ہے مکروہ ہونے استعمال ان برتنوں کو اگر بائے جائیں اور برتن اوشیں کافی ہو ہونا اور کراہت میں ہونا اسکے نہیں کہ وہ ملے اوں کو اور برتنے جب کہ نہ پانی اور برتنوں کو باقی اختلاف ہے اوں برتنوں میں کہ جنکا استعمال نجاسات میں نہیں ہوتا ہے ہوں دھونے کے در صورت میر کافے اور برتنوں کے مودود کے کرہت اوسکے استعمال کے نسبت کی ہے طرف ضما کے اور من حرج نے اوسکے استعمال کا غیر مکروہ اور ترک ہونا اولیٰ و ملاضما سے نقل کر کے ترجیح مکروہ ہونے کو دیا ہے کما نووی نے شرح صحیح مسلم میں دانا الفقہاء فرماوہم مطلقا لکفار الذی استعملت مستعملہ فی النجاسات مذکورہ استعمالہا قبل غلما یعنی اسکا

سو رواؤ کے مطلق وہ برتن کا فرون کے ہیں کہ استعمال اور نکاح میں ہے نجاست میں تو یہ برتن
 مکروہ ہے استعمال ایسا پہلے لکھ دیئے ہوئے کے اور ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح
 البخاری میں لکھا ہے وما یفقد من غیرہم مطلق ایمنہ الکفار النبی بہت مستعمل فی النجاستہ فانہ یجوز
 استعمالہ ولو لم یغسل عندہم امکان الاولی الغسل بخروجہ عن الخلفات لا البتہ لکن بہتہ فی ذلک و یحتمل ان
 کیوں استعمالہ لعل مکروہ بنا علی الجواز الاول و ہوا الظاہر من الحدیث وان استعمالہ مع الغسل
 رخصۃ اذا وجد غیرہ فان لم یجد جاز بلا کر بہتہ للنسبی عن الاکل فیہ مطلقاً و تعلیق الاذن علی عدم غیرہ
 و مشک بنو بعض المالکیہ لعلہم انہ یمنی کسراۃ الخمر علی کل حال بنا علی انہا لا تقہر بالغسل بہتہ فی الغسل
 المذكور لان الغسل لو کان مطلقاً لکان لتفصیل معنی اور ای پر فقہا سو رواؤ کے مطلق وہ برتن کا فرون
 ہیں کہ نہیں ہے استعمال اور نکاح نجاست میں کہ جائز ہے استعمال اور اگرچہ نہ وہوئے جائیں نزدیک
 فقہاء کے اگرچہ ہے اٹے وہونا واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ بسبب ثابت ہوئے کہ بہت
 کے اس استعمال میں داخل ہے کہ سو استعمال اور نکاح دون وہوئے کے مکروہ بنا بر جواب اول کے
 کہ آپ نے ارشاد فرمایا نہ کہا رواؤ کے برتنوں میں اور وہ ظاہر ہے حدیث سے اور
 استعمال ان برتنوں کا ساتھ وہوئے کے رخصت ہے جب باقی اور برتنوں کو سوا اگر بنائے جائے
 ہے بلا کہ بہت بسبب منی کے کہانے سے اور برتنوں میں مطلقاً اور تعلیق اذن کے نہوئے اور
 برتنوں پر ساتھ رواؤ کے وہوئے کے اور مشک کیا ہے ساتھ اسکے بعض مالکیہ نے واسطے
 قول مالکیہ کے کہ لائق ہے تو برتنوں شراب کا حال پر بنا بر اسکے کہ نہیں پاک ہوتے ہیں ساتھ
 وہوئے کے اور بہتہ لال لائے ہیں بعض مالکیہ ساتھ اس تفصیل کے کہ مکروہ ہے حدیث میں آئے
 کہ وہونا اگر ہونا پاک کرنا لا تو نہوئے تفصیل کے کچھ معنی اور جناب سید احمد خاں صاحب
 جو صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے علاوہ اسکے البوداؤدین کبریٰ حدیث جابر سے روایت ہے
 او میں نہایت بلا حدیث اور بلا کسی قبیلہ کہین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اتنے سو محمل حدیث
 جابر کا وہوئے استعمال کرنا شرکوں کے برتنوں کا ہے وقت نہ میر نے اور برتنوں کے ہر کرنے
 ابنی مدین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کنا لغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قضیب من انیۃ المشۃ کہین منہ ما دنا کل فیہا یفشی ثیہ کہ غرا کرنے تھے ہاتھ وغیرہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر پائے تھے ہم برتن شرکوں کے توہ پائے تھے ہم اون بیتوں کو اور کون
 تھے ہم اون میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے قال
 العبدای شاه عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ انتے تو نفس العبد کا بڑا شہادہ ہے کہ غلام ہے کہ قال
 العبد عبارت لخاص الاحساب میں واقع ہے اگر تفسیر اسکی ساتھ صاحب رصاب
 الاحساب کی ہوتی تو یہ دیکھتا اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۸
 میں لکھا ہے اور اس بات میں کہ وہ پانی جس سے برتن دھوئے گئے پاک تھانا پاک شرعا
 کو پیر پائے ہوئے ہو سکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز ہے۔ سے ناپاک نہیں ہو جاتی اسلئے تو اگرچہ
 پاک چیز فی نفسہ شہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی ہے لیکن حکمی پاک میں مستفاد اصل سے ہوا دوسرے
 حکم ناپاک میں مستفاد غالب حال سے شرعاً ہو سکتا ہے اور غالب حال اور ظاہر یہ ہے کہ جس پاک
 سے ہمارے ملک کے انصار سے کہ برتنوں کو بننے دھوئے ہیں اوس پانی کی کچھ احتیاط
 نہیں ہوتا ہے وہ بھی اپنے ہاتھوں کو ساتھ کوشت سورا اور اور جانوروں وغیرہ کے اور غیرہ کے
 کے ملوث کر کے اوس پانی میں نے تکلف ڈال دیتے ہیں اور وہ اسکے اور چیزوں میں سے ہی
 اوس پانی کو نہیں بچاتے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو اسی صفحہ میں لکھا ہے
 وعن ابن عمر قال توفنا عمر رضی اللہ عنہ بالجیم فی جبر نصرانیۃ من تہا اسلئے سویر روایت قرین کی
 ہے قابل اعتماد کے نہیں ہے اور بر تقدیر صحت محل اسکا یہ ہے کہ اوس پانی اور برتن کار
 بالیقین طاب روحنا حضرت محمد کو کسی طریقہ سے معلوم ہو گیا ہو جو کہ ہم یہ ہے کہ ساتھ
 اہل کتاب انصار سے کہ کھانا کھانے میں کھانا ہوتا ہے چوری اور کانٹے سے میز و کرسی لگا
 اور اس طرح کھانے میں تشبہ ہے ساتھ انکے اور تشبہ ساتھ کافروں کے اگرچہ اہل کتاب ہوں
 منسوج ہے مقدمہ اوس نے یہی ہے اور مقدمہ ثانیہ مفاد احادیث اور آثار اور اقوال غلام سے
 نامدار ہے ابو داؤد نے اپنے سنن میں اور حاکم نے اپنے مستدرک میں عبداللہ
 بن عمرو سے اور بزار نے اپنے مسند میں حذیفہ بن الیمان اور ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے
 کہ کھانا ان سب نے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فهو منهم لینے جو تشبہ
 ہو ساتھ کسی قوم کے وہ اوسی قوم میں سے ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو

صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ چوری سے کاٹنا جائز بلکہ منہ میں سے خود خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت چوری سے کاٹ کر تناول فرمایا ہے انتہی سے صرف چوری سے کاٹ لینا اوس گوشت کا کہ سنت ہو اور خوب کلائو اور بڈی بین لگا ہو اور تہ یا دانت سے نوچنے میں ایسا ہو اگر تہ قصد تشبہ بالفسادی فہو درست ہے اور جو شخصت سے چوری سے کاٹنا ثابت ہے اوس کا کل یہی ہے اور کاٹنا اس گوشت کا چوری سے اور کٹنا اوس کا کاٹنے سے نیز وکری پر ساتھ اس نسبت اجتماع کے نہ تشبہ منوع ہے بسبب مشابہت کے ساتھ نصارے کے نوے سے مشعر صحیح مسلم بن ہذیل بخبر من کشف شاة کے لکھا ہے فیہ جواز قطع لحم بالکین وذلک اذا دلیہ الحاجة لعلکما اوکبر القطعة قالوا وکیر من غیر حاجة یعنی اس صوٹ میں اول سے جائز ہونے کاٹنے گوشت کے ساتھ چوری کے اور یہ جائز ہونا جب ہے کہ داعی ہو طرف اسکے حاجب بسبب سختی گوشت یا بڑے ہونے پارچہ کے کما ہے علماء نے اور مکروہ ہے چورے سے کاٹنا گوشت کا بدون حاجت کے اور خباب سید احمد خان نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے اور ابو داؤد میں حدیث در باب منقطع لحم بالکین کہ یہ اسکو خود ابو داؤد نے ضعیف لکھا ہے انتہی سے اگرچہ ابو داؤد نے اسکو ضعیف لکھا ہے لیکن بیہقی اور طبرانی اور غیر ہمارے اسکو اور طریقون سے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے جیسکے ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی سے روایت کیا ہے اور اصول حدیث میں مقرر ہے کہ حدیث ضعیف تعدد طرق سے درج جس کو پہنچ جاتی ہے اور فردوس میں ہے لا تقطعوا الخبز بالکین نہ کاٹو روٹے کو ساتھ چوری کے اور علما برتر جانی نے اپنے کتاب میں لکھا ہے کہ یہ قطع الخبز بالکین مکروہ ہے کاٹنا روٹے کا ساتھ چوری کے اور خزانہ الاکمل میں قوم ہے لا یقطع الخبز بالکین نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چوری کے اور جو امع لفہمہ میں ہے ولا یقطع الخبز بالکین اور نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چورے کے اور ابو الفضل کرمانی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے سأل والدی عن قطع الخبز بالکین فقال کیر لانه من صنع الاحاجم الخبز یعنی پوچھا میں نے اپنے والد سے کاٹنے روٹی کو چورے سے سو فرمایا ابو داؤد نے کہ مکروہ ہے اسلئے کہ بطریقہ ہے عجم کے اترانے والوں کا اور خباب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ یہ ہی ایسی نہیں ہے کہ جس کے ارکاب میں کیر

میرزا جنت ہوئے کہونکہ یہ بھی ممکن نہیں آتے سو بھی ہو رہی ہے گوشت کا کھانے کی حدیث لا اقطعوا الیہم
 بالکسکین فاما من قطع الاغایم من حلل ہے ساتھ اس کے کہ یہ ظہیر ہے جس کے لوگوں کا کہ مراد اس
 کفار جسے محمد مجوس اور نصاریٰ کے ہیں اور مشابہت ساتھ کفار کے منع ہے پس اس کے ارتکاب
 میں تباہت یوشی اور بھی ممکن ہوئی کہونکہ ادنیٰ مشابہت کفار کا کردہ بخوبی ہے طحاوی نے حاشیہ
 ورنہ ہر بین و جہولان کے نزدیک اس کی وجہ کہ میت میں لکھا ہے لمایقہ من تشبہ بالجوس و ذکر رسول اللہ

الجوس فقال انتم لو فسرتم بالکم و بخلون انما هم فی الغویم والاسود علی الجلا منہ لوح و تلمیذہ ان لظویل البسال
 مکروہ تحریر بالکتاب المذکور اس لئے کہ اس میں تشبہ ہے ساتھ مجوس کے اور ذکر کئے گئے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے مجوس پس فرمایا آپ نے کہ مجوس جڑ ہاتے ہیں اپنی وجہ ان کو اور مونڈنے میں اپنی داہنوں
 کو سو محافقت کر دہم اور انکی ابوالسود نے اس کو نقل کیا ہے علامہ لوح سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ
 بڑا ناموچہ یا گروہ خریٹے ہے بسبب تشبہ مذکور کے اور حرف چہ سے کہانے میں کہ میرزا جنت کا نسخہ
 نہیں ہے جیسے مسلمان چھپے کہاتے چلے آئے ہیں اور جناب سید احمد خاں صاحب
 نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے اس طرح کہی خوان پر یعنی منیر کہ اناتنادل نہیں نسیر مایا پس جو حال
 کہ اول خیر و کما ہے وہی منیر کہ اناتنادل نہیں نسیر مایا پس جو حال
 و طرح سے کلام ہے اول خوان کا ترجمہ ساتھ منیر کے قلاط ہے خوان مایا نہیں عامی مجہ اور اس کے
 کسر کے معرب خوان کا ہے جیسا کہ صحیح جوہری اور قاموس اور صراح اور بحر محیط اور
 مفتی الارباب وغیرہ میں ہے اور اسکے مطابق کہا ہے طبعی نے شرح مشکوٰۃ میں اور خوان کہ
 جانتے ہیں عجم کے لوگ اس میں کہنا جو کہ چون پر کہ لیتے تھے تاکہ جھکنا نہ پڑے دوسرے
 و در میان منیر اور در میان تشیری اور چپائی کے فرق ہے کہ منیر کہانے میں مشابہت ہے ساتھ
 نصار سے کے اور تشیری اور چپائی میں مشابہت ساتھ ان کے نہیں ہے پس تشیری میں کہا ناوا
 چپائی کہنا مباح ہو سکتا ہے بخلاف منیر کہانے کے کہ وہ مباح نہیں ہو سکتا ہے بسبب مشابہت
 کے اور جناب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۴۴ اور صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے

منی مجمع البحار والاکل علی خوان قطہ ہوا موضع عالیہ الطعام عند الاکل لانه من اب المنیر منی لکن لا یقر انی
 ولا یطہر ولا یحتمل ان یقتل سو یہ عبارت مجمع البحار کی نہیں ہے خوان کے اصل معنی خوان کے ہیں

اور معنی دسہ خوان اسکے بھی آیا ہے سو شارحین نے موافق معنی اول کے لکھا ہے الاکل علیہ من ذاب
 المتبرین لیلما یفرق الی انظارا لولوالا اختارہ یعنی کمانا خوان پر اترانے والوں کے داب سے ہے تاکہ نہ
 احتیاج ہو طواف نہ کرنے کے کہ جب خوان کو چولی پر رکھ لین کے جگہ نہ پڑ گیا اور بیان میں معنی
 ثانی کے لکھا ہے ہو یا وضع علیہ الطعام عند الاکل یعنی خوان وہ دسترخوان ہے کہ کما جاتا ہے آپ
 کمانا وقت کمانے کے سو جناب سید احمد خان صاحب نے خوان کا ترجمہ نیز ثابت کرنے
 کے لئے دونوں معنی کی عبارتوں کو ایک کر کے حوالہ مجمع البحار کا دیدیا عبارت مجمع البحار
 کی یہ ہے **خوان** یعنی خادمہ کو سر المائدة المعدة ويقال بالخوان وجمعہ اخوان وخوان و منہ قرب الید

خوان واریہ شقی نحو السفرة غیر لغنی بحدیث ما اکل صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان قططر الخوان معرب
 والاکل علیہ من ذاب المتبرین لیلما یفرق الی انظارا لولوالا اختارہ نہ وہ فیہ فاذا اناہا خوان علیہا کومنتہہ جمع
 خوان ہو یا وضع علیہ الطعام عند الاکل انتہ اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ
 ۴۴۴ میں لکھا ہے کہ تشبہ کسی قوم کے ساتھ اویس وقت کما جاسکتا ہے کہ ماہ تشبہ خاصہ اویس قوم کا
 ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جائے میز پر بیٹہ کمانا اور چوری کا ٹٹے سے کمانا تو مفساری کا خاصہ نہیں ہے
 بلکہ نام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اس طرح پرکھاتے ہیں انتہ نواسمین کسی طرح سے کلام ہے اور
 کما جاسکتا تشبہ کا ساتھ کسی قوم کے اویس وقت کہ ماہ تشبہ خاصہ اویس قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جائے
 ممنوع ہے وکیو بالو کا سپید کمانا مسلمانوں اور یہود دونوں میں پایا جاتا تاکہ خاصہ ہو وکانہ تھا انحضرت
 نے اسکو تشبہ بالیہود و فرما کے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا ترمذی نے اپنے جامع
 میں ابی ہریرہ سے اور نسائی نے اپنے سنن میں عبداللہ بن عمر اور زبیر رضی اللہ عنہم سے

روایت کیا ہے کہ کمانا سب نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیرہ اشیت لاشبوا بالیہود
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ لو بالون کی سپیدی کو اور تشبہ کرو ساتھ یہود کے دوسرے
 اگر فرض کیا جائے کہ اطلاق تشبہ کے لئے ماہ تشبہ کا خاصہ ہو یا ضرور ہے تو خاصہ ہونا
 اسکا اویس ملک میں کہ جس میں اطلاق تشبہ کا ہے کافی ہوگا اور سین شک نہیں ہے کہ ملک ہند
 میں نیز وکری پر بیٹہ کے چوری اور کانٹے سے کمانا خاصہ ہمارے ہے غیرے اگر ترک
 میز اور کسی پر بیٹہ کے چوری اور کانٹے کمانا تو یہ تو یہ طریقہ اور نون کا ذوق ہی لیا ہو گا بلکہ اس

اے سکو انڈر مین کیا ہوگا تو اس کے اس قتل سے اسکا نصارے یا درگہ فزون کا خاصہ ہونا نہیں جاتا مثلاً
سو چونکہ کٹر مانا اور دائرہ بیوگانا موٹا مانا ہے پس اور کو ذکا ہے چاہے بہت اہل اسلام ہمارے دیار کے
اور ترک ترک کے وہ سب ہیں اس سبب سے اسکا اور کا خاصہ ہونا نہیں کیا ہے اس طرح مثلاً
اسکا پینٹا خاصہ بنا۔ نبوہ ہے اور بہت سے عام سلاطین کی عورتیں ابی ہنگہ بنتی ہیں تو اس سے اسکا
اور کا خاصہ ہونا نہیں کیا ہے اور بنیاست بہت احمو خالہ صاحب نے جو صفحہ ہم میں لکھا ہے
کہ اب لفظ تشبیہ پر ذکر کرنا چاہیے کہ دیا اس لفظ تشبیہ نام یا غیر نام اور ہے تو سیطج درست نہیں
ہو سکتا نتیجہ تشبیہ سے مراد مطلق تشبیہ ہے نہ وہ تمام ہو یا غیر تمام لیکن وعید منہم کہ بعض صورتوں
میں محمول تعطیل پر ہے اور بعض تو قون میں محمول ظاہر یا اندر بعض قسم تشبیہ کے کفر میں اور بعض حرم
اور کو تو ترمزی نے اپنے جامع میں عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ وہ روایت کرتا ہے
اپنی باب شعیب سے اور شعیب روایت کرتا ہے۔ ایسے واو عبد الدین عمرو بن العاص سے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سامن تشبیہ بغیر ما لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصارى فان تشبہوا
بالاشارة بالاصابع وتسلم النصارى الاشارة بالاکف یعنی نہیں ہے ہم میں سے جسے کہ تشبیہ کیا ساتھ
غیر ہمارے کے تشبیہ کر دے تم ساتھ ہود کے اور نہ ساتھ نصارے کے اساتے کہ سلام کرنا یہود کا
اشارہ ہے ساتھ اونٹنیوں کے اور سلام کرنا نصارے کا اشارہ ہے ساتھ جلیکو نیکے اور حید بن منصور

نے اپنے سفین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہا کہ بہت الاختصار فی
الصلوة و قالت لا تشبہوا بالیہود کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکرور کہا ہے اختصار کو نماز میں اور کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تشبیہ کر ساتھ یہود کے اور صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج سے
کہ کہ رافع نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ تحقیق میں ملنے والا ہون و شمنون سے یعنی قوم کفار کو
محل کو اور نہیں ہیں ساتھ ہمارے جو در بیان کیا قریح کر لین ہم کیا ہے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ما من الذم و ذکر الا سم اللہ فکل لیس انش و طفر و سادک سند اما السن فاعظم و اما الطفر فزوی و ہمیش جو چیز بیا کے
خون کو اور ذکر کیا جائے نام اسکا پس کہا سوادات اور ناخن کے اور نزدیک ہے کہ بیان کرنا ہون میں
تجسے حل اسکا ہے پر دانت پس ہڈی ہے اور اسے پر ناخن سوچ بیان ہیں جشیوں کے کہ اسکا
تے نووی نے شرح صحیح مسلم میں غیل و اما الطفر فزوی ہمیش کے لکھا ہے عنہا اہم کفار

عن التشبه بالکفار و بالمشركين معنی اسکے یہ ہیں کہ حبشی کافر ہیں اور یحییٰ بن یساکے کہے ہو تم تشبہ سے
 سامنے کافروں کے اور باطن سے فریج کرنا او نکاشنا ہے اور ایسا ہی کہا ہے ابن الصلاح نے شرح
 صحیح مسلم میں اگرچہ سلام کرنے میں سامنے او ٹیگولن یا تیلیو کرنا یا نماز میں کوکون پر بات کر کے نہیں اور
 باطن سے فریج کر کے تشبہ تام سامتہ بود اور نصاریٰ کے متا لیکن پھر سے اس سے ان
 حدیث میں منع کیا گیا تو صاف معلوم ہو گیا کہ ظہور تشبہ سامتہ کافروں کے تنوع پر خواہ تشبہ تام ہو یا تشبہ غیر تام اور
 تشبہ کے نظر بہت ہیں مثلاً قساری فاضل خان میں مرقوم ہے کہ یہ سح الاصل بالکافر علی المائدہ لانه
 تشبہ بالفرعون یعنی کر دے ہے پوچھا او ٹیگولن کا سامتہ کا خدا کے دسترخوان پر اسلئے کہ یہ تشبہ ہے ساق

تکبر و کئے اور قساری عالمگیری میں ہے کہ یہ اسکوت حالتہ الاکل لانه تشبہ بالجوس کدانی
 اسراجہ یعنی کر دے ہے اسکوت وقت کما کما نے کے اسلئے کہ یہ تشبہ ہے سامتہ جوس کے
 ایسا ہے ہے سر اجہ میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا
 ہے تشبہ بسلیمان اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ
 ترمذی نے شاکل میں ابن عباس سے روایت کے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پان بیس شہر و کان الشکر و بقرقون رو سہم و کان اہل الکتاب فی اشد لون رد سہم
 و کان یحب سوا فقہ اہل الکتاب فیالم یوم فیدہ بشہ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سوا انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبہ سامتہ اہل کتاب کے جزئیات میں پسند نہیں فرمایا ہے بلکہ اوس سے
 منع کیا ہے ہاں عادت شریف یوں تھی کہ جب جارہ ہو تا مگر طریقہ اہل کتاب یا طریقہ مشرکین سے
 تو اختیار فرماتے آپ طریقہ اہل کتاب کو جب تک وحی نہ آتی او میں اور بعد آنے وحی کے مطابق
 وحی کے عمل فرماتے لہذا اول انحضرت نے سدل کو کہ طریقہ اہل کتاب تھا اختیار کیا اور فرق کہ طریقہ
 مشرکین تھا نہ کیا جب وحی سے مشرقہ فرق کے مکشوف ہوئے سدل کو ترک کیا اور فرق
 کو اختیار کیا بخاری اور مسلم نے صحیحین میں ابیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 کہ قال ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اليهود والنصارى لا یجبون مخالفتهم کہا ابو ہریرہ نے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ میں سے کہتے ہیں ہاں تو کو خلافت کر دو تم اور کہا
 ابو ہریرہ نے اپنے سنن میں شاد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ قال ابن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا یہود فانهم لا یصلون فی الخاتم ولا خاتم کما یخدوہن اوس سے کہ فرمایا ہوں
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کر دتم یہود کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے ہیں اپنے جو توغین اور نہ اپنے
موزوغین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں روایت کیا ہے
عبادہ بن الصامت سے کہا عبادہ نے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبع جنازة لم یقعہ حتی یضع
فی الخمد فوض خیر من لیبو فقال لہ انا یذا یضع یا محمد قال مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الخاتم
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتھ جاتے آپ کسی جنازہ کے نہ بیٹھتے یہاں تک کہ رکھا جاتا
جنازہ لحد میں سو سٹھ آتا آپ کے ایک شخص اجبار یہود میں سے سوکھا اوسنے آپ سے تحقیق ہم ایسا
کرتے ہیں بیٹھتے کھڑے رہتے ہیں بیٹھتے نہیں کہا عبادہ نے پس بیٹھ گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور نہ فرمایا مخالفت کر دتم یہود کی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں ابیہرہ سے روایت
کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرل الدین ظاہر الا یحل الناس لفظ لان الیہود
والنصارى یؤخرون کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی گاہ دین لیا
جب تک کہ جلدی کرے لے لوگ روزہ کے افطار میں اسلئے کہ یہود اور نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں اور حجاب
سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۴۴ اور ۴۵ میں لکھا ہے اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت نام لگو
بال لا یعرف ام ہو من النصاری ام ہو اس لفظ میں تو ایسی مشابہت منیر پر ٹپک کر کماہنے پر تحقیق نہیں
کیونکہ کوئی شخص کہ جسکی ظاہری و باطنی انگلیں خدا تعالیٰ نے اندھی کر دی ہوں اگر مسلمانوں کو منیر پر کماہنے
دیکھ لے تو کہے اسکو یہ شبہ نہیں ہو چکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں بلکہ مسلمان ہیں لہذا انتی سو جب کہ منیر اور
کری پر چوری اور کانٹے سے ہمارے ملک میں کوئی مسلمان نہیں کماہتا ہے اسطر قیہ پر کماہتا شعار
نصاری کا یا ادھکا کہ جنہوں نے ارتداد و طرد وین نصاریٰ کے حاصل کر کے خدا لان ابدی کماہا ہے
تو جسکو ظاہری انگلیں میں انکو اس طریقہ سے ہندوستانی کماہنے والے ہلاک کر دیتے ہیں نہ کہ یہ انگریز ہے
لیکن یہ شبہ ضرور ہو گا کہ یہ شخص کراستان ہے اور حجاب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۴۴
میں تقویٰ مولانا شاہ عبدالغفر بن دہلوی کا نقل کیا ہے حاصل اس کے مضمون کا یہ ہے کہ جو چند شخصوں
ساتھ کافر بن گئے ہوئے تھے کافر بن گئے ہوئے مسلمانوں کے دین میں داخل ہوئے مسلمانوں کو
کہ انکو استعمال نہ کریں خواہ لباس میں اور خواہ آواز میں اور یہی اصل حجاب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۴۴

ساتہ کافرون کے نہیں ہے اور موجود اسکے وہ نہیں ہیں بلکہ اصل اسکے دین اسلامی سے لوگوں کا
 اوکو بہت احتمال کرتے ہیں اور سلطان کترو دین کچھ مضائقہ نہیں ہے اور چوری کاٹنے سے نہرو کسی پر
 کہنا مسلمانوں کے یہاں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ اصل یہ طریقہ نکالا ہوا کافروں کا ہے تو یہ دخل قسم اول میں ہے اور اگر بعض
 امور مخصوص کافروں کے جیسی بعض لباس گرم ایجاد کئے ہوئے کافروں کی یا بعض سواری ایجاد کی ہوئے
 انکی واسطی صرف آرام کے یا بعضے دواؤں کے تجربہ کی بنا پر فائدہ کے احتمال کریں تو ان کے کہ اپنے آپکو
 اونکا مشابہ کرنا منظور ہو مضائقہ نہیں ہے بابت شبہ مطاقاً مخصوص میں آرام اور فائدہ کی چیز میں ہو
 یا غیر آرام و فائدہ کی چیز میں ممنوع ہے اگر اس تشبہ سے اپنے آپکو اوس کے گنتی میں داخل کریں تو
 دل کے میل سے انکی طرف ہو جسکیکہ حال اوس ہندوستانی کا ہے کہ خلاف اپنی عادت کے پتکھف
 میز اور کرسی لگا کر چھری اور کانٹے سے کہنا ہے کہ مقصود اوسکا سوا اسکے کہ صاحب لوگوں میں شمار کیا جا
 اور اوسکا میلان خاطر انکی طرف ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے ہر حال یہ فتویٰ مفید کا جناب
سید احمد خان صاحب نہیں ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴
 میں لکھا ہے کہ جناب مولانا شاہ عبدالغفر رحمہ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوے میں تشبہ ممنوع کی نسبت بہت
 سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر کہنا ہے کہ خود را در عدا و انہا داخل
 انتہی سو جناب شاہ صاحب نے اپنے اس فتوے میں تشبہ کو امور مخصوصہ کفار میں ممنوع لکھا ہے ان مطلق
 تشبہ کو بدو و قید امور مخصوصہ او مفید کے اوس صورت میں ممنوع فرمایا ہے کہ لفظ عدا و میں شمار کرے
 اور میل خاطر سے ہو اور آخر فتویٰ میں لکھا ہے کہ تشبہ در عدا و اعیان و مطلقاً ممنوع است احادیث
 والہ بریں بسیار اند غرض کہ تشبہ بہ انہا بر چیزیکہ باشد داخل منع است انتہی پس یہ کہنا کہ بالکل
 مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر کہنا ہے کہ خود را در عدا و انہا داخل کند اقرار صریح ہے اور
 جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے اب لفظ منہم پر غور
 کرنا چاہئے کہ منہم کی لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاریٰ کے
 ساتھ کی تو وہ بھی نصرا فی ہو گیا وان اعتقاد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان استقبل قبلتہ
 داخل ہو جتنا وان صلی صلوات و صام صیامنا غا لیا امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب
 بہانہ نہ کر نصرا فی ہی منہم کی لفظ سے بہرہ بردہ نہیں لیں گے انتہی سوا پر معلوم ہوا کہ تشبہ

اس سے کہ تمام ہو یا غیر تمام اور منہم کے معنی او میں سے ہونے کے ہیں ہر اگر متشبیہ بہ شکار یا اعمال اور عقاید
 کفریہ میں سے ہے یا تشبیہ کو نبی الامتشیہ کو انہما سمجھ کر تشبیہ کرتا ہے تو او میں سے ہونا بحسب متبادر ہے والاؤ میں ہونا
 بطور لفظ اور تشبیہ کی اور شیخ الاسلام احمد بن عبد الجبار حنفی نے اپنی کتاب میں تشبیہ کفار میں لکھا ہے ان کا ظاہر ہے کہ تشبیہ کفریہ کافی
 قولہ تعالیٰ ومن یولم منکم فانیہ منہم وہو لیکر یا مسند کرہ عن عبد اللہ بن عمر و انہ قال بیح مارض الخیر
 رہے تو منہم حتی یوت خیر معہم یوم القیامت فقید محل ہذا علی التشبیہ الخلق فاند یوجب الکفر و یقینے تحریم
 البعاص و لکن محل علی انہ منہم فی القدر المتشبیہ الذی لیس بہ منہم فیہ یعنی اگرچہ ہے ظاہر منہم کا متشبیہ کفر
 متشبیہ الکفار کو جیسا کہ ہے قول اللہ تعالیٰ ومن یولم منکم فانیہ منہم میں اور یہ لفظ اور سکا جو نزدیک ہے
 کہ ذکر کہین گے ہم او سکو عبد اللہ بن عمر من العاص سے کہ او ہونے کے قسربا ہے جو شخص کہ
 نکال بناوے مشر کوئی زمین میں اور کرے او کے نیروز اور مر جان کو یہاں تک کہ مر جائے
 او تھا یا جائیگا او کے ساتھ روز قیامت کے پس کبھی محل کیا جاتا ہے یہ تشبیہ مطلق اور تمام پر کہ وہ
 موجب ہے کفر کا اور مقفہ ہے تحریم او کے البعاص کو او محل کیا جاتا ہے اس پر کہ تشبیہ کو نبی والا
 اچھد ہے ہر متبادر تشبیہ میں کہ مشابہ ہے تشبیہ کو نبی والا کافر و نکال او میں اور شیخ علی قاضی
 نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھا ہے فتو منہم ای فی الاثم و الخیر یعنی پس وہ او میں سے ہے گناہ
 میں اور نیکی میں اور شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے و المتعارون فی التشبیہ
 ہو القیاس علی البیاس قوم و میدار لا تشبیر اور وہ فی کتاب البیاس رہو باطلان قد محل الاعمال و الاخلاق
 و البیاس سوار کان بالاجرا و بالاشرار فان کان فی الاخلاق و الاعمال بجزی حکم فی الظاہر و ان
 فی البیاس یخص بالظاہر و بالاجل حکم المشابہ لشیء حکم ظاہر کان او باطن او متعارف تشبیہ میں وہ
 نہیں ہے سہمہ البیاس کسی قوم کے اور ساتھ اسی اعتبار کے ایسا ہے جب مشکوۃ احمدیہ کہ کتاب البیاس
 اور تشبیہ باطلانہ شامل ہے اعمال اور اخلاق اور لباس کو برابر ہے کہ ہوسا ہے تنگ تنگ اساتہ بدو کے
 میں اگر تشبیہ اخلاق اور اعمال میں جاری ہوگا حکم او سکا ظاہر و باطن میں ہوگا اگر تشبیہ لباس میں
 زخاص ہوگا حکم او سکا ساتھ ظاہر کے اور حاصل ہے کہ حکم مشابہت کا حکم او میں سے کا ظاہر
 میں ہو یا باطن میں بالجمہر جو شخص تشبیہ تمام ساتھ لفظی کے کہ ہے بالتشبیہ او کے متبادر میں کہ
 وہ لفظ اسنے ہر حکم شرع میں اگرچہ معتقد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے اور متبادل مسلمانوں کے قیام کا ہے

اور ذبیحہ مسلمانوں کا تھا ہوا اور نماز اور روزہ مسلمانوں کا تھا ہوا اور یہ بات کتب عقائد اسلام میں
 اس طور پر مخصوص ہے کہ کوئی مسلمان مدین سے مدین اسکا انکار نہیں کر سکتا ہے اور متبادر مفہم
 سے حدیث میں بھی ہے ہاں اگر کوئی نصرانی یا مشرک سے کہے کہ اور اسکا انکار کرے تو درمیانی
 بات ہے کہ کفر شاذ اور لابس بخیار اور ساجد ضمیمہ اسی بنا پر ہے علیہ السلام اور فتاویٰ صغریٰ میں مرقوم ہے
 دو شے نفسہ پاکہ واد النصارى علی طریق المذبح او الذکر اور اگر شائبہ کیا اپنے نفس کو ساتھ ہو دیا
 نصاریٰ کے لینے صورت میں یا سیرت میں غرض طبعی یا شے کی راہ سے نفی اگرچہ اسطریقہ پر یہ کافر ہو گا
 اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے کہ اصل یہ ہے کہ اس حدیث
 کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم تشبیہ جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جائی تعلق ہے نہ اس
 حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبیہ قوم آخر بخیر ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد
 اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور کسی قوم کے لوگ
 ایک جگہ یا رے جائیں تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکر کجا رہے یا کہ مراتب
 خجندیہ تکفیر میں واقع اوس قوم کے اوکنا جائے پس صرف اسی بات میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے
 کہ جس قوم کے متناہیہ ہوا اسی قوم میں اسکو شمار کرنا جائے اور چونکہ اسطرح کی شناخت اغلب اور
 لباس کے ہوتی ہے اس سے نام محمد بن نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
 کی بنیاد و آیات فقہ کتب فقہ مذکور ہیں انہی سب مآشی سے تفریق حدیث اور مخالفہ صحابہ کرام
 اور ائمہ عالیہ مقام اور فقہائے عظام سے باتلاع ہوا اور مجلس فقہانہ کے مور و حدیث خود الفاظ حدیث
 جو اور طرق سے مروی ہے ظاہر ہے کہ تشبیہ کفار ساتھ اختیار انکے طریقہ کے ہے طریقہ اسلامیہ چھوڑ کر اور
 منع کن اصحاب اور ناموں اور فقہا کا صحت کا موافقہ پس یہ شائبہ کفار حکم و دلیل ملا کر اس حدیث سے
 مویہ ایسا ہے اور یہی ضیاء اسکا کہ صحت کا موافقہ حکم حالت تشبیہ بقوم آخر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
 امام احمد نے اپنی سند میں اور ابوالثیم نے تاریخ احمد بن حنبلہ النسخی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے
 کہ کہ حضرت انس نے کہہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جعل الذلۃ والصغار علی من خالف
 اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے خلاف کرے میرا کلمہ
 لینے طریقہ اسلام کا اور جو تشبیہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اور ابوالجلی نے

اپنی مسند میں روایت کیا ہے عبد العزیز بن عمر سے کہ کہا انہوں نے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نہی عن التشبہ بالاعاجم وقال من تشبه بقوم فهو منهم تحقیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تشبہ
 سے ساتھ اعاجم کے کہ اس وقت میں مجوس تھے اور فرمایا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ
 اسی قوم میں سے ہے اور ابو محمد خصال نے اپنے سلفین میں محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے
 کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ ان حذیفہ بن الیمان و عی الی ولیمہ فی بیت فاتاہ فرای فی شیان
 زئی الحسن فخرج وقال من تشبه بقوم فهو منهم تحقیق حذیفہ بن الیمان بلائے گئے طرف ولیمہ کے ایک
 گہر میں تھا سوکھے اوس گہر میں پہر دیکھا اوس گہر میں کچھ عجم کے طریقوں میں سے تو نکل آئے وہاں
 سے اور کہا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اس شیخ الاسلام احمد بن
 عبد کلیم جنبل نے کتاب منع شایستہ کفار میں لکھا ہے قال المروزی سالت ابا عبد اللہ یعنی احمد بن حنبل
 عن خلق القفا قال ہوں من فعل المجوس ومن تشبه بقوم فهو منهم کہا مروزی نے کہ پوچھا میں نے ابا
 عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل سے گروہ کے ہاں موڑنے سے کہا امام احمد نے کہ یہ فعل مجوس کا
 ہے اور جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اور جامع صغیر
 میں مسطور ہے المسلم اذا ہرے یوم النیر والی سلم اخر شیعہ ولم یروہ یعظیم ذلک الیوم ولکن جبری
 علی ما عاود بعض الناس لا ینفی ان لا یفعل ذلک فی ذلک الیوم خاصہ و ینعہ قبلہ او بعدہ
 لئلا یكون متشبہا بہ ولا القوم وقد قال علیہ السلام من تشبه بقوم فهو منهم یعنی سلمان جب ہدیہ عجی دن نیرو
 کے طرف دوسرے سلمان کے کسی چیز کو اور نہ ارادہ کی ہواو نے ساتھ اس کے تعظیم اوس دن
 کے لکین چلا ہوا عادت پر بعض آدمیوں کے نہ کافر ہو گا و لکین لائق یہ ہے کہ نگڑے اسکو اوس دن میں
 خاص اور کرے اسکو پہلے اوس دن کے یا پیچھے اوس دن کے تاکہ نہ تشبہ کرے نہ الا ساتھ اوس
 قوم کے اور فرمایا ہے آنحضرت علیہ السلام نے کہ جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم
 میں سے ہے اور نہ یہ حاشیہ ہر ایہ میں مسطور ہے انہ انہ اہل الطلاق صابر متاخر عن الیوم
 فی المکان لاند فی معنی بیت اخر ذلک منع اہل کتاب و تشبہ بہم کر وہ قال علیہ السلام من تشبه بقوم
 فهو منهم تحقیق امام جب داخل ہو گا حواری میں ہو جائیگا الگ قوم سے مکان میں اس لئے کہ حواری
 معنی میں دوسرے گہر کے آؤ پر نظر اہل کتاب کا ہے اور تشبہ ساتھ اہل کتاب کے کر وہ ہے

ایک اور حدیث ابو داؤد میں آخر کتاب بجاوین موجود ہے عن عمرو بن عبد اللہ اما بعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع المشرکین وکون مع فانیہ مثلہ یعنی مصلح لڑائی میں مشرک کا خون یا غارت گاہی اور اسباب محفوظ بنیں ہو سکتا ہے اس طرح اوسکا ہی محفوظ بنیں ہو سکتا ہے سو اول کیا دلیل ہے اس پر کہ حدیث عمرہ بن عبد اللہ اور حدیث من شہد بقوم فموتہم تعلق ایک ہی حادثہ سے ہے تاکہ موت اور مثبت ہو یا حدیث عمرہ کا اس گفتگو کے لئے تصور ہو دوسرے متعلق ہونا حدیث عمرہ کا اوس حکم سے جو اس گفتگو میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلم ہے حدیث عمرہ میں تو منع ہے قرب و جوار کا فزون کا اختیار کرنے سے اور تغلیظ ہے ساتھ اوس کے مباحث اور مجاہدہ سے بلکہ خود جناب سید احمد خان صاحب نے جو حاصل حدیث عمرہ کا ملاحظہ یعنی ذکر فرمایا ہے وہ بھی اوس کے گفتگو کی اثبات اور تائید سے نئے علاقہ ہے شرح حدیث عمرہ کی وہی ہے جو شرح التیاری نامی ایماہما کے کشف الکشاف سے اوپر مذکور ہوئے۔

فتح الباری و حاشیہ سنن ابی داؤد میں مسطور ہے قولہ فانیہ مثلہ اسی بقایا ان یصیر مثلہ لثاثر الجوار و لصحیۃ و یحتمل انہ تغلیظ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فانیہ مثلہ کے معنی یہ ہیں کہ نزدیک ہے اس کے کہ ہو جائے لاندہ اس کے بسبب اثر کرنے جوار اور صحبت کے اور محتمل ہے کہ یہ تغلیظ اور سخت پکڑنا جوار و یوفی روایت ابی داؤد کے ترمذی نے بھی عمرہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ کہا عمرہ نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لائے انکوا المشرکین و لا تجامعوا ہم فمن ساکنہم او جامعہم فموتہم یعنی نہ ہو ساتھ مشرکوں کے اور نہ جمع ہو ساتھ اوس کے اور جو ہے ساتھ اوس کے یا جمع ہو ساتھ اوس کے ہو و و مانند اوس کے ہے اور پھر سے لطف کی یہ بات ہے کہ جناب سید احمد خان صاحب نے جامع المشرکین کو روایت سنن ابی داؤد میں جامع مع المشرکین پر مکرر ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکھا جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے ساتھ اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ انصاف کر سکی بات ہے کہ میر کیا نام تو تشبہ بالنصارى ہو و او مباح کو یعنی اوس کے کہ کیا نکو ترک کرنا اور اوس کے کہ کیا نکو الیکو کا فرجانا اور نہ سے گرا دینا اور حجابانی بند کر دینا تشبہ بالیہود و نصاریٰ ملتے سوا اور معلوم کیا ہے کہ اوس کے کہ کیا نکو ترک کرنا بیظرا اوس کے غالب حال کے اور اوس کے کہ کیا نکو الیکو کا فرجانا باعتبار ظاہر کے بھی قواعد اسلامیہ پر ہے نہ طریقہ بنیاد پر تاکہ مشابہت ساتھ ہونے کے لہذا لے معنا اگر غالب حال انصار سے کا عدم زوج منقاد حسب مہیے اوس کے کہ کیا نکو ترک کرنا اولیٰ ففتح القدر میں مسطور ہے و یجوز ترجیح الکتابیات والاوس کے ان لا یفعل

ولایا کل یوم یقیم الا للفرزۃ اور جائز ہے نکاح کرنا کتابیات سے اور اولیٰ کرنا سے اور کمانا انکے ذبیحہ کا گوشت پہلی
 ضرورت کے اور بکھراؤ میں مذکور ہے والاویٰ ان لایزوج کتابیۃ ولایکل ذبیحہ اور اولیٰ نہ نکاح کرنا کتابیۃ
 سے اور نہ کمانا ذبیحہ اہل کتاب کا ہے اور علاوہ اسکے میر پر چوری اور کانٹے سے کمانا اس نیت سے
 کہ اس میں ترغیب حال ہے اور طریق ماثور میں اسلام اور سنت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قلت اور حیات
 جیسا کہ متفقہ جناب سید محمد خان صاحب ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ میں مشدود مذکور ایک
 عبارت عربی بنا کر اسکو لکھا ہے کہ او سکا ترجمہ یہ ہے اسے مسلمانو بڑا دکر و تم اسپر نہ بیت غرور اور
 تکبر کی بلکہ یہ نیت ترغیب حال مسلمانوں کے تاکہ نہ یکہ کے او کو کوئی قوم ساتھ حقارت کے بسبب اور کہ
 ان عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت کے ہیں اتنے منہر الی الکفر ہے کہ اس میں تحسین امر کفار اور تحقیر
 عادت مسلمان اختیار اور سنت سید الابرار ہے بکھراؤ اور قیام علیکمیر میں مرقوم ہے و
 کیف تحسین امر الکفار اتقا قاحی قالوا لوقال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من اجوس اور ک المضاہجۃ
 حالۃ احمض منہم حسن فوکافر او کافر ہوتا ہے آدمی ساتھ اچھا سمجھنے کا فردن کے کام کو بالاتفاق یہاں
 کہ فرمایا ہے علمائے اگر کہنے کہ ترک کلام وقت کمانا کمانے کے اچھا کام ہے مجوس کا یا ترک مضامیۃ
 اپنی عورت سے حالت حیض میں مجوس کے بیان اچھا کام ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے اور
 فصول عامویہ میں مسطور ہے من لم یرض منہ من یرض منہ من المسلمین فقد کفر جو رضی منہ ساتھ
 کسی سنت کے بغیر دن کی سنتوں میں سے پس تحقیق وہ کافر ہے اور جناب سید احمد خان
 صاحب نے جو صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے کہ یہ گفتو نہایت عجیب ہے مواقع تم و دہ میں جو
 محظور شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعاً مباح ہیں اور ہر موقع تم کا اطلاق کی طرح نہیں ہو سکتا اسے سوچ
 گفتگو کے عجیب کہنے سے ہر عاقل ذی شعور نہایت تعجب کرتا ہے اسلئے کہ محظورات شرعیہ میں
 اور کتاب عام میں نہ مواقع تم مواقع ہم اس قسم کہ مباحات ہیں کہ اونہیں واقع ہونے سے آدمی منہم محظور شرعی
 ہو جاتا ہے دیکھو اپنی عورت سے راہ میں بات کرنا مباح ہے لیکن حضرت عمرؓ نے اسپر تفریز جاری
 فرمائی بسبب وقوع کے مواقع تم میں نصاب الاحتساب میں مرقوم ہے ان عمر رضی اللہ
 راہی عنہما امرتہ یحدثان فی الطریق فضر بہما بالدرۃ فقال الرجل ہی امرتی فقال لہ لو کانت امرتک
 فلم لقد غدا فی بیتک حتی لا یتہک احد فی الطریق فحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک مرد کو راہ

ایک عورت کے کہ دونوں باتیں کرتے ہیں راہ میں سو مارا حضرت عمرؓ نے اون دونوں کو ساتھ دے دے سو کہا اوس مرد نے یہ عورت میری ہے سو کہا حضرت عمرؓ نے اوس مرد سے اگر بھوتی تیری عورت تو کیوں نہ دخل کرتا تو اسکو اپنے گھر میں نہ کہ تہمت لگاتا کجگو کوئی راہ میں اور بتان فقیر ابوالمث

مین ہے وروی عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم لہ قال من کان یومن بالمد والیوم الاخر لا یقضن مواقف الہم اور روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہو کہ ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے کہ نہ تھیری تہمت کی جگہوں میں وچہ وسم یہ ہے کہ فصارے جب کھانا کھاتے ہیں اوسوقت وہ شراب بھی پیتے جاتے ہیں اور اوس وترخوان پر کہ دو ہزار کا چلتا ہو مثیہ کر کھانا منوع ہے ابو داؤد نے اپنے مسنن میں سالم سے روایت کیا ہے

کہ سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں قال نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مطعین عن ابلوس علی مائدۃ تشرب علیہا الخمر وان یاکل الرجل ویسوطح علی رطلہ کما عبد اللہ بن عمرؓ کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کما فون سے ایک بیٹھنے سے اوس کھانے پر کپے جاتی ہو اوس پر شراب اور کھانے سے روکتا او حال میں کہ وہ پڑنے والا ہو پیٹ کے بل اور حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ بن عمر سے بھی مانند اسکے روایت کیا ہے اور مطالب المؤمنین میں

مرفوع ہے ولا یجیب الی مائدۃ تراعیہا الخمر ولا الی طعام الفاسق کذا فی شریعہ الاسلام اور نہ قید اسکے عورت طرف اوس کھانے کے کہ چلتی ہو اوس پر شراب یا سب اوس کھانے کے یا طرف اعام فاسق کہ ایسا ہی ہے شریعہ الاسلام میں اور ذیاب **سید محمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۸ اور

صفحہ ۸ میں اعتراضاً مولانا شاہ عبد العزیز صاحب پر اپنے نعم میں لکھا ہے کہ یہ بات مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہان خمر اور اوائی فضا ہوں اور اگرچہ وہ برتن خمیں سلمان کھانا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بھی حرام ہے اسکی وجہ ہمارے سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ ماکول کسی قسم کے آمیزش سے نجس نہیں ہو تو وہ کیوں حرام ہے باقی یہی بات کہ شریعت میں ہے کہ خمر اور خمر پر حرام ہے تو بغیر اس بات کے فعل شرک ہو گا نہ ماکول اور نہ فعل ہو اکت علاوہ اسکے اور اہل حق سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جنکے مذہب میں خمر و خمر پر حلال ہے اور وہی اوسکے ترک کیوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور ماکول اوس سے اگر وہ ہوں تو اوس مجلس کی شرکت ہی کیوں حرام ہو

انتے سواسین کوئی وجہ سے کلام ہے اول جناب سید احمد خان صاحب نے جس قوی کو منسوب
طرف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی کیا جو اس میں خود اپنی حرام ہونے کی وجہ قیوم پر اور نہ شکایت ہی ساتھ کافرون کو
اولیٰ شعیب یا یہ شکایت ساتھ اوکھی افٹے شمار میں دلیل رضائے ان کے فعل سے اور کثیر سوا و قوم ہے
ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں اوثق بن معویہ نے کتاب اطاعت المعصیۃ میں بن جابر سے روایت

کیا ہے کہ ان رجلا وعا عبدالمذہب سحر والی ولیمہ فلما جاء لیدخل معہم اقامہ بخل فقیل لہم حجت قال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کثر سوا و قوم فموشم ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہم فقیل ایک
روایت بلایا عبدالمذہب سحر کو طرف و کیمید پر جب آئے عبدالمذہب سحر کو داخل ہوں سنا وہاں گانا تو نہ
داخل ہوئے تو کہا گیا اور نہ کہ کیوں لوٹے تم کہا اونہوں نے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے چنانچہ ایک کثیر کرے جماعت کسی قوم کی تو وہ اونہیں میں سے ہے اور چنانچہ کہ رضی
ہو کسی قوم کے کام سے ہے شریک اوس کام کے کہ نہوال کیا اور انہذا کیے روایت کیا ہے ولیمہ نے فرمایا
میں عبدالمذہب سحر و سے اور عبدالمذہب المبارک نے کتاب الزہد الرقاق میں ابی ذر سے

روایت کیا ہے کہ وہ عیالی ولیمہ فلما جاء لیدخل معہم اقامہ بخل فقیل لہم حجت قال انی سمعت
کان من ہر دون رضی عمل کان شریک بنی عمار بلائے گئے ابو ذر طرف ایک ولیمہ کے پر جب حاضر ہوئے
تو وہ وہ حاضر تھے ساتھ ایک آدمی کے پر بن کوٹ آئے پھر کہا گیا اور نہ کہ کیوں نہ داخل ہوئے تم کہا چنانچہ
سنا ہے کہ ایک آدمی کو اور جوڑا کر کے کسی جماعت کی ہوتا ہے اجل اس جماعت سے اور چنانچہ
رضی ہوتا ہے کسی کام سے ہوتا ہے وہ شریک اوس کام کے کہ نہوال کیا دوسرے جب ہر مت فعل
شرکت تسلیم ہے تو جس صورت میں کہ یہ نہوالا کوں کا بدون شرکت حرام کے ممکن نہو تو وہ ناکول امر ہے
اسے حرام نہیں کیا جاسکتا ہے فعل حرام سے اور نہ مستحکمیت میں کہ عبارت فعل شرکت ہے سے
ہے کہ اسے میں بر تقدیر تسلیم حرام شرکت کیا کلام ہو سکتا ہے غیر مستحکم و غیر میر کے حلال ہونے کو
انہ کتاب کے کہ جب میں اور شریک ہو تو انہیں کے ساتھ لے چیتے اور کہانے کے کیا فعل ہے ہر
حرام شرکت میں ہر حال کھانے کے شمار میں شامل ہونا گو وہ شعرا و شاعر دین میں جائز ہو اور چنانچہ کہ کتاب
اوس کے شعرا کا حرام ہے بیان نہ کہ کہ مختار نے لکھا ہے بیہودہ من اہل الملک کا محرم و مخمور و غیرہ
الماقوس و رفع اصولہم بنیہم و انہما را حیا و ہم و صلیہم کافی المناجیح و غیرہ یعنی منع کے بائیں کافرون سے

بانوں کے ظاہر کرنے سے اندیشہ کے اور جوئے کے اور بھانے مافوس کے اور بلند کرنے اور
 کے ساتھ اپنی کتاب کے اور ظاہر کرنے سے اپنے عیدوں اور عیدوں سے جیسا کہ ہے نہ سناج وغیرہ
 میں ہے اور یہ ہے کہ ہر پر کفار بھی کھلتے ہر احکام میں مذند مسلمانوں کے اگر مہینہ تر اوپر جاری نہیں ہوتی ہر
 جیسا کہ اور معلوم ہو چکا ہے پس دست خمر اور خمر پر کے مسلمان اور کافروں کی حق میں دین اسلام کے
 راہ سے ثابت ہے اور جناب سید محمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۵ میں جواب شہیدانہ
 لکھا ہے کہ اگر ایک اور دفعہ اتفاق سے کہلے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک اور دفعہ کے کہانے
 میں پوچھو تو وہ اور احادیث میں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علماء نے ہی دو ایک دفعہ کے کہانے
 کا حق سے دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المؤمنین اور مصابح الاحیاء کے
 روایتوں سے استدلال کیا ہے اتنے سوا ایک اور دفعہ کہانے میں ہی اختلاف ایک اور بار ہے گو اختلاف
 وائیم نہیں ہے اور مطلق اختلاف کافروں کے ساتھ سوائے مقدار ضرورت کے ممنوع ہے اور ایک
 اور بار ہی ساتھ کہانا منجملہ اسباب تو وہ ہے اور جب تو وہ کافروں سے حرام نہیں تو سب اسباب تو وہ کے
 میں حرام ہونگے اور عالمگیری کی روایت میں امام محمد کا سکوت تحلیل اور عدم تحلیل اکل سے ساتھ کافروں
 کے سطور ہے اور عبدالرحمان کاتب سے صورت ابتلا میں ایک دوبار کہا لیکر لایا ہے یہ ہونا اور وہ
 کا کردہ ہونا مذکور ہے اور استعمال ابتلا کا شے حرام میں ہوتا ہے جیسا کہ ہر ایک اور شے وقایہ
 میں سطور ہے پس مناس سے قول عبدالرحمان کاتب یہ ہے کہ کہانا ساتھ کافر کے ساتھ کافر کے
 میں ہے لیکن حالت ابتلا میں بغیر صورت ایک کہانا لایا ہے یہ ہے مناس سے روایت مطالب المؤمنین
 کے ساتھ ساتھ ایک دوبار کہا لیکر صورت ابتلا میں یا واسطے تالیف قلب اور
 کہ جسکا مسلمان ہو جائے مسنون ہو لایا ہے یہ ہے اور مذمت اسپر ہی مکروہ ہے اور یہ دونوں
 میں منع میں منع میں ہے چنانچہ منظر تو وہ اس کے ساتھ کہانا ہو بہر حال حق سے نکالیں زمانہ میں
 عالمگیری کا حوالہ واسطے کہانے ایک دوبار کے ہی ساتھ اہل کتاب کے بتا بران روایات کے
 غلط ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے کہ ان روایات
 میں جو جس امر پرست مشرکوں کے ساتھ کہانے میں نہیں ہے اہل کتاب کے ساتھ
 میں نے اور ثانی میں سے ہی قرآن پڑھا ہو گا وہی جائز ہے چنانچہ بہت سے ایسے

احکام مشرکین کے نسبت میں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں کہتے ہیں ان وہ یوں کو اہل کتاب کے ساتھ کفانی پر استدلال کرنا صحیح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی ہیں جنہاں اور احادیث صحیحہ کے مقابل لائق جاویں آتے ہوں رواہ یوں میں یہ حکم عام ہی شامل ہے سب مشرکوں کو اہل کتاب پر اطلاق شرک کا اگرچہ محاورہ قرآن میں شائع نہیں ہے لیکن فی الحقیقت اہل کتاب بھی مشرک ہیں بوقتہ میں طلاق مشرک اور یہی آتا ہے اور یہ حکم ان احکام میں سے نہیں ہے کہ قرآن میں مشرکین کی نسبت میں اہل کتاب سے علاقہ نہیں کہتے ہیں شمار کرنا اس حکم کا اور ان احکام میں سے کہ جنہیں تفاوت مشرکین اور اہل کتاب کا ہے کسی علم واسطے کا بجز اسکے کہ جسے سوال تانی جی کے اور کی تعلیم نہیں پائی ہے کام نہیں ہے پس ان روایتوں سے اہل کتاب کے ساتھ کلمہ کی کراہت پر استدلال کرنا بہت صحیح ہے اور یہ روایتیں موافق قرآن اور احادیث صحیحہ کے ہیں نہ مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے متاویز اور راجع نہیں مرقوم ہے و لکنہ المواکلتہ مع الکفرۃ وہم علی غیر ذلک یعنی کہ وہ ہے مواکلتہ ساتھ کافروں کے اوس حل میں کہ وہ اور غیر دین تیرے کے ہیں اور ابوجاہ غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے انکافران کان محارباً فمستحق الفل والافاق و لیس بعدہ من الابرار الا انہ والما الذی خاتمہ لا یجوز ان یرہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ بالاحضار الی ارضی طریق و ترک التعاطی بالسلام فاقوال السلام علیک قلت وعلیک والاولی الکف من مخالطتہ ومعانیتہ ومواکلتہ فلما لامنا طامعہ والاسرار الیہ کما یسرل الی الاصل فافہو کہ وہ کہ نہ شدیدہ یکا دیتی الی حد التحريم کافر اگرچہ عربی تو وہ متحق ہے قتل اور ارتفاق یعنی لوندی غلام بنانیکا اور نہیں ہے بعد ان دو کاموں کے امانت یعنی اس سے بڑھ کر امانت کیا ہوگی اور ایسی پڑمی پس نہیں جائز ہے ایذا او سکی گرساتہ اراض سے کہ اوس سے اور ساتھ او سکی حفاظت کر سیکے ساتھ لاچار کرنے کے طرف تنگ تر راہ کے اور ساتھ ترک اتجا سے سلام کے پس جب کہی دمی السلام علیک کہے تو وہ علیک اور اولی ہے باز رہا ان کے مخالطت اور ساطت اور مواکلت سے پس ہی یہ جویش ہوا ساتھ او س کے اور انوں ہوا اوس سے جیسیکہ انس بکرا جاتا ہے ساتھ دونوں کے پس کہ وہ ہے کراہت شدیدہ کہ نزدیک ہے پہنچنے کی طرف

تمام شد



يُخْتَارُ مِنْهُ أَوَّلُ الْأَحْصَابِ

صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ	صفحہ	غلہ
۱	۱۰	۲	۱۱	۳	۱۲	۴	۱۳	۵	۱۴	۶	۱۵	۷	۱۶
۸	۱۷	۹	۱۸	۱۰	۱۹	۱۱	۲۰	۱۲	۲۱	۱۳	۲۲	۱۴	۲۳
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷
۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱
۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵
۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹
۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳
۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱
۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵
۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹
۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳
۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷
۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹
۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳
۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷
۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	

